عمران سیریز

جلد نمبر
3

رات کا شہزادہ

8- رات کا شہزادہ

9- دھوئیں کی تحریر

10- لڑکیوں کا جزیرہ

11- پتھر کا خون



پیشرس

اس بار خطوط کی تعداد بھی پہلے سے زیادہ ہے۔ مشورے، تنقید اور تنقیص یکساں انداز کی باتیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں کیا لکھوں۔ البتہ ایک صاحب نے کراچی سے مجھے للکارا ہے کہ میں خواب غفلت میں پڑا ہوا ہوں۔ قوم کو سدھارنے کی کوشش بھی کروں۔ آپ کا فرمانا بجا کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے لیکن قوم اس قلم سے صرف کہانیوں کا نزول چاہتی ہے۔ اگر کبھی ایک آدھ جملہ کسی مثال کے طور پر بھی قلم سے رپٹ گیا تو قوم جھپٹ پڑتی ہے۔ "آخر آپ کو سیاست میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔" اور میں ہکا بکا رہ جاتا ہوں کہ قوم کو کیا جواب دوں۔ کیونکہ جواب دینے کے سلسلے میں ایک ضخیم کتاب لکھنی پڑ جائے گی۔ پہلے تو قوم کو یہ بتانا پڑے گا کہ سیاست ہے کیا چیز، پھر عرض کرنا پڑے گا کہ میرے اس حقیر جملے کو اس کسوٹی پر پرکھئے۔ اگر اس میں ذرہ برابر بھی سیاست پائی جاتی ہو تو جو لیڈر کی سزا وہ میری سزا...... اور پھر بھائی اگر ملک میں سیاست دانوں کی کمی پائی جاتی ہو تو تھوڑا بہت کشت بھی اٹھالیا جائے۔ مجھے تو بس کہانیاں لکھنے دیجئے۔ میری لیڈری آپ بھی تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر خواہ مخواہ قوم کا وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ۔ قوم کے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا کہ دعا کروں۔ "اے اللہ، اس قوم کو ایک آزاد اور منفرد قوم کی حیثیت سے ہمیشہ قائم رکھیو۔" آخر میں ان صاحب نے پوچھا ہے کہ لیڈر کی صحیح تعریف کیا ہے؟ بڑا بے ڈھب سوال کیا ہے آپ نے۔ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں البتہ اکبر الہ آبادی نے اپنے زمانے کے لیڈر کی تعریف یوں کی ہے۔

یوسف کو نہ دیکھا کہ حسیں بھی ہے جواں بھی
شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے میاں بھی

ابن صفی

(۱)

عمران نے جھلا کر ریسیور پٹخ دیا.... اسے اس فون سے نفرت ہو گئی تھی.... تین چار دن سے وہ بیکار بیٹھا مکھیاں مار رہا تھا۔ اس پر کچھ تو "بیکاری" سوار تھی اور کچھ فون.... فون یوں سوار تھا کہ شہر کی ایک لڑکی نے اس سے فون پر محبت شروع کر دی تھی.... وقت بے وقت رنگ کر کے اسے خواہ مخواہ بور کرتی تھی۔

عمران نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔ کیسی ہے۔ کہاں رہتی ہے.... بس اس نے اس سے فون پر محبت شروع کر دی تھی۔

اس وقت تو عمران کو خاص طور پر غصہ آیا تھا۔ اس نے رنگ کر کے "ہیلو!" کہا۔ پھر جلدی سے بولی۔ "اوہ ڈیڈی ادھر آرہے ہیں!" اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ پہلے تو عمران کا دل چاہا کہ ریسیور اپنے سر پر مار لے لیکن پھر اسے بک پر ہی پٹخنے پر اکتفا کرنی پڑی۔

شاید آدھے ہی منٹ بعد گھنٹی پھر بجی.... عمران سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پھر وہی ہو گی۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے مترنم سی آواز آئی۔

"ہائیں! پھر؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"جی ہاں! میں سمجھی تھی شاید ڈیڈی اس طرف آئیں گے۔"

"خدارا مجھے اپنے ڈیڈی ہی کا نام اور پتہ بتا دیجئے!" عمران نے گھگھیا کر کہا۔

"ہرگز.... نہیں! ورنہ آپ میری محبت کا خون کر دیں گے۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"ابے او.... سلیمان!" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔

"جی!" فون سے آواز آئی۔

"آپ سے نہیں۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔ "میں اپنے نوکر کو پکار رہا تھا۔"

دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز آئی۔ پھر کہا گیا۔ "آپ اتنے بیدرد کیوں ہیں!"

عمران نے ریسیور سلیمان کو تھمادیا.... سلیمان سمجھا شاید کہیں سے اس کا فون آیا ہے۔

اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "جی!"

پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے کچھ دیر تک سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار تھے.... اس نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔

"جی صاب! میں سلیمان بول رہا ہوں۔"

"پتہ نہیں دوسری طرف سے کیا کہا گیا تھا۔ بہرحال جب وہ ریسیور رکھنے لگا تو اس کا ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا۔

"کیوں بے.... یہ کون تھی؟" عمران نے گرج کر پوچھا۔

"صاحب! میں کیا جانوں؟"

"صاحب کے بچے تم نے نامحرم عورتوں سے عشق لڑا لڑا کر میرا فون نجس کر دیا ہے۔"

"ارے.... اَلاقسم صاحب.... میں تو جانتا بھی نہیں!"

"پھر وہی بکواس! زوری اور چینہ سوری.. ارر.. سوری اور زینہ چوری... کیا کہتے ہیں بے؟"

"چوری اور سینہ زوری!" سلیمان جلدی سے بولا۔

"ہاں پھر.... بول...."

"میں نہیں جانتا صاحب کہ کون تھی۔"

"ہائیں تو کیا درجنوں ہیں؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"نہیں صاحب.... قسم لے لیجئے۔"

"شوپنہار کو پڑھا ہے تو نے؟"

"نہیں صاحب....!"

"نطشے کو....؟"

"کون سے نقشے کو؟"

"بالکل جاہل ہے.... ابے نقشے نہیں نطشے.... جرمن فلاسفر.... نطشے...."

"صاحب.... آپ کچھ بھول گئے ہیں!" سلیمان جلدی سے بولا۔

"کیا بھول گیا ہوں!"

"یہی کہ آپ آج مجھے دن بھر کی چھٹی دے دیں گے.... کل آپ نے وعدہ کیا تھا۔"

"دفع ہو جاؤ.... لیکن کان کھول کر سن لے.... عشق وشق کا چکر چھوڑ دے.... ابھی تیرے بال بچے بھی نہیں ہوئے ہیں.... برباد ہو جاؤ گے.... گٹ آؤٹ!"

سلیمان سر کھجاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

آج کل عمران فلیٹ میں تنہا تھا.... روشی نے دوسرا فلیٹ لے لیا تھا.... اور اب وہیں رہتی تھی.... عمران جیسے آدمی کو برداشت کرلینا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔

عمران نے اپنے گھر کی شکل مہینوں سے نہیں دیکھی تھی.... رحمان صاحب کا حکم تھا کہ اسے گھر میں گھسنے ہی نہ دیا جائے.... ویسے وہ ادھر سے گذرتا ضرور تھا۔ پھاٹک پر رک کر چوکیدار کو غالبؔ کے دو چار اشعار سناتا.... کنفیوشس کے اقوال دہراتا اور خودی کا فلسفہ سمجھاتا ہوا گذر جاتا۔ البتہ اس کے خاص نوکر سلیمان نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا.... رحمان صاحب کی ملازمت ترک کر کے وہ بھی عمران کے پاس پہنچ گیا تھا۔

روشی کے چلے جانے کے بعد عمران نے "ادارہ، شادی و طلاق" کا بورڈ ہٹوادیا تھا اور اب اس کی جگہ ایک سادہ بورڈ نے لے لی تھی.... جب وہ فلیٹ میں داخل ہونے لگتا تو اس پر چاک سے لکھ دیتا۔

"علی عمران ایم ایس سی، پی ایچ ڈی (آکسن)"

جب فلیٹ سے کہیں باہر جانے لگتا تو اسے مٹا کر لکھ دیتا۔

"سلیمان (اس نالائق کے پاس کوئی ڈگری نہیں ہے)"

پڑوسی دیکھتے اور ہنستے.... سلیمان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے مٹا دیتا۔

محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض اسی حیص بیص میں پڑا ہوا تھا کہ عمران کا تعلق ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے بھی یا نہیں!....

ویسے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران کے لئے کوئی خاص جگہ پیدا کی گئی ہوگی.... اور اس

کی دانست میں ہوم سیکرٹری سر سلطان ایسے نہیں تھے کہ عمران جیسے خر دماغ آدمی کو منہ لگاتے۔

بہر حال یہ کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ آج کل عمران کا ذریعہ معاش کیا ہے.... اور خود عمران؟.... عمران کا خیال یہ تھا کہ ذریعہ معاش سرے سے کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑکی فون پر پیچھے پڑ جائے تو ذریعہ معاش کا پس ماندہ کسی یتیم خانے ہی کے ہاتھ لگ سکتا ہے.... فون کی گھنٹی پھر بجی۔

اور اس نے ریسیور اٹھا کر ہانک لگائی۔ "میں عمران کا باپ رحمان بول رہا ہوں۔"

لیکن اب جو غور سے سنا تو وہ کسی لڑکی کی آواز نہیں تھی.... بلکہ شاید کہیں سے غلط کنکشن ہو گیا تھا.... دو آدمی گفتگو کر رہے تھے۔ اور عمران ایک ایک لفظ سن رہا تھا۔

ایک طرف سے بولنے والا یقیناً کسی تکلیف میں مبتلا تھا کیونکہ اس کے منہ سے بار بار کراہ نکل جاتی تھی۔

"میں نے....!" آواز آئی "بدقت تمہیں فون کیا ہے.... اوف.... اونھ.... میرے ہاتھ پیر ایک کرسی میں جکڑے ہوئے ہیں۔"

"پھر تم نے نمبر کیسے ڈائیل کئے؟" دوسری آواز آئی۔

پہلی آواز "اوہ.... بمشکل تمام کرسی سمیت کھسکتا ہوا میز تک آیا.... میز پر پڑی ہوئی ایک پنسل دانتوں میں دبائی.... اور اسی سے نمبر ڈائیل کئے.... ریسیور کو سر سے پہلے ہی میز پر گرا لیا تھا اور اب وہ جس پوزیشن میں ہے اس سے مجھے تمہاری آواز صاف سنائی دے رہی ہے.... اور میری گردن ٹوٹی جا رہی ہے.... میں نہیں جانتا کہ.... یہ عمارت کہاں ہے...."

دوسری آواز "تم وہاں پہنچے کس طرح؟...."

پہلی آواز.... "میری گردن ٹوٹ رہی ہے.... یہ پھر بتاؤں گا.... کچھ کرو.... کمرے کی ساری کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں.... ٹھہرو!"

دوسری آواز "لیکن جب یہی نہیں معلوم کہ عمارت کہاں ہے؟"

"پہلی آواز" ارے سنو بھی تو ٹھہرو! میں تمہیں اس فون کا نمبر بتاتا ہوں۔"

آواز آنی بند ہو گئی۔ لیکن عمران ریسیور کان سے لگائے رہا۔

کچھ دیر بعد آواز آئی.... "اس کا نمبر تھری ون ایٹ سکس ناٹ ہے.... ڈائریکٹری میں

دیکھو کہ یہ نمبر کس کا ہے.... پتہ چل جائے گا لیکن اب یہاں فون مت کرنا.... کیونکہ میں ریسیور کو کسی طرح بھی ہک پر رکھ کر سلسلہ منقطع نہیں کر سکتا۔"

دوسری آواز "اچھا!.... میں کوشش کرتا ہوں۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا.... عمران نے جھپٹ کر ٹیلیفون ڈائرکٹری اٹھائی۔

نمبر کی تلاش آسان کام نہیں تھا.... پھر بھی وہ بڑی تیزی سے ورق گردانی کرتا رہا....

اسی دوران میں فون کی گھنٹی پھر بجی.... اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی.... اور یہ اسی لڑکی کی آواز تھی۔

عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا "ہیلو! یتیم خانہ.... انجمن سادات!"

"اوہ.... معاف کیجئے گا!" دوسری طرف سے آواز آئی.... اور یہ سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران ریسیور رکھ کر پھر ڈائرکٹری کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اور اس بار اسے وہ نمبر مل گیا لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہ نمبر.... ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری سر سلطان کے نجی ٹیلیفون کا ہے۔

عمران بڑی تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا.... اتنے میں فون کی گھنٹی پھر بجی اور عمران سر سہلاتے سہلاتے ہاتھ روک کر اپنے سر پر طمانچے مارنے لگا۔

اس بار اس نے ریسیور نہیں اٹھایا۔ گھنٹی بجتی رہی اور وہ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کرتا رہا.... آخر گھنٹی بجنی بند ہو گئی اور عمران میز پر سے فلیٹ ہیٹ اٹھا کر باہر آیا۔

لیکن وہ اس وقت بھی سائن بورڈ پر سے اپنا نام مٹانا نہیں بھولا۔ چونکہ سلیمان اندر موجود نہیں تھا۔ اس نے اپنا نام مٹا کر اس کا نام لکھنے بجائے لکھ دیا۔ "اللہ کا فضل ہے۔"

پھر فلیٹ کو مقفل کر کے وہ پیدل ہی اس طرف چل پڑا۔ جہاں اس نے ایک گیراج کرائے پر لے رکھا تھا۔

گیراج سے اپنی ٹوسٹیر نکالی اور سر سلطان کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۲)

آج سر سلطان کی طبیعت کچھ مضمحل سی تھی۔ اس لئے وہ آفس نہیں گئے تھے وہ اس وقت برآمدے ہی میں ایک آرام کرسی پر نیم دراز اخبارات کے صفحات الٹ پلٹ رہے تھے۔ آج کی

خبریں پڑھ چکے تھے۔ دو ایک چھوٹے موٹے مضامین بھی دیکھ ڈالے تھے اور اب ایڈیٹر کے نام پڑھنے والوں کے خطوط سے گزر کر اشتہارات دیکھ رہے تھے کہ عمران کی ٹو سٹیر کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ اور پھر جب انہوں نے عمران کو دیکھا تو ان کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔

"تم یہاں کیسے؟" انہوں نے پوچھا۔ عمران ابھی برآمدے میں بھی داخل نہیں ہو پایا تھا۔

"میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے پاس پڑوس میں کوئی بنگلہ تو خالی نہیں ہے؟"

"کیا؟" سر سلطان اسے چند لمحے گھورتے رہے پھر بولے "تم مجھ سے سنجیدگی سے گفتگو کیا کرو۔ ورنہ دونوں کان اکھاڑ لوں گا۔"

"خدا کی قسم میں بالکل سنجیدہ ہوں جناب! اور میری یہ پیشن گوئی ہے کہ آپ مستقبل قریب میں کسی پریشانی میں مبتلا ہونے والے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا.... بیٹھ جاؤ....!"

"بیٹھنے کا وقت نہیں ہے جناب! ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔"

"عجیب آدمی ہو! کیا بک رہے ہو؟"

"آپ کا فون نمبر تھری ون ایٹ سکس ناٹ ہے نا!"

"ہاں یہی ہے!.... لیکن...."

"کوئی بنگلہ خالی ہے.... یقیناً ہوگا...."

"جب تک پوری بات نہیں بتاؤ گے....!" سر سلطان جملہ پورا کرنے کی بجائے اسے گھورنے لگے۔ انہیں عمران کے انداز گفتگو پر حیرت تھی۔ اس نے آج تک ان سے اس طرح بے تکلفی سے گفتگو نہیں کی تھی۔

عمران کم سے کم الفاظ میں ٹیلیفون کا واقعہ دہرانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مجھے حیرت ہے.... کہیں کسی نے کسی سے مذاق نہ کیا ہو....!" سر سلطان نے کہا۔

"آپ کے دشمنوں کی کمی نہیں ہے.... اس کا اعتراف تو آپ کو ہوگا۔"

"ہاں..: آں ٹھیک ہے.... لیکن ایک ہی نمبر کے دو فون.... یہ ناممکن ہے.... ویسے میرے بنگلے کی پشت ہی پر ایک بنگلہ خالی ہے۔"

"تو پھر جلدی کیجئے.... شاید ہمیں اس کا قفل توڑنا پڑے۔"

"اس کی کنجی میرے پاس ہی ہے۔" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے ایک عزیز کی ملکیت ہے.... اور کرائے کے لئے خالی ہے!"

"فون بھی ہے!.... وہاں!"

"نہیں.... اب تو نہیں ہے! پہلے کبھی تھا۔"

"اچھا تو میں بنگلے کی پشت پر چلتا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

سر سلطان اٹھ کر اندر چلے گئے.... عمران بنگلے کی پشت پر آیا۔

دوسرے بنگلے کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا.... عمران نے ٹیلیفون کے تاروں پر نظر ڈالی.... اور.... ہونٹوں کو دائرے کی شکل دے کر سر ہلانے لگا۔ اتنے میں بنگلے کی کنجی اس کے پاس پہنچ گئی۔ سر سلطان خود نہیں آئے تھے۔ کنجی ایک نوکر کے ہاتھ بھجوا دی تھی۔

"صاحب سے کہہ دو خود تشریف لائیں۔" عمران نے کہا۔

"میں کیسے کہوں صاحب؟" نوکر بولا۔

ٹھہرو!" عمران نے جیب سے نوٹ بک نکالی۔ اس پر کچھ لکھا اور کاغذ پھاڑ کر نوکر کے ہاتھ میں دیتا ہوا بولا۔ "نہیں کہہ سکتے تو یہ انہیں دے دینا.... جلدی کرو۔"

نوکر چلا گیا.... عمران مضطربانہ انداز میں وہیں ٹہلتا رہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے.... اور وہ بار بار اس تار کی طرف دیکھنے لگتا تھا جو سر سلطان کے بنگلے کے تار کے کھمبے سے دوسرے بنگلے کی دیوار تک پھیلا ہوا تھا۔

اسے تقریباً تین یا چار منٹ تک سر سلطان کا انتظار کرنا پڑا! سر سلطان آئے ضرور.... مگر کچھ جھنجھلائے ہوئے سے معلوم ہو رہے تھے۔

"میں پھر کہتا ہوں کسی نے مذاق کیا ہوگا۔" انہوں نے کہا۔

"مگر یہ ملاحظہ فرمائیے!" عمران اوپر کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "اس سلسلے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے.... آپ کے وائر پول سے یہ کنکشن کیسا؟"

"اوہ.... ہو!" سر سلطان کے ہونٹ حیرت سے کھل گئے۔ پھر وہ عمران کی طرف خالی الذہنی کے سے انداز میں دیکھتے رہنے کے بعد بولے "بڑی عجیب بات ہے!"

"بس اب آئیے...." عمران دوسرے بنگلے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں چکر کاٹ کر بنگلے کے برآمدے کے سامنے پہنچے اور جیسے ہی وہ آگے بڑھے....

ایک بار پھر سلطان کی آنکھوں سے حیرت جھانکنے لگی۔

"ہیں.... یہاں تو قفل پڑا ہوا تھا!" وہ بڑبڑائے۔

عمران ان کی طرف دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا....اب سر سلطان کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی۔ عمران نے صدر دروازے پر رک کر اس کے بولٹ کو غور سے دیکھا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا۔ پھر اسی ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ سر سلطان خاموش تھے۔

"ذرا ان نشانات کے خیال رکھیئے گا۔" عمران نے گرد آلود فرش کی طرف اشارہ کر کے کہا جس پر کسی کے پیروں کے نشانات بہت واضح تھے۔

شاید یہ بنگلہ بہت دنوں سے خالی تھا۔ کیونکہ اس کی دیواریں بھی گرد آلود تھیں۔

عمران پیروں کے نشانات دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ایک کمرے کے دروازے پر ختم ہو گئے۔ عمران رک گیا کیونکہ دروازہ بند تھا۔ اس نے مڑ کر سر سلطان کی طرف دیکھا جو اسے پہلے ہی سے گھور رہے تھے۔

"کیا....؟ آپ میرے متعلق کوئی غلط بات سوچ رہے ہیں!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں.... لیکن.... دروازہ کھولو!"

"آپ کی اجازت سے!" عمران نے آہستہ سے بڑبڑا کر اسی ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیا جس پر رومال لپٹا ہوا تھا۔

دروازہ کھل گیا اور سر سلطان عمران کو ایک طرف ہٹا کر مضطربانہ انداز میں اندر داخل ہو گئے۔ پھر دونوں ہی تحیر آمیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔

میز کے قریب ایک کرسی الٹی پڑی تھی اور اس کے نیچے بہت سا تازہ خون تھا۔ رسی کے ٹکڑے اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے۔

"لیکن.... لاش....؟" سر سلطان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"لاش!...." عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پتہ نہیں.... لیکن اس نے کسی کو آپ کے فوا

کا نمبر بتایا تھا.... لہٰذا یہ آپ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہی ہو سکتی ہے۔"

"میرے خلاف....؟"

"جی ہاں! بہتر یہی ہے کہ آپ پولیس کو فون پر مطلع کر دیں۔ میں یہیں ہوں۔ آپ جائیے.... لیکن یہاں کوئی ٹیلیفون موجود نہیں ہے۔ شاید وہ جلدی میں دیوار والا کنکشن الگ نہیں کر سکے.... یہ چیز آپ کے حق میں بہتر ہوئی ہے۔"

"کیا چکر ہے بھئی! میں کچھ نہیں سمجھ سکتا۔" سر سلطان نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ فون کر دیجئے! کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟"

سر سلطان چند لمحے کچھ سوچتے رہے.... پھر وہاں سے چلے گئے۔

عمران تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر میز کے قریب آ کر اس پر جھک پڑا.... معلوم نہیں وہ کیا دیکھ رہا تھا۔

اچانک وہ چونک پڑا۔ یقیناً وہ دوڑتے ہوئے قدموں ہی کی آواز تھی اور کوئی اسی طرف آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا۔

یہ سر سلطان تھے.... دروازے کے قریب آ کر وہ اچانک رک گئے اور اب ان کے انتشار زدہ چہرے پر خفت کے آثار بھی تھے جیسے انہیں احساس ہو کہ اس طرح دوڑنا ان کی سی شخصیت کے آدمی کو زیب نہیں دیتا۔

"واقعی.... عمران!" وہ ہانپتے ہوئے بولے۔ "سازش۔"

"کیا ہوا؟"

"لاش!"

"کہاں؟"

"میرے پائیں باغ میں.... چلو!" وہ پھر تیزی سے مڑ گئے۔

عمران ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ آج سے پہلے کبھی اسے سر سلطان کو اس حال میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ کسی زمانہ میں ان کا فوجی کیریئر بھی رہ چکا تھا.... اور اب بڑھاپے میں بھی وہ کم از کم اتنے کمزور دل تو نہیں ہو سکتے تھے کہ ایک لاش دیکھ کر اس طرح بدحواس ہو جاتے۔

عمران ان کے ساتھ دوڑتا ہوا پائیں باغ میں آیا اور یہاں اس نے گلاب کی جھاڑیوں میں

ایک لاش دیکھی چونکہ وہ اوندھی پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ چہرہ نہ دیکھ سکا۔ لیکن پشت میں گھسے ہوئے خنجر کا دستہ تو بہرحال صاف نظر آرہا تھا۔

عمران سر سلطان کی طرف مڑا جو کسی معصوم بچے کی طرح کھڑے پلکیں جھپکا رہے تھے.... ان کے ستے ہوئے چہرے پر بڑائی کی کوئی علامت باقی نہیں رہ گئی تھی۔

"آپ نے فون نہیں کیا؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اسکی نوبت ہی نہیں آئی!" سر سلطان نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا "لیکن!"

عمران اس "لیکن" کے بعد والے جملے کا منتظر رہا۔ مگر سر سلطان نے اس سے آگے اور کچھ نہیں کہا۔

"آپ شائد کچھ کہنا چاہتے تھے۔" عمران بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں۔" سر سلطان دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر لان پر بیٹھ گئے اور آنکھیں بند کرلیں۔

"میں نے آج سے قبل کبھی آپ کو اس حال میں نہیں دیکھا۔ آخر آپ پریشان کیوں ہیں؟ یہاں صرف لاش کی موجودگی یہ ثابت نہیں کرسکتی کہ آپ قتل کے مرتکب ہوئے ہیں۔"

"ہم ادھر ہی سے گزر کر وہاں گئے تھے۔" سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں!"

"لیکن یہ لاش اس وقت یہاں نہیں تھی۔"

"نہ رہی ہوگی۔" عمران نے لاپروائی سے کہا "میں دراصل آپ کی پریشانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

'اوہ.... مجھے فون کردینا چاہیئے۔" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

عمران انہیں بہت غور سے دیکھ رہا تھا وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے برآمدے کی طرف چلے گئے۔

(۳)

پولیس کی کارروائی ختم ہوجانے کے بعد عمران نے سر سلطان سے کہا "آپ کچھ چھپا رہے ہیں!"

"کیا چھپا رہا ہوں؟" سر سلطان دفعتاً چونک پڑے اور ان کے چہرے کی زردی بڑھ گئی۔

"مقتول آپ کے لئے گمنام تھا؟"

"قطعی گمنام تھا۔"

"پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مجرم کی اس حرکت کا کیا مقصد ہوسکتا ہے!.... ظاہر ہے کہ آپ پر شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

سر سلطان خاموش رہے اور عمران کہتا رہا۔ "اگر آپ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہے تو اسے دوسری شکل میں ہونا چاہتے تھا۔ یعنی آپ اس صورت میں مقتول سے نہ صرف واقف ہوتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا علم ہوتا کہ آپ کے اور اس کے تعلقات اچھے نہیں تھے۔"

"ٹھیک ہے!"

"پھر آپ کی پریشانی فضول ہے۔"

"میں کیا بتاؤں.... کہ...." وہ پھر کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

اور عمران موضوع بدل کر بولا.... "اب میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔"

"تم.... میں خود نہیں بتا سکتا کہ تم اس سلسلے میں کیا کرسکو گے۔"

"ممکن ہے کچھ کر ہی سکوں۔ لیکن اسی صورت میں جب کہ آپ مجھے کسی معاملے میں بھی اندھیرے میں نہ رکھیں۔" عمران نے کہا۔

سر سلطان کچھ سوچنے لگے۔ پھر انہوں نے کہا۔ "دیکھو عمران!.... میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ تم قاتل کو ڈھونڈھ نکالو۔"

"میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ لیکن اس صورت میں بھی آپ میرے کچھ سوالات کے جواب دینے پر مجبور ہوں گے.... میں اس بے تکلفی کی معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں!" سر سلطان نے مسکرانے کی کوشش کی۔ وہ آہستہ آہستہ خود پر قابو پا رہے تھے.... دیر ہوئی لاش وہاں سے اٹھ چکی تھی اور پولیس والے بھی جا چکے تھے۔

"اس دوران میں آپ کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں قطعی نہیں۔"

"کیا آپ کی ترقی کے سلسلے میں کسی دوسرے کی حق تلفی ہوئی ہے؟"

"نہیں یہ بات بھی نہیں ہے۔"

"پھر بتایئے قاتل کیسے پکڑا جاسکتا ہے۔" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔ "نہ آپ کسی کے دشمن نہ کوئی آپ کا دشمن، مقتول آپ کے لئے اجنبی۔ ایک ایسے مکان میں اسے قتل کیا گیا جس کے کنجی آپ ہی کے پاس تھی اور پھر اسے آپ کے پائیں باغ میں ڈال دیا گیا آپ خود سوچئے.... میں کسی الجھن میں پڑ سکتا ہوں!"

سر سلطان کچھ نہیں بولے۔ عمران بڑے غور سے ان کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ ضرور چھپا رہے ہیں۔

عمران نے کہا۔

"آپ کے ٹیلیفون کے تار کے کھمبے سے کنکشن لیا گیا تھا۔ اور فون.... اب آپ سوچئے کہ وہاں آخر ٹیلیفون کا ڈرامہ کھیلنے کی کیا ضرورت تھی!.... اگر آپ سوچیں تو اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ قاتل یہی چاہتا تھا.... کیا نام.... جی ہاں.... مطلب یہ کہ قاتل چاہتا تھا کہ مرنے سے پہلے مقتول کسی نہ کسی کو فون ضرور کردے.... اس کے لئے اس نے آپ کا فون نمبر منتخب کیا آہا.... اچھا اب میں کچھ نہ پوچھوں گا.... ابھی میرے ہاتھ میں ایک کارڈ موجود ہے.... یعنی وہ آدمی جسے فون کیا گیا تھا.... میری ہی طرح غالباً اسے بھی ڈائرکٹری میں آپ کا نمبر دیکھ کر حیرت ہوئی ہو گی.... یا نہ ہوئی ہو.... خدا جانے...."

"لیکن تم اسے تلاش کیسے کرو گے.... تمہیں کیا معلوم کہ مقتول نے کس نمبر پر رنگ کیا تھا۔"

"جی ہاں یہ تو نہیں معلوم مگر.... دیکھئے.... میں کوشش کروں گا۔"

اس کمرے میں عمران اور سر سلطان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ گھر کے دوسرے افراد کو اس حادثے کی کوئی فکر ہی نہ رہی ہو۔ اس کمرے سے ملحقہ سارے کمروں سے لوگوں کی آوازیں آرہی تھیں تقریباً سبھی پریشان رہے ہوں گے۔

لیکن وہ یہاں اس کمرے میں آنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے.... کیونکہ سر سلطان ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے۔

"اچھا تو اب مجھے اجازت دیجئے....!" عمران نے سر سلطان کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"اچھی بات ہے۔" سر سلطان نے اٹھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

جیسے ہی وہ اٹھے ان کے کپڑوں سے ایک چھوٹی سی تصویر نکل کر فرش پر گر پڑی.... اور وہ

بڑی پھرتی سے اسے اٹھانے کے لئے جھکے.... عمران کا ہاتھ مصافحے کے لئے پھیلا ہی رہ گیا.... لیکن تصویر پر اس کی نظر پڑ ہی گئی۔ حالانکہ سر سلطان نے اسے اٹھانے میں جلدی کی تھی۔

عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے سر سلطان ذہنی فتور میں مبتلا ہوں.... یہ تصویر الو کی تھی.... کیمرہ فوٹو.... الو کی تصویر جسے شاید سر سلطان اپنے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھے۔

انہوں نے عمران کی طرف چوروں کی طرح دیکھا اور جھینپتے ہوئے انداز میں مسکرا پڑے۔

"اپنے معاملات.... آدمی خود ہی سمجھ سکتا ہے...." عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "ایسے ہی واقعات میری کھوپڑی الٹ دیتے ہیں۔ میں پاگل ہو جاتا ہوں۔ پھر لوگوں کو مجھ سے شکایت ہوتی ہے۔"

"کیا بات ہے؟"

"میں اس تصویر کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس کی پشت پر خون کا چھوٹا سا دھبہ موجود ہے اور شاید کچھ تحریر بھی ہے۔"

سر سلطان نے ایک لمبی سی سانس لی اور آرام کرسی میں گر گئے۔

"بتا سکتا ہوں۔ لیکن تم مجھے پاگل سمجھو گے!" انہوں نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ نہ سمجھوں گا۔" عمران نے کسی ایسے ناسمجھ بچے کے سے انداز میں کہا جو ہر حال میں اپنی بات منوا لینے پر تل گیا ہو۔

سر سلطان نے وہ تصویر اس کی طرف بڑھا دی.... عمران ان کے قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا.... تصویر کی پشت پر خون کا دھبہ بہت نمایاں تھا.... اور ابھی اس کی رنگت میں زیادہ تبدیلی نہیں واقع ہوئی تھی.... اور وہ تحریر.... معنی خیز بھی تھی.... اور مضحکہ انگیز بھی.... صرف تین لفظ تھے.... "رات.... کا.... شہزادہ۔"

"کسی ذہین بچے کی شرارت".... عمران سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"لیکن مجھے یہ تصویر اسی لاش پر رکھی ہوئی ملی تھی۔" سر سلطان نے کہا۔

"آج وہ بچہ رات کو سوتے وقت ضرور ڈرے گا۔" عمران سنجیدگی سے بولا.... پھر الوؤں کی طرح دیدے نچا کر کہے گا۔ "جناب والا!.... اگر یہ لاش پر ملی تھی.... تو آپ اسے اب تک چھپائے کیوں رہے.... میں حقیقتاً اب صرف یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا تم بھی مجھ پر کسی قسم کا شبہ کر سکتے ہو؟" سر سلطان نے کہا۔

عمران کرسی کا ہتھا کھٹکھٹاتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔ لیکن وہ اب بھی سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"بس اب جاؤ!" دفعتاً سر سلطان نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں یہ بات کہاں سے شروع کروں!"

"اگر آپ کی سمجھ میں نہیں آتا.... تو پھر مجھے ہی شروع کرنے کی اجازت دیجئے۔" عمران نے کہا۔

"کیا؟"

"اس تصویر کے متعلق.... میں اپنی یادداشت پر زور دے سکتا ہوں۔"

"تو کیا تم اسکے بارے میں کچھ جانتے ہو!" یک بہ یک سر سلطان سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"یقیناً...."

"کیا جانتے ہو....؟"

"یہی کہ دنیا کا ایک پراسرار ترین آدمی آپ کے پیچھے پڑ گیا ہے۔"

"کون؟.... تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"دیکھئے.... اب میں جا رہا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اس کے متعلق پھر کبھی گفتگو کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس آدمی تک پہنچ ہی جاؤں۔ جسے مقتول نے فون کیا تھا.... میرا دعویٰ ہے کہ وہ آپ کے بنگلے کے آس پاس ہی منڈلا رہا ہوگا۔"

عمران کو توقع تھی کہ سر سلطان اسے ضرور روکیں گے لیکن سر سلطان نے بیٹھے ہی بیٹھے الوداعی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

حقیقت یہ تھی کہ عمران اس تصویر کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ ویسے اس نے اپنی دانست میں اڑنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سر سلطان سے تصویر کے بارے میں سب کچھ اگلوا لے گا۔ لیکن سر سلطان اس معاملے میں بالکل ہی ٹھس ثابت ہوئے۔ عمران نے کسی پراسرار آدمی کا تذکرہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے ان کے چہرے پر حیرت کے آثار ضرور پیدا کر دیئے تھے۔ لیکن وہ خود سے کچھ کہنے کی بجائے عمران کے آگے بڑھنے کا انتظار کرتے رہے.... اور عمران.... عمران کو سمجھنا آسان کام نہیں تھا وہ چلتے چلتے رک کر بولا۔

"لاش کی تصویریں حاصل کر کے مجھ بھجوا دیجئے گا.... میں نہیں چاہتا کہ کیپٹن فیاض نے اس مسئلے پر الجھوں.... آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہم دونوں کے تعلقات کتنے احمقانہ ہیں۔"

پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

(۴)

عمران کا خیال سو فیصدی درست نکلا۔ سر سلطان کے بنگلے سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آدمی نظر آیا جو اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ لباس سے خوشحال معلوم ہوتا تھا۔

عمران کی کار اس کے قریب سے گزر گئی۔ عمران سوچ رہا تھا۔ ممکن ہے یہ وہ آدمی نہ ہو کیونکہ ایسے حالات میں جب کہ پولیس وہاں سے ایک لاش لے گئی تھی اس کا وہاں ٹھہرنا مشکل ہی ہوتا.... لیکن اس سلسلے میں کوئی واضح رائے نہیں قائم کی جا سکتی تھی.... ہو سکتا ہے وہ پولیس کی کارروائیاں ختم ہو جانے کے بعد وہاں پہنچا ہو.... اسے اس کا علم ہی نہ ہو سکا ہو کہ تھوڑی دیر قبل وہاں کیا ہو چکا ہے۔

یہ غریب آدمیوں کی بستی تو تھی نہیں کہ لوگ گھنٹوں سڑک پر کھڑے ہو کر اس واقعہ کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے.... یہاں اس طبقے کی آبادی نہیں تھی جس کے افراد کسی آوارہ کتے کی اچانک موت پر بھی افسوس کرنے کے لئے اکٹھا ہو جاتے ہیں۔

یہاں سے پولیس تھوڑی دیر قبل ایک آدمی کی لاش لے گئی تھی! لیکن اب ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو.... بس تھوڑی دیر کے لئے مکانوں کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ کچھ لوگ سڑک پر نکل آئے تھے.... اور پھر کچھ بھی نہیں.... گویا پرندوں کے جھنڈ پر کسی شکاری نے گولی چلائی.... ایک گرا.... دوسرے اڑ گئے.... اس کے بعد نیچے وہی زمین اوپر وہی بیکراں نیلا آسمان.... اور دونوں کے درمیان وہی ازلی سناٹا....

عمران کی کار اس آدمی سے زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ رفتار پہلے ہی سے کم تھی۔ عمران ایک دوراہے پر اسے روک کر دو بنگلوں کی درمیانی جگہ میں اس طرح بیک کرنے لگا جیسے غلط راستے پر نکل آنے کے بعد واپس ہونا چاہتا ہو۔ مگر اس کی کار دوبارہ سڑک پر نہیں آئی۔ عمران اسے روک کر نیچے اتر آیا۔ گلی کے موڑ پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہ آدمی اب بھی وہیں کھڑا ہے لیکن اب وہ تنہا نہیں تھا اور نہ اب اس کے انداز میں پہلے کی سی بے فکری تھی.... وہ ایک دوسرے

آدمی سے گفتگو کر رہا تھا۔ ان کے قریب ہی ایک شاندار کار کھڑی تھی۔

عمران نے انہیں کار میں بیٹھتے دیکھا اور کار مخالف سمت میں مڑ گئی.... عمران بڑی تیزی سے اپنی کار کی طرف جھپٹا۔ اس نے انجن نہیں بند کیا تھا مگر اس سے یہ غلطی بے خیالی میں سرزد ہوئی تھی۔ دیدہ دانستہ ایسا نہیں کیا گیا تھا۔

اس کی کار دوسری کار کے تعاقب میں روانہ ہو گئی.... لیکن اس اسٹیج پر بھی اسے یقین نہیں تھا کہ وہ صحیح راستے پر ہے۔ کسی بھی معاملے کی سراغرسانی کی ابتداء ایسے ہی غیر یقینی حالات سے ہوتی ہے۔ محض شبہے کی بناء پر غلط راستے بھی اختیار کر لئے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ غلط راستہ ہی سراغرساں کو اس کی منزل تک پہنچا دیتا ہے.... یعنی وہ حقیقتاً غلط راستہ نہیں ہوتا.... اور پھر عمران تو اس کا قائل تھا کہ جیسے کوئی مغنی ستار پر الٹے سیدھے ہاتھ چلاتے چلاتے کوئی دھن نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ایک سراغرساں کی بے مقصد بھاگ دوڑ بھی آخر کار اسے منزل تک پہنچا ہی دیتی ہے۔

وہ اگلی کار کا تعاقب کرتا رہا۔

اب وہ شہر کے سب سے زیادہ بارونق حصے میں تھا۔ کار فگارو کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی.... یہ یہاں کے بہت بڑے ہوٹلوں میں سے تھا، اور اب عمران نے دوسرے آدمی کو قریب سے دیکھا یہ فگارو کے منیجر کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... عمران کی کار بھی کمپاؤنڈ میں داخل ہو چکی تھی۔

وہ ان کے پیچھے ہی پیچھے ہوٹل میں داخل ہوا.... عمران سمجھا تھا کہ شاید منیجر اپنے کمرے ہی میں جائے گا۔ لیکن وہ اور اس کا ساتھی ڈائننگ ہال ہی میں ایک خالی میز کے گرد بیٹھ گئے.... دو کرسیاں خالی تھیں۔

عمران تیر کی طرح ان کی طرف گیا اور بڑے بے تکلفانہ انداز میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا.... ان دونوں نے اس کی اس حرکت کو حیرت اور غصے کی نظر سے دیکھا.... جواب میں عمران بھی حیرت سے منہ کھولے انہیں باری باری سے گھور رہا تھا۔ اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے اچانک اپنی کسی غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔ پھر قبل اس کے کہ وہ دونوں کچھ کہتے عمران بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"اور پھر جب آپ نے ٹیلیفون ڈائریکٹری کی ورق گردانی کی تو اسے وہ نمبر مل گیا....

لیکن وہ نمبر ہوم سیکرٹری سر سلطان کا تھا.... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

منیجر کا ساتھی منہ کھول کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا.... اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا تھا۔ عمران نے یہ تبدیلی اچھی طرح محسوس کی۔

لیکن منیجر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا "آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟"

"میں آپ دونوں کا بھلا چاہتا ہوں.... اور درویش کی صدا کیا ہے!" عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے اس سے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔" منیجر غرایا....

"اگر آپ نے دیکھا بھی ہوتا تو کیا فرق پڑتا.... ہونے والی باتیں ہو کر ہی رہتی ہیں.... مثلاً اس پنسل پر دانتوں کے نشان موجود ہیں جسے دانتوں میں دبا کر آپ کے نمبر ڈائیل کئے گئے تھے۔ اور یہ طے شدہ بات ہے کہ مقتول مرنے سے پہلے ایک کرسی میں جکڑا ہوا تھا.... اور وہ سر سلطان کے پڑوس کے ایک خالی بنگلے میں تھا۔ یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ تار سر سلطان کے وائر پول سے دوسرے بنگلے تک لے جایا گیا تھا.... آہا! آپ نہیں سمجھے، پھر سے سمجھئے.... بلکہ یوں...."

"میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!" منیجر نے بات کاٹ دی۔ لیکن اب اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس وقت وہاں پہنچے تھے جب لاش اٹھ چکی تھی!"

"کیسی لاش؟" منیجر کے ساتھی نے تھوک نگل کر پوچھا۔

"اچھی لاش! یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ وہ خراب نہیں ہوئی تھی۔" عمران نے جواب دیا۔

"آپ ہمارا وقت برباد کر رہے ہیں!" منیجر نے سنبھالا لیا "اجنبیوں سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرنا بدتمیزی ہے۔"

"صرف اسی صورت میں جناب!" عمران دیدے نچا کر بولا "جب وہ اجنبی عورتیں ہوں۔"

"آپ براہِ کرم یہاں سے اٹھ جائیے.... ورنہ...." منیجر اسے گھورنے لگا۔

"اچھا اب سنیئے...." عمران نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ "شاید آپ کو علم نہیں کہ بڑے آفیسروں اور وزراء کے ٹیلیفون.... عام ٹیلیفونوں سے مختلف ہوتے ہیں.... یعنی ایکسچینج میں ان کے میٹر سے ایک چھوٹا سا ٹیلی پرنٹر بھی اٹیچ ہوتا ہے.... یعنی ادھر آپ نے ان کے نمبر ڈائیل

کیے اور ادھر وہاں آپ کے نمبر کھٹا کھٹ چھپ گئے.... اسی طرح دونوں طرف کے نمبر چھپ جاتے ہیں.... اب آپ غالباً سمجھ گئے ہوں گے.... کہ میں سیدھا یہیں کیسے پہنچ گیا....“

عمران نے یہ غپ کچھ اس انداز میں ہانکی کہ اچانک منیجر کے چہرے پر زردی پھیل گئی.... اس کے ساتھی کی حالت تو اس سے بھی زیادہ ابتر تھی.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے پھیپھڑوں میں مزید سانسوں کے لئے جگہ ہی نہ رہ گئی ہو۔

”آپ کون ہیں؟“ منیجر نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

”کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ میں کون ہو سکتا ہوں؟....“

”پولیس!....“

”سو فیصدی.... جناب!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اب آپ جو کچھ بھی کہیں گے.... سوچ سمجھ کر کہیں گے۔“

”میں نہیں جانتا.... کہ یہ سب کیسے ہوا....“ منیجر آہستہ سے بڑبڑایا۔

”کیا ہم کہیں تنہائی میں نہیں چل سکتے!“ عمران نے کہا ”آپ بھی معزز آدمی ہیں.... میں نہیں چاہتا کہ یہ بات عام آدمیوں میں پھیلے۔“

”اوہ.... آپ کا بہت بہت شکریہ!“ منیجر جلدی سے بولا ”میرے آفس میں چلئے۔“

وہ تینوں وہاں سے اٹھ کر منیجر کے آفس میں آئے۔

عمران نے خود ہی گفتگو چھیڑ دی۔ ان کے بولنے کا انتظار نہیں کیا۔

”اُسے دوسرے بنگلے میں ہلاک کر کے لاش سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں ڈال دی گئی تھی.... آپ کو فون کرنے کے لئے سر سلطان کے نمبر استعمال کئے گئے.... میں تو آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ مقتول نے فون پر آپ سے کیا کہا تھا....“

منیجر کچھ نہیں بولا۔

عمران اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ پھر اسی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”مقتول کون تھا؟“

”فگارو کا ایک حصہ دار.... مسٹر کرار....“ منیجر نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

”کرار اور حصہ دار کا قافیہ مجھے پسند آیا.... بہر حال.... مگر.... جناب وہ چکر کیا تھا؟“

”میں کسی چکر سے واقف نہیں!“ منیجر نے کہا ”نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ وہاں پہنچے کس طرح!“

”بلاشبہ آپ یہ نہیں جانتے کہ مقتول وہاں کیسے پہنچا تھا.... لیکن چکر سے تو آپ واقف ہیں اس سلسلے میں آپ جھوٹ بول کر کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ میں اس گفتگو کے ایک ایک لفظ سے واقف ہوں جو آپ دونوں کے درمیان فون پر ہوئی تھی۔“

منیجر پھر خاموش ہو گیا۔

”بتا دینے میں آپ کا فائدہ ہے۔“ عمران نے کہا ”دوسری صورت میں آپ اپنی خطرناک پوزیشن سے تو واقف ہی ہیں۔ کیونکہ معاملہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کا ہے۔“

منیجر سر جھکائے گہری گہری سانسیں لیتا رہا۔

”ہاں.... جلدی کیجئے.... میرے پاس وقت کم ہے.... ورنہ آپ کو اس کا جواب بھی دینا پڑے گا کہ لاش سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں کیوں ڈالی گئی تھی.... اور شاید آپ کے فرشتے بھی اس کا جواب نہ دے سکیں۔ ویسے آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ کسی بات کو اگلوانے کے سلسلے میں پولیس والے جہنم کے فرشتوں سے کم نہیں ہوتے! گونگے، بہرے اور اندھے، صرف ان کے ہاتھ مشینوں کی طرح چلتے رہتے ہیں۔ وہ نہ بول سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔“

”لیکن.... کیا یہ ضروری ہے کہ آپ میرے بیان پر یقین ہی کر لیں!“

”اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا ”آپ نہیں کر سکتے.... لیکن میں آپ کی زبان سے کچھ نہ کچھ سننا ضروری سمجھتا ہوں۔“

منیجر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا ”کرار صاحب ایک آدمی کے چکر میں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے اس آدمی پر قابو پا لیا تو مالا مال ہو جائیں گے۔“

”وہ آدمی کون ہے؟“

”یہ انہوں نے نہیں بتایا تھا.... البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ کرار صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ جنوبی افریقہ میں گزرا تھا.... اور وہ آدمی وہیں سے تعلق رکھتا تھا۔“

”کیا وہ آج کل یہیں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں! کرار صاحب نے تو یہی بتایا تھا۔“

”کہاں ہے؟.... کون ہے؟“

"یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون ہے.... لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اس کا قیام سیٹھ داؤد کے مہمان خانے میں ہے.... شاید آپ کو علم ہو کہ سیٹھ داؤد کی تجارت افریقہ میں بھی ہے اور یہاں اکثر ان کے پاس افریقی تاجر آتے رہتے ہیں.... اس کے لئے انہوں نے خاص طور سے ایک مہمان خانہ بنا رکھا ہے۔"

"ہوں...." عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا.... وہ کچھ سوچ رہا تھا.... پھر اس نے کچھ دیر بعد پوچھا "کرار نے آپ کو اس کا نام یا حلیہ تو یقیناً بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں! نہ میں نے پوچھا اور نہ انہوں نے بتایا۔ ویسے میں انہیں بہت قریب سے جانتا تھا۔ وہ کیمیاگری کے خبط میں مبتلا تھے.... اور مجھے اس موضوع سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں، کیونکہ یہ چیز بالکل منشیات کی طرح آدمی کے وجود سے چمٹ جاتی ہے۔ کرار صاحب ویسے بھی کافی دولت مند تھے۔ لیکن سونا بنانے کا خبط ان پر بری طرح سوار تھا! چوبیس گھنٹے وہی چکر!"

"اچھا.... مجھے کرار صاحب کا پتہ نوٹ کرا دیجئے۔" عمران نے جیب سے نوٹ بک نکالتے ہوئے کہا۔

"تیرہ مارسٹن روڈ.... وہ وہاں تنہا رہتے تھے۔"

"ان کے اعزہ...."

"مجھے تو ان کے کسی بھی عزیز کا علم نہیں۔ انہوں نے کبھی کسی کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔"

"آپ کی تعریف...." عمران نے منیجر کے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے اسسٹنٹ.... مسٹر تنویر۔"

"اچھا۔ صرف ایک سوال اور...." عمران نوٹ بک بند کر کے جیب میں رکھتا ہوا بولا۔

"کیا کرار صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ اس شخص پر قابو پانے کے لئے اسے آپ کی مدد کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

"جی ہاں! انہوں نے کہا تھا.... ان کا خیال تھا کہ وہ بہت خطرناک اور انتہائی چالاک آدمی ہے.... اور ایک بڑا مجرم بھی.... لہٰذا میں ان کی مدد کرنے پر تیار تھا۔ کیونکہ مجھے مجرموں سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں ہوتی۔"

"خوب!" عمران مسکرایا.... "آپ کو تو پولیس آفیسر ہونا چاہئے تھا.... اچھا جناب بہت

بہت شکریہ!.... ہو سکتا ہے کہ.... میں پھر آپ کو تکلیف دوں۔"

"میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں...." منیجر نے بڑے خلوص سے کہا۔

(۵)

تھوڑی ہی دیر بعد عمران کی کار مارسٹن روڈ کے تیرھویں بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ بنگلہ شاندار تھا اور پائیں باغ کی حالت سے کرار کی خوش مذاقی ظاہر ہو رہی تھی۔

عمران کی کار پورٹیکو میں جیسے ہی رکی۔ ایک قوی ہیکل آدمی داہنے بازو کے کمرے سے نکل کر باہر برآمدے میں آگیا.... اس پر نظر پڑتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لی.... عمران اس سے اچھی طرح واقف تھا یہ پٹو تھا.... ایک پیشہ ور مکا باز.... جس کا شمار شہر کے بدمعاشوں میں ہوتا تھا.... وہ بھی عمران سے نہ صرف واقف تھا بلکہ احسانمند بھی تھا.... ایک بار عمران نے اسے ایک مشہور قمار باز گروہ کے پنجے سے رہائی دلائی تھی.... ورنہ وہ ایک بڑی رقم کے ساتھ اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔

عمران کو کار سے اترتے دیکھ کر وہ اس کی طرف لپکا۔

"ارے.... آپ ہیں...." اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا "یعنی آپ ادھر کیسے بھول پڑے۔"

"پٹو....! میں ایک ضرورت سے آیا ہوں۔" عمران اس کے ساتھ برآمدے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"میرے لائق کوئی خدمت.... عمران بابو!.... میں ساری زندگی آپ کا احسان یاد رکھوں گا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا رہوں گا کہ آپ اپنی صلاحیتیں بیکار ضائع کر رہے ہیں اگر آپ صرف تھوڑی سی توجہ دیتے تو دنیا کے اچھے مکا بازوں میں آپ کا شمار ہو سکتا تھا۔ مجھے آپ کے وہ مکے کبھی نہ بھولیں گے، جو آپ نے رکسٹن کے گروہ پر برسائے تھے۔"

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں بین بڑی اچھی بجا سکتا ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "لیکن فی الحال اس تذکرے کو رہنے ہی دو۔ مرنے سے قبل میں ایک بار اس مسئلے پر ضرور غور کروں گا کہ مجھ میں کس قسم کی صلاحیتیں زیادہ ہیں۔"

"آپ جو کچھ بھی فرمائیے.... میں ہر کام کے لئے حاضر ہوں۔"

"تم کرار کے ملازم ہو۔"

"جی ہاں! میں انہیں مکابازی سکھاتا ہوں.... آپ تشریف رکھیئے!.... آپ کے لئے کافی بنوادوں یا کولڈ ڈرنک....!"

عمران ایک آرام کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا کرار صاحب پچھلی رات.... مگر ٹھہرو.... کیا تم مستقل طور پر یہیں مقیم ہو۔"

"جی ہاں! کرار صاحب مجھ پر بہت مہربان ہیں.... انہوں نے مجھے ایک کمرہ دے رکھا ہے.... اور میرے آرام کا خیال رکھتے ہیں۔"

"پچھلی رات وہ بنگلے ہی میں تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" پٹو بے اختیار چونک پڑا۔

"میری بات کا جواب دو پٹو!"

"جی ہاں!.... مگر نہیں.... وہ صرف ساڑھے نو بجے رات تک یہاں تھے.... اس کے بعد سے شاید اب تک واپس نہیں آئے۔"

"یہ کوئی ایسی تشویشناک بات بھی نہیں! کیوں؟" عمران نے سوال کیا۔

"جی نہیں!.... وہ اکثر تین تین دن تک یہاں نہیں آتے! مگر آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کیا انہیں کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔"

"پٹو! تم فی الحال صرف میرے سوالات کا جواب دو۔ اس کے بعد جو کچھ بھی پوچھو گے بیدریغ بتادوں گا۔"

"بہتر ہے۔"

"کیا کرار صاحب کو کوئی حادثہ پیش آسکتا تھا؟"

"جی دیکھیئے!.... بات دراصل یہ ہے.... مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ آپ سے کچھ چھپا سکوں.... لیکن اتنا آپ جانتے ہوں گے کہ بعض معاملات میں برے آدمی بھی ضمیر رکھتے ہیں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں اور تمہاری اس صفت سے بھی واقف ہوں کہ تم وعدہ خلافی نہیں کرتے.... تم نے مجھ سے ایک بار وعدہ کیا تھا کہ اب اچھے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرو گے.... اور تم اس پر قائم ہو.... لیکن.... ہاں! میرا خیال ہے کہ تم کرار صاحب کو ان کے احسان کے عوض کسی الزام سے بچانا چاہتے ہو!"

"جی ہاں!" پٹو اطمینان کی سانس لے کر بولا "بالکل یہی بات ہے۔"

"لیکن پٹو.... تمہیں یہ سن کر افسوس ہوگا کہ آج دوپہر کو کرار صاحب قتل کر دیئے گئے۔"

"کیا؟" پٹو اچھل کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ہاں! ان کا قتل پر اسرار حالات میں ہوا ہے۔"

"میرے خدا...." پٹو مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

"اسلئے یہ پوچھنا ضروری ہے۔ ممکن ہے تمہیں اسکے متعلق کچھ معلوم ہو۔" عمران نے کہا۔

"کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قتل میں میرا ہاتھ ہے؟"

"تم پھر غلط سمجھے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم اپنے وعدہ کے مطابق عرصہ سے باعزت طور پر زندگی بسر کر رہے ہو.... میرا مطلب یہ ہے کرار صاحب کو اس حادثے کا اندیشہ پہلے سے رہا ہوگا۔"

"کیوں؟ ایسا تھا یا نہیں!"

"میرا خیال ہے کہ تھا۔" پٹو کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "انہوں نے مجھ سے کسی غیر ملکی کا تذکرہ کیا تھا، جو شائد سیٹھ داؤد کے مہمان خانے میں مقیم ہے۔"

"وہ تذکرہ کس قسم کا تھا؟"

"ان کا کہنا تھا کہ اگر وہ کسی طرح قابو میں آجائے تو بہت بڑا مالی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے!"

"کیا کرار ہی ایسا آدمی تھا؟"

"جی نہیں! اس سے پہلے میں نے ان کی زبان سے اس قسم کی گفتگو کبھی نہیں سنی تھی۔ حالانکہ مجھے ان کے ساتھ رہتے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے.... انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ غیر ملکی ایک بہت بڑا مجرم بھی ہے۔"

"نام تو بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں! انہوں نے کہا تھا کہ شاید انہیں اس سلسلے میں میری مدد کی ضرورت پیش آئے۔"

عمران سوچ میں پڑ گیا.... جب پٹو جیسا خطرناک آدمی کرار کے پاس موجود تھا تو اسے نگارو کے منیجر سے مدد طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پٹو اس کے لئے آگ کے سمندر میں

بھی چھلانگ لگا دیتا.... اور پھر پٹو پڑھا لکھا آدمی تھا۔ یہ چیز کرار کے بھی علم میں بھی رہی ہوگی۔ لہٰذا یہ سوچنا ہی فضول ہے کہ پٹو ٹیلیفون ڈائریکٹری میں کرار کے بتائے ہوئے نمبر نہ تلاش کر پاتا.... مگر ہو سکتا ہے کہ یہاں فون ہی نہ ہو۔

"کیا یہاں فون ہے؟" عمران نے پٹو سے پوچھا۔

"جی ہاں!"

عمران پھر سوچنے لگا۔ یہاں فون بھی موجود ہے۔ پھر آخر اس نے مدد کے لئے فگارو کے منیجر ہی کو کیوں رنگ کیا.... اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ فگارو کا منیجر بھی اس معاملے سے گہری دلچسپی رکھتا ہے.... یہ اور بات ہے کہ بات بگڑ جانے پر وہ اس سے بے تعلقی ظاہر کرے۔

"تم سے کرار صاحب کس قسم کی مدد چاہتے تھے؟" عمران نے پٹو کو پھر مخاطب کیا۔

"کیا آپ خود ہی نہیں سوچ سکتے کہ وہ مجھ سے کس قسم کی مدد چاہتے رہے ہوں گے.... میں ابھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ کسی خطرناک آدمی کے چکر میں تھے۔"

"انہوں نے تمہیں اپنا پلان بھی بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں.... میں پلان سے واقف نہیں تھا.... البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ ایک آدمی نے ان کی توجہ اس افریقی تاجر کی طرف مبذول کرائی تھی۔"

"کس نے؟"

"فگارو کے منیجر.... نے۔"

"اوہ....!" عمران نے ایک طویل سانس لی.... اور پٹو کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہے۔

پھر پٹو نے عمران پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی اور عمران نے اُسے سب کچھ بتا دیا علاوہ اس کے کہ وہ فگارو کے منیجر سے پہلے ہی مل چکا تھا۔

"اچھا پٹو!" عمران بولا "یہ بتاؤ.... مگر اچھی طرح سوچ کر! کیا کرار نے تم سے خاص طور پر اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ وہ یہ سب کچھ فگارو کے منیجر کی ایماء پر کر رہا ہے۔"

"ٹھہریئے! واقعی اس کے متعلق مجھے سوچنا پڑے گا کہ یہ بات کیسے نکلی تھی.... مگر کیا آپ فگارو کے منیجر پر بھی اس سلسلے میں کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں؟"

"اب تم میری بات کا جواب دو۔ لیکن تمہیں اس کا جواب بھی دینا پڑے گا کہ تم نے یہ کیوں پوچھا ہے؟"

"میں یقیناً جواب دوں گا.... مجھے یہ کوئی گہری سازش معلوم ہوتی ہے ہاں دیکھئے مجھے یاد آگیا کہ کرار صاحب کے منہ سے یہ بات غالباً غیر ارادی طور پر نکل گئی کہ اس معاملے میں فگارو کے منیجر کا بھی ہاتھ ہے.... لیکن اس کے بعد انہوں نے اس طرح اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی جیسے اس بات کی کوئی اہمیت نہ ہو۔"

"شکریہ پٹو!" عمران سر ہلا کر بولا...."اب تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ کرار صاحب بے داغ آدمی نہیں تھے.... ان کا دامن بھی جرم کے دھبوں سے پاک نہیں تھا.... اور یہ بات شاید مجھے آج سے پندرہ دن پہلے معلوم ہوئی تھی.... وہ شراب کے اسمگلر تھے اور فگارو کا منیجر بھی اس جرم میں برابر کا شریک تھا۔"

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی پٹو؟"

"ایک رات وہ بہت زیادہ نشے میں تھے۔ اسی حالت میں انہوں نے سب کچھ اگلنا شروع کر دیا تھا۔ شاید اس رات فگارو کے منیجر سے کسی بات پر ان کا جھگڑا ہو گیا تھا.... غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔"

"بالکل سمجھ گیا.... پٹو!.... ایک بار پھر شکریہ.... یہاں تمہارے علاوہ اور کون ہے؟"

"تین نوکر....!"

"کرار کے کسی رشتہ دار سے واقف ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ ان کا کوئی رشتہ دار نہیں.... لیکن میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ انہوں نے کبھی کسی کا تذکرہ نہیں کیا۔"

"میں اس کے متعلق نوکروں سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھہریئے! میں انہیں بلاتا ہوں۔"

پٹو چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تین نوکروں کے ساتھ واپس آیا۔ لیکن ان سے بھی عمران کو کرار کے اعزہ کے متعلق کچھ نہ معلوم ہو سکا۔ تقریباً پندرہ یا بیس منٹ تک وہ ان سے سوالات کرتا رہا۔

پھر اس نے پٹو سے کہا کہ وہ بنگلے کی تلاشی لینا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پٹو اس پر اعتراض

نہیں کر سکتا تھا.... کیونکہ خود اسے اپنی گردن بھی اس کیس میں پھنستی نظر آرہی تھی۔

(۶)

دن ڈوبتے ہی عمران پھر سر سلطان کے بنگلے میں جا پہنچا.... سر سلطان چند دوسرے بڑے آفیسروں کے ساتھ لان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں عمران کے والد مسٹر رحمان بھی تھے۔ مسٹر رحمان سی بی آئی کے ڈائرکٹر جنرل تھے۔

سر سلطان عمران کو دیکھتے ہی ان لوگوں سے معذرت کر کے اٹھ گئے۔

پھر وہ عمران کو اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لائے۔

"کیوں؟ کیا خبر ہے؟ تمہارے باپ نے تمہیں دیکھ کر بہت برا سامنہ بنایا تھا۔" سر سلطان نے مسکرا کر کہا۔

"باپ ہر حال میں باپ ہوتا ہے۔ خواہ بیٹے کو اس کا منہ بنانا پسند ہو یا ناپسند ہو! خبر یہ ہے جناب کہ مرنے والے کا نام کرار تھا اور قیام گاہ مارسٹن روڈ پر ہے۔ تیرھواں بنگلہ۔ مقتول ذی حیثیت آدمی تھا۔"

"تم واقعی ہیروں میں تولے جانے کے قابل ہو۔" سر سلطان نے کہا۔ "سی بی آئی والے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے۔"

"وہ شراب کا اسمگلر تھا.... مگر الو نے اس کی زندگی اسمگل آؤٹ کر دی۔"

"کیا مطلب؟"

"کیا آپ مجھے جنوبی افریقہ کے متعلق کچھ بھی نہیں بتائیں گے؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔ لیکن سر سلطان اس طرح اچھل پڑے جیسے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

"آخر آپ اس سے ڈرتے کیوں ہیں؟" عمران نے اندھیرے میں تیر پھینکا.... لیکن وہ تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا.... کیونکہ سر سلطان کا چہرہ دفعتاً زرد ہو گیا تھا۔

"تم سچ مچ حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو!" وہ مضطربانہ انداز میں بولے!.... "مجھے تم پر بہت اعتماد ہے.... اگر تم میرے بیٹے ہوتے...."

"ہاں.... تب میں سو فیصد نالائق ہوتا.... کوئی غلط بات نہ کہہ دیجئے گا.... بیٹا ہونا ہی تو بہت بُری بات ہے۔"

"عمران بیٹھ جاؤ۔ میں سخت الجھن میں ہوں.... مجھے یقین ہے کہ تم نہ صرف میری مدد کرو گے بلکہ رازداری بھی برتو گے۔ میں ایک بہت بڑے بلیک میلر کے چکر میں پڑ گیا ہوں۔"

عمران ایک کرسی پر ٹک گیا۔

"میں نے اسے آج تک نہیں دیکھا۔" سر سلطان نے کہا "تمہیں علم ہے کہ میں پہلے فرانس کے سفارت خانے میں تھا اور پیرس میں میرا قیام تقریباً سات برس تک رہا ہے۔ وہیں مجھے اس پُراسرار آدمی سے دوچار ہونا پڑا۔ پتہ نہیں کس طرح اسے میرا ایک راز معلوم ہو گیا۔ ایسا راز جس کے ظاہر ہو جانے پر کسی طرف کا نہ رہوں گا۔ بہرحال پیرس ہی کے دورانِ قیام میں مجھے اس بات کا علم ہوا کہ کوئی اور بھی اس راز سے واقف ہے۔ مجھے بذریعہ ڈاک اس کے متعلق ایک خط موصول ہوا.... اور اس خط کے ساتھ الو کی تصویر بھی تھی۔ جس کی پشت پر "رات کا شہزادہ" تحریر تھا.... خط میں اس راز پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی تھی.... پھر بعد میں ایک کام کے لئے کہا گیا تھا جو سفارت خانے ہی سے متعلق تھا اور دھمکی دی گئی تھی کہ اگر وہ کام نہ ہوا تو میرا راز طشت از بام ہو جائے گا.... خیر بہرحال وہ کام ایسا نہیں تھا جس سے میرا یا سفارت خانے کا کوئی نقصان ہوتا.... وہ کام کر دیا گیا.... پھر وہ مجھ سے اس کے بعد بھی اکثر چھوٹے موٹے کام لیتا رہا۔ ہر بار مجھے اس کی طرف سے لفافہ موصول ہوا کرتا تھا.... جس میں الو کی تصویر ضرور ہوا کرتی تھی لیکن اب.... اب وہ شاید آج کل یہیں مقیم ہے اور مجھ سے بہت بڑا کام لینا چاہتا ہے.... ایسا کام جس سے ملک و قوم کا وقار خطرے میں پڑ سکتا ہے.... پہلے اس نے مجھے خط لکھا.... لیکن میری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر یہ حرکت کر بیٹھا.... وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا ہے.... یعنی اگر میں اپنے راز کی پرواہ نہ کروں تب بھی وہ دوسرے ذرائع سے کام نکال لے گا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی ہے۔ یعنی جس طرح وہ میرے پڑوس میں ایک واردات کر کے دن دہاڑے لاش میری کمپاؤنڈ میں ڈال گیا.... اسی طرح مجھے بھی ختم کر سکتا ہے.... کیوں.... کیا خیال ہے؟"

سر سلطان خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"ظاہر ہے!" عمران بولا "آپ مجھے اپنا وہ راز نہیں بتائیں گے!"

"ہرگز نہیں.... کبھی نہیں!"

"اچھا تو یہی بتا دیجئے کہ وہ اب آپ سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟"

"میں یہ بھی نہیں بتا سکتا.... تم اسے پوچھ کر کیا کرو گے.... لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے۔"

"بس معلوم ہو گیا.... کیا یہ غلط ہے؟"

"نہیں.... میں نے پیرس ہی میں اس کے لئے افواہ سنی تھی۔"

"افواہ....؟"

"ہاں.... بات دراصل یہ ہے کہ اس زمانے میں پیرس کے کئی متمول خاندانوں پر اسی الو کا منحوس سایہ تھا.... اور لوگ اسے وہاں الو ہی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ لیکن مجھے ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملا جس نے اسے کبھی دیکھا ہو۔"

"اس کے متعلق آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟"

"ظاہر ہے کہ میں ایک بلیک میلر کے متعلق کیسی رائے رکھوں گا۔"

"میرا مطلب آپ نہیں سمجھے.... میں پوچھتا ہوں آپ کی دانست میں اس میں کچھ دم بھی ہو گا یا بھس ہی بھس بھرا ہو گا.... کہیں کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا کے مصداق نہ ہو.... مگر اس سے کیا.... وہ یقیناً ایک مجرم ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔"

"تم نے اس وقت جو تصویر دیکھی تھی.... وہ مجھے اسی لاش پر رکھی ہوئی ملی تھی!" سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھ گیا تھا!" عمران نے کہا "کیونکہ اس کی پشت پر ایک چھوٹا سا خون کا دھبہ تھا.... کیا آپ یہ تصویر مجھے دے سکتے ہیں؟"

"تصویر.... ہاں لے جاؤ.... مگر عمران اسے تلاش کر لینا بڑا مشکل کام ہو گا۔"

"اسے آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے.... میں سی بی آئی کا کوئی اعلیٰ تربیت یافتہ جاسوس نہیں ہوں۔"

"لیکن سنو! کسی کو یہ بات معلوم نہ ہونے پائے کہ وہ تصویر لاش پر ملی تھی.... یا اس بلیک میلر کا کچھ تعلق میری ذات سے بھی ہے۔"

"آپ مطمئن رہیئے۔ ایک بار پھر عرض کروں گا کہ میرا تعلق سی بی آئی سے نہیں ہے.... ہاں آپ نے مقتول کی تصویریں منگوا لیں یا نہیں!"

"وہ کل صبح تک تمہیں مل جائیں گی۔"

"اچھا تو اب اجازت دیجئے!" عمران نے کہا اور سر سلطان کے جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گیا.... الو کی تصویر اسے مل گئی تھی۔

(۷)

شہر کی سڑکیں رنگین روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں رات بڑی خوشگوار تھی.... خوشگوار یوں تھی کہ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا.... اور ٹھنڈی ہوائیں پانی سے بھری ہوئی محسوس ہو رہی تھیں.... بس یہ معلوم ہوتا تھا جیسے تھوڑی ہی دیر میں موسلا دھار بارش شروع ہو جائے گی۔ ایسی راتیں عمران کے لئے بڑی دلچسپ اور انتہائی خوشگوار ہوا کرتی تھیں۔

ایسی راتوں سے وہ پوری طرح لطف اٹھاتا تھا۔ مگر اس کے لطف اٹھانے کا طریقہ عام آدمیوں کے طریقوں سے مختلف ہوتا وہ اپنا بہترین سوٹ پہن کر باہر نکل جاتا اور بھیگتا پھرتا.... وہ برسات کو شاعروں کی نظر سے دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا وہ جو برسات کی تعریف میں بڑی بڑی نظمیں کہتے ہیں اس کی دانست میں یا تو بدھو ہوتے ہیں.... یا سو فیصدی چار سو بیس.... کیونکہ وہ اپنی کھڑکیوں میں اس طرح بیٹھتے ہیں کہ ان پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پڑنے پائے.... موسم برسات کی شان میں قصیدے کہتے ہیں کہیں راستے میں بارش آجائے تو اس طرح جی چھوڑ کر بھاگیں گے.... جیسے ملک الموت پیچھا کر رہا ہو.... یہی بد ذوق جب شعر کہنے بیٹھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے.... جیسے بارش کا ایک ایک قطرہ ان کی روح سے گزر کر زمین پر گر رہا ہو!

بہر حال عمران صحیح معنوں میں برسات سے لطف اٹھانے کا قائل تھا اور آج رات تو وہ دوہرا فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر چکا تھا۔

آج اس نے گیراج سے اپنی کار نہیں نکالی.... کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک موٹر رکشا لیا اور جارج ٹاؤن کے علاقے میں مٹر گشتی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بارش شروع ہو گئی۔

"کہاں لے چلوں صاحب؟" رکشا ڈرائیور نے کہا "بارش آگئی۔"

"آگئی؟" عمران نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں!"

"اچھا تو پھر مجھے یہیں اتار دو!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہاں سڑک پر؟" رکشا والے کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں بھئی!"

رکشا رک گیا۔ عمران نیچے اتر کر جیب سے پیسے نکالنے لگا۔ بارش بڑی تیزی سے ہو رہی تھی! رکشے والا اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔ عمران نے دام چکانے اور وہاں سے چل پڑا.... رکشے والا شاید اسے کوئی شرابی سمجھا تھا۔

عمران تقریباً سو قدم چلنے کے بعد اچھی طرح بھیگ گیا۔ فلٹ ہیٹ اب بھی اس کے سر پر منڈھی ہوئی تھی۔

پھر وہ اس بڑے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔ جس میں شہر کے بہت بڑے تاجر سیٹھ داؤد کی عمارتیں تھیں۔ ان کی کھڑکیوں میں مختلف رنگوں کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن بارش کے نہ رکنے والے شور نے ان کی ساری دلکشی لوٹ لی تھی۔ اور پھر ذرا سی دیر میں عمران کے لئے برسات میں بھی کوئی دلکشی نہ رہ گئی۔ کیونکہ بارش کے شور کے ساتھ ہی ساتھ وہ کتوں کا شور بھی سن رہا تھا اور یہ شور آہستہ آہستہ قریب آتا ہوا معلوم ہو رہا تھا.... خطرہ سر پر پہنچ گیا.... اور عمران نے ایک قریبی عمارت کے برآمدے میں چھلانگ لگا دی.... ساتھ ہی وہ مدد کے لئے بھی چیخا.... تین خطرناک السیشین اس پر جھپٹ پڑے تھے۔ اور عمران بھیگی ہوئی فلیٹ ہیٹ سے انہیں دھمکا رہا تھا۔ اچانک دروازہ کھلا اور ایک نسوانی آواز سنائی دی.... وہ کتوں کو ڈانٹ رہی تھی عمران کتوں سے نپٹ رہا تھا اس لئے اس کی شکل نہ دیکھ سکا۔ اب وہ بھی کتوں ہی کی طرح بھونکنے اور غرانے لگا تھا.... کئی سریلے قہقہے اس کے کانوں سے ٹکرائے۔ دو تین نوکروں نے کتوں کے پٹوں میں ہاتھ ڈال دیئے تھے اور انہیں کھینچتے ہوئے دوسری طرف لے جا رہے تھے!

اب عمران ان لڑکیوں کی طرف مڑا، جو اس پر ہنس رہی تھیں.... یہ چار تھیں.... اور ان میں ایک یوریشین بھی تھی۔

"آپ آدمی ہیں؟ یا گدھے!" یوریشین لڑکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے ایک بار بھی گدھے کی آواز نہیں نکالی۔" عمران بڑی معصومیت سے بولا۔

یوریشین کے علاوہ بقیہ تین لڑکیاں پھر ہنس پڑیں۔

"آپ کون ہیں؟ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"میں.... بارش.... کتنی تیز ہو رہی ہے.... آپ دیکھ رہی ہیں نا...." عمران نے بھیگی ہوئی فلٹ ہیٹ کو سر سے منڈھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا شیپ بالکل ہی بگڑ چکا تھا۔ اس کے گوشے نیچے لٹکے پڑے تھے۔ آخر عمران نے اسے باہر پھینک دیا۔

"لیکن آپ بھونکنے اور غرانے کیوں لگے تھے؟" ایک لڑکی نے ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کرتا مجبوری تھی.... میں انہیں ان کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں ان سے کمزور نہیں ہوں۔"

کتے اب بھی عمارت کے کسی گوشے میں آسمان سر پر اٹھائے ہوئے تھے۔

"اچھا آپ تشریف لے جائیے۔" یوریشین لڑکی نے کہا "ورنہ وہ ہماری نیند حرام کر دیں گے۔"

"آپ دیکھ رہی ہیں کہ بارش...."

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں کہ بارش ہو رہی ہے۔" یوریشین لڑکی بولی۔ "لیکن آپ کے کپڑے تو اب بھیگ ہی چکے ہیں...."

"اسی لیے تو میں گھر نہیں جانا چاہتا.... بھیگے ہوئے کپڑے دیکھ کر ممی اور ڈیڈی گھر میں گھسنے نہیں دیں گے۔ ڈیڈی بہت غصہ ور آدمی ہیں! اور ممی ان سے بھی زیادہ غصہ ور ہیں۔ جب انہیں غصہ آتا ہے تو قدرتی طور پر کئی روز تک ڈیڈی کے کھانے میں نمک بہت تیز رہتا ہے۔"

"مس تھیلما!" ایک لڑکی نے یوریشین لڑکی سے کہا۔ "انہیں ضرور پناہ دینی چاہئے۔"

"نہیں مس داؤد!.... میں مجبور ہوں۔ آج کل مسٹر داؤد اجنبیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔"

"میں یہ کب کہتی ہوں کہ ڈیڈی بھی انہیں دیکھیں۔"

"مس داؤد میں مجبور ہوں.... مسٹر داؤد کا حکم!"

تھیلما جسے مس داؤد کے نام سے مخاطب کر رہی تھی وہ لڑکی جھلا گئی۔

"آپ میرے ساتھ آیئے۔" اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نہیں!" عمران دردناک آواز میں بولا۔ "آپ لوگ میری وجہ سے جھگڑا نہ کیجئے۔ میں چلا

جاؤں گا ہو سکتا ہے یہ میری زندگی کی آخری رات ہو کیونکہ اس وقت سڑکیں پانی میں ڈوبی ہوئی ہوں گی.... اور گٹروں کے ڈھکن کھول دیئے گئے ہوں گے.... رات کو مجھے یوں بھی کم سجھائی دیتا ہے کسی گٹر میں پاؤں پڑے گا اور میں ہمیشہ کے لئے بدبودار پانی میں دفن ہو جاؤں گا۔"

عمران نے خاموش ہو کر ایک ٹھنڈی سانس لی اور واپس جانے کے لئے مڑا۔

"ٹھہریئے!" مس داؤد نے آگے بڑھ کر کہا" آپ اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک بارش تھم نہ جائے۔"

"لیکن وہ صاحب.... کیا.... نام ان کا.... جو اجنبیوں کو دیکھنا نہیں پسند کرتے۔"

"اوہ.... آپ فکر نہ کیجئے.... میں انہیں سمجھالوں گی.... وہ میرے ڈیڈی ہیں۔"

"لیکن اگر وہ میرے ہی ڈیڈی کی طرح غصہ ور ہوئے تو؟"

"میں نہیں جانتی مس داؤد!" تھیلما بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی۔ "اسکی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔"

"یہ لڑکی بہت چڑچڑی معلوم ہوتی ہے۔" عمران بولا۔

"ڈیڈی کی سیکرٹری ہے چلئے آپ.... بہت بری طرح بھیگ گئے ہیں۔"

وہ اسے اسی عمارت کے ایک کمرے میں لائیں جہاں فرنیچر وغیرہ نہیں تھا....

"دیکھئے اس طرف غسل خانہ ہے.... وہاں آپ اپنے کپڑے تبدیل کر لیجئے۔" ایک لڑکی نے کہا۔

"ہائیں!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "لیکن میرے پاس دوسرے کپڑے ہیں کہاں؟"

"کپڑے...." لڑکی سوچ میں پڑ گئی.... پھر ایک شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "کیا آپ تھوڑی دیر تک پیٹی کوٹ اور بلاؤز میں نہ رہ سکیں گے۔ اتنے میں آپ کے کپڑے بھی پریس ہو جائیں گے۔"

اس تجویز پر لڑکیاں ہنسنے لگیں اور عمران احمقوں کی طرح ایک ایک کا منہ تکنے لگا۔

" آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔" مس داؤد نے سنجیدگی سے کہا "ابھی آپ کتوں سے ان کی ہی زبان میں گفتگو کر رہے تھے.... اب تھوڑی دیر کے لئے عورتوں میں عورت بن جایئے۔"

"میں کتا بن سکتا ہوں.... لیکن عورت بننا میرے بس سے باہر ہے کیونکہ عورت اکثر بھونکے بغیر ہی کاٹ کھاتی ہے.... اور کتے کاٹنے سے پہلے ہی معذرت طلب کر لیتے ہیں نن.... نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں.... بارش تھمتے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

اچانک راہداری میں قدموں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ جو رفتہ رفتہ قریب آتی جا رہی تھیں۔

"ڈیڈی آ رہے ہیں شاید.... تھیلما کی بچی نے انہیں بتا ہی دیا۔" مس داؤد بڑبڑائی۔

دوسرے لمحے میں ایک دبلا پتلا بوڑھا دروازے میں کھڑا انہیں گھور رہا تھا.... اس کے پچکے ہوئے چہرے پر بڑی بڑی اور چڑھی ہوئی سفید مونچھیں بُری لگ رہی تھیں.... آنکھیں بھوری اور چمکدار تھیں۔

اس نے گنگناتی ہوئی آواز میں کہا" یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"کچھ نہیں ڈیڈی...." مس داؤد آگے بڑھ کر بولی" یہ بے چارے بھیگ گئے تھے۔"

"یہ بے چارے اب بھی بھیگے ہوئے ہیں.... پھر؟"

"میں نے کہا.... یہ اپنے کپڑے خشک کر لیں.... تب تک بارش بھی تھم جائے گی۔"

"اور اگر بارش نہ تھمی تو؟" بوڑھے نے تیز لہجے میں سوال کیا۔

"تب پھر....!"

"تب پھر کیا؟.... جلدی بولو.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں۔"

"تب پھر یہ چلے ہی جائیں گے۔"

"بہتر یہی ہے کہ ابھی چلے جائیں۔" بوڑھے نے کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار بحال ہو گئے تھے۔ ویسے وہ اس بوڑھے کا بہت توجہ اور دلچسپی سے جائزہ لے رہا تھا.... یہی سیٹھ داؤد تھا۔ اس کی ظاہری حالت کہہ رہی تھی کہ وہ اعصابی خلل کا شکار ہے۔ تیزی سے حرکت کرتی ہوئی آنکھوں سے بے چینی مترشح تھی۔

"دیکھئے.... میں آپ سے کہہ رہا تھا!" عمران نے مس داؤد کی طرف دیکھ کر رو دینے والی آواز میں کہا۔ " مجھے جانے دیجئے.... ہمدردیوں کے مستحق صرف جان پہچان والے ہوتے ہیں.... ورنہ لاوارث لاشیں فٹ پاتھوں پر پڑی ہوئی کیوں ملیں۔"

"براہ کرم آپ لڑکیوں کو سیاست نہ پڑھایئے۔" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر۔" عمران نے کسی کمسن بچے کی طرح معصومیت سے سر ہلا کر کہا۔

"ڈیڈی! میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔" مس داؤد نے کہا۔

"میں نے تو وعدہ نہیں کیا تھا۔" سیٹھ داؤد نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

"میری زندگی میں یہ چھتیں میری ہیں.... مسٹر آپ کھڑے کیوں ہیں؟" عمران جلدی سے فرش پر بیٹھ گیا۔

"تھیلما!" سیٹھ داؤد نے تھیلما کی طرف مڑے بغیر اسے مخاطب کیا۔ وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی.... سیٹھ داؤد دروازے سے کمرے میں کھسک آیا۔

"جی!" تھیلما آگے بڑھی۔

"پولیس کو فون کرو!".... سیٹھ داؤد نے عمران کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔

لیکن عمران پر اس جملے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا.... وہ گونگے اور بہرے آدمیوں کی طرح ایک ایک کی صورت دیکھتا رہا۔

"بہت بہتر جناب!" تھیلما جانے کے لئے مڑی۔

"ٹھہرو!" مس داؤد نے تحکمانہ لہجے میں کہا "یہ نہیں ہو سکتا.... ہرگز نہیں ہو سکتا.... ڈیڈی میں زہر کھالوں گی.... آپ مجھے ذلیل کر رہے ہیں۔"

"تھیلما جاؤ!" سیٹھ داؤد غرایا۔

تھیلما چلی گئی۔

"ڈیڈی! یہ نہیں ہو سکتا۔"

"تم اپنے کمرے میں جاؤ!" سیٹھ داؤد نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں ہرگز نہیں جاؤں گی.... اگر آپ نے انہیں پولیس کے حوالے کیا تو اچھا نہ ہوگا۔"

"کیا تم اسے پہلے سے جانتی ہو؟" دفعتاً داؤد کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"نہیں! میں ان کے نام سے بھی واقف نہیں ہوں۔"

"تب تمہارے دماغ میں فتور ہے۔"

مس داؤد عمران کی طرف مڑی، جو اب بھی سادھوؤں کی طرح پالتھی مارے فرش پر جما ہوا تھا۔

"آپ چلے جائیے! میں بہت شرمندہ ہوں! خدا کے لئے پولیس کے آنے سے پہلے ہی چلے جائیے.... ڈیڈی پتھر ہیں!"

"پولیس کو آنے دیجئے.... اس کی پرواہ مجھے نہیں ہے!" عمران نے [illegible] انداز میں

ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"پھر آپ پاگل ہیں! جائیے خدا کے لئے!"

"نہ میں خدا کے لئے آیا تھا اور نہ خدا کے لئے جاؤں گا!" عمران نے کسی ضدی بچے کی طرح کہا۔ "یہ کیا ستم ہے کہ الوؤں کو مہمان خانے میں جگہ ملے اور آدمی کا پٹھا سڑکوں پر بھٹکتا پھرے.... واہ بھئی.... لاحول.... کنفوشس نے کہا تھا....!"

"کیا....؟" سیٹھ داؤد کا منہ حیرت سے پھیل گیا "کیا کہا تم نے؟"

"یہی کہ میں آدمی کا پٹھا ہوں.... الو کا نہیں.... جی ہاں!"

"تم کون ہو؟" داؤد نے خوفزدہ سی آواز سے پوچھا.... اس کے چہرے کی ساری سختی یکلخت غائب ہو گئی تھی۔

"آہا! کیا آپ کو یقین نہیں ہے کہ میں آدمی ہوں؟"

"ڈیڈی کا مطلب ہے کہ آپ کا نام کیا ہے؟" مس داؤد جلدی سے بولی "رات کا شہزادہ!" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور سیٹھ داؤد غالباً خود کو سنبھالے رکھنے کیلئے دیوار سے جالگا....

اتنے میں راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی۔

آنے والی تھیلما تھی.... وہ جہاں سے بھی آئی غالباً دوڑتی ہوئی آئی تھی۔ کیونکہ اس نے گفتگو کیلئے ہونٹ تو کھولے تھے لیکن چڑھتی ہوئی سانسوں نے ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہ دیا۔

"مسٹر داؤد پلیز....!" وہ بمشکل تمام کہہ سکی...."ایک.... منٹ کے.... لئے ادھر آئیے....!"

اس نے کمرے سے باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ داؤد نے ایک بار پھر سہمی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

تینوں لڑکیاں خاموش کھڑی عمران کو گھور رہی تھیں۔ انہوں نے بھی داؤد کے رویئے میں اس فوری تبدیلی کو محسوس کر لیا تھا۔

"ہاں!" عمران سر ہلا کر بولا "پیٹی کوٹ.... اور بلاؤز سے کام چل جائے گا۔ لیکن جلدی کیجئے.... مجھے سردی محسوس ہونے لگی ہے اگر بخار آگیا تو میں آسمان سر پر اٹھالوں گا"

مس داؤد آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی اور اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"آپ کون ہیں؟"

"لاحول.... ولا قوۃ....!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو اپنے گلے میں ایک سائن بورڈ لٹکا لیتا۔"

"ڈیڈی یک بیک خوف زدہ کیوں ہوگئے تھے.... میری بات کا جواب دیجئے...."

"ارے وہ...." عمران ہنسنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "وہ لڑکی بڑی عقلمند ہے انہیں ہٹا لے گئی.... ورنہ یہیں جلا کر بھسم کر دیتا.... فقیروں سے دل لگی ہنسی کھیل نہیں ہے.... آپ نے میری سیوا کی ہے۔ اس لئے جو دل چاہے پوچھ لیجئے.... سٹے کا نمبر.... لاٹری کا نمبر کسی معمے کا صحیح حل.... مقدمے میں کامیابی ہوگی یا ناکامی.... شوہر کالا ہوگا یا گورا.... وغیرہ وغیرہ.... ہپ...."

"ہاتھ دیکھنا بھی جانتے ہیں آپ؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔ ویسے اسے بہت زور سے ہنسی آرہی تھی۔

"ہاں.... جی ہاں!"

"ذرا میرا ہاتھ تو دیکھئے۔"

"لائیے...." عمران نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔

وہ دو یا تین منٹ تک اس کا ہاتھ الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ پھر اسے چھوڑ کر اپنا گال کھجانے لگا۔

"کچھ بتایا نہیں آپ نے!" لڑکی نے کہا۔

"آہا! کیا عرض کروں.... سب ٹھیک ہے.... آپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں مگر یہ ناخن بڑھا کر اپنی انگلیوں پر ظلم کیا ہے.... قیامت کے دن ان میں کیلیں ٹھونک دی جائیں گی.... علمائے کرام یہی کہتے ہیں....!"

"مسٹر....!" مس داؤد جھنجھلائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اب براہِ کرم آپ یہاں سے کھسک جائیے۔" عمران تھوڑا سا آگے کھسک گیا۔

"نہیں سنا آپ نے....؟"

"کھسک تو گیا۔" عمران نے لاپروائی سے کہا اور پھر دوسری لڑکی سے بولا "کیا آپ ہاتھ نہیں دکھائیں گے۔"

"جی نہیں.... شکریہ!" جواب ملا۔

"آپ اٹھتے ہیں یا میں نوکروں کو بلاؤں!" مس داؤد نے کہا۔

"خدا کی قسم میں نوکروں کے ہاتھ ہرگز نہیں دیکھوں گا!"

"اچھا تو پھر ٹھہریئے...." مس داؤد دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ لیکن اسے دروازے ہی میں رک جانا پڑا۔ اگر نہ رکتی تو یقینی طور تھیلما سے ٹکرا جاتی جو آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی اس بار پھر وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ شاید اسے دوڑ کر ہی آنا پڑا تھا۔

"مسٹر.... ذرا سنیئے.... میرے ساتھ آیئے...." اس نے عمران سے کہا۔ عمران فرش سے اٹھ گیا۔

(۸)

تھیلما اور عمران بڑی تیزی سے راہداری طے کر رہے تھے۔ آخر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور تھیلما نے دروازہ بند کر دیا۔

"میں آپ سے معافی چاہتی ہوں!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "جو کچھ بھی ہوا نادانستگی میں ہوا۔"

"سب ٹھیک ہے!" عمران بڑبڑایا۔

"ابھی کچھ دیر قبل روشی نے آپ کے متعلق فون کیا تھا.... پھر میں نے سوچا کہ یہ آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ میں آپ کے بارے میں روشی سے سب کچھ سن چکی ہوں۔ میں نے اس سے استدعا کی تھی کہ آپ کو کچھ دنوں کے لئے یہاں بھیج دے۔ روشی میری دوست ہے۔"

"اچھا تو اب کام کی بات شروع کر دو۔ مجھے بہت کم فرصت رہتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"مسٹر داؤد ایک پرائیویٹ سراغرساں چاہتے ہیں۔"

"اس قسم کے جانور عموماً انگلینڈ اور امریکہ ہی میں پائے جاتے ہیں۔ اپنے یہاں ان کی گنجائش نہیں.... آگے کہو!"

"اوہو! میں جانتی ہوں کہ یہاں پرائیویٹ سراغرسانی کے لائسنس نہیں دیئے جاتے۔"

"پھر؟"

"کچھ نہیں! مجھے علم ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح اپنا کام چلا ہی لیتے ہیں۔"

"اچھا.... چلا لیتا ہوں.... پھر؟"

"پھر یہ کہ یہاں بھی چلائیے!" تھیلما نے مسکرا کر کہا۔

"خوب! لیکن کام کی نوعیت؟"

"اتفاق سے یہ مسئلہ کم از کم میرے لئے اتنا الجھا ہوا ہے کہ شائد کام کی نوعیت بھی آپ ہی کو دریافت کرنی پڑے.... اتنا میں آپ کو بتا سکتی ہوں کہ مسٹر داؤد پچھلے پندرہ دنوں سے بہت زیادہ خائف نظر آرہے ہیں۔ لیکن خوف کی وجہ انہوں نے مجھے نہیں بتائی.... بس وہ ایک پرائیویٹ سراغرساں چاہتے ہیں، جو ہر وقت ان کے ساتھ رہے۔"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتیں؟"

"نہیں... مگر ایک بات اور... وہ نہ جانے کیوں آپ سے بھی ڈر گئے ہیں۔ انہیں یقین ہی نہیں آرہا کہ آپ وہی آدمی ہیں جس کے لئے میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔"

"تم نے وجہ نہیں پوچھی۔"

"نہیں... نہیں! وہ کبھی کسی بات کی وجہ نہیں بتاتے۔"

عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "تو پھر مجھے صرف ان کے ساتھ رہنا ہوگا۔"

"جی ہاں!"

"اور پھر مجھے بتانا ہوگا کہ وہ کس سے اور کیوں خائف ہیں!"

"تمہارا نام تھیلما ہے.... ہے نا!"

"ہاں! میرا یہی نام ہے.... روشی...."

"روشی کو جہنم میں جھونکو.... ہاں تو مس تھیلما.... مسٹر داؤد کی دوسری بیوی کی کیا عمر ہوگی!"

"کیوں؟ میرا خیال ہے کہ وہ پچیس سال سے زائد عمر کی نہیں ہیں۔ لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں! میں بچپن ہی سے سوچتا آیا ہوں کہ اگر کسی مالدار بوڑھے کی نوجوان بیوی اپنے اوپر عاشق ہو جائے تو بقیہ زندگی بڑے آرام سے کٹ سکتی ہے!"

تھیلما حیرت سے اسے گھورنے لگی۔

"مس تھیلما... ان کا نام کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"شاداں... مگر آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔"

"شاداں....! بڑا پیارا نام ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مسٹر عمران آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"

"یہ بہت فرسٹ کلاس باتیں ہیں مس تھیلما! اگر عاشق ہونا بری بات ہوتی تو دنیا کی متمدن ترین قومیں اپنا عشقیہ لٹریچر فخریہ انداز میں نہ پیش کرتیں۔"

"مسٹر عمران میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتی تھی۔"

"یہ میری بدنصیبی تھی.... ورنہ.... مس تھیلما.... جس طرح ہمارے باپ دادا عشق کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی اس کا حق رکھتے ہیں آپ نے شائد.... ہیر لیلیٰ.... اور رانجھا مجنوں نہیں پڑھی.... ضرور پڑھیئے.... پھر آپ بھی عشق کی قائل ہو جائیں گی.... فی الحال میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے بھیگے ہوئے ہیں۔"

"آپ نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"ارے واہ! الجھن کیسی.... اگر آپ نہیں چاہتیں تو سمجھا دیجئے گا شاداں کو.... یہی کہ مجھ پر عاشق نہ ہوں.... کمال کر دیا.... کوئی زبردستی تھوڑا ہی ہے.... ویسے اگر عاشق ہو جاتیں تو اچھا تھا.... خیر ہٹائیے.... میں سیٹھ داؤد کے لئے مفت کام کروں گا.... دن رات یہیں قیام رہے گا۔ محض آپ کی خاطر.... آپ روشی کی دوست ہیں نا!"

(۹)

سیٹھ داؤد مضطربانہ انداز میں عمران کی طرف مڑا.... اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کھڑکی کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا باہر جھانک رہا تھا۔

"آپ میرے لئے کیا کر سکیں گے؟" داؤد نے پوچھا۔

"میں... ٹھہریئے.... پہلے یہ بتائیے.... کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟"

"کسے؟"

"جس سے آپ خائف ہیں؟"

"میں... کسی سے خائف نہیں ہوں۔"

"پھر آپ کو ایک پرائیویٹ سراغرساں کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟"

داؤد کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر ڈھکی چھپی ذہنی الجھن موجیں مارنے لگی تھی۔

"کیا آپ اسے نہیں جانتے؟...." داؤد کپکپاتی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔

"بھلا میں کیا جانوں!"

"پھر آپ نے الو.... اور رات کے شہزادے کا حوالہ کیوں دیا تھا؟"

"آہا.... وہ...." عمران بچوں کی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑا" وہ تو میرے دوست مجھے الو کہتے ہیں اور میں خوش ہوتا ہوں.... کیونکہ الو کا شاعرانہ نام شہزادہ شب ہے!"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں جناب.... خیر تو آپ بھی اس کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتے ہیں۔" داؤد نے کہا...."اگر آپ اسے پہچانتے بھی ہوں تو میں آپ کو مالا مال کر سکتا ہوں.... تین لاکھ روپے کم نہیں ہوتے.... میں نے اس کے لئے تین لاکھ روپے الگ کر دیئے ہیں۔"

"کیا آپ اسے نہیں پہچانتے؟" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں!...." دفعتاً داؤد کا چہرہ سرخ ہو گیا۔"اگر میں اسے پہچانتا ہوتا تو وہ آج زمین پر نہ ہوتا۔"

"بڑی عجیب بات ہے.... مگر آپ اس سے خائف کیوں ہیں!" عمران نے پوچھا۔

"اس کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔"

"خیر میں سمجھا.... مجھے علم ہے کہ وہ ایک بلیک میلر ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اور آپ اسے پہچانتے ہیں۔" داؤد نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"نہیں جناب.... اسے شائد کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔"

"لیکن تھیلما کہہ رہی تھی کہ آپ اسے پہچان لیں گے۔"

قبل اسکے کہ عمران کچھ کہتا کسی نے دروازہ پر دستک دی اور ساتھ ہی ایک نسوانی آواز آئی۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"

عمران نے داؤد کی بوکھلاہٹ محسوس کرلی۔ داؤد نے عمران کی طرف دیکھا جو بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر صرف ایک چادر لپیٹے بیٹھا تھا۔

"موقع نہیں ہے۔" داؤد نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" سریلی آواز درشت ہو گئی۔ اور داؤد دروازے کی طرف جھپٹا۔ دروازے میں تھوڑا سا درہ کر کے آہستہ سے بولا۔ "یہاں ایک اجنبی ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ.... تمہارا آنا مناسب نہیں۔"

"کیسی حالت میں؟" عمران نے سریلی آواز پھر سنی۔

"اوہ.... وہ اس کے کپڑے بھیگ گئے ہیں!.... وہ.... وہی ہے.... روپ نگر والی فیکٹری کا نیا منیجر.... آج یہاں آیا تھا.... بارش میں کپڑے بھیگ گئے.... اور اب اس کے جسم پر صرف ایک چادر ہے۔"

"بہانہ.... عذرِ لنگ!" سریلی آواز پھر تیز ہو گئی "وہ تھیلما کی بچی اب یہاں نہیں رہ سکتی۔"

"ارے یہاں تھیلما نہیں ہے! کیوں خواہ مخواہ...." داؤد گڑگڑایا۔

"تو پھر کسی اجنبی کی موجودگی بھی بکواس ہے۔"

"نہیں محترمہ یہ حقیقت ہے!" عمران نے ہانک لگائی۔

پتہ نہیں پھر کیا ہوا.... اچانک سیٹھ داؤد آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے عمران کی طرف مڑا۔ اس کے ہونٹوں پر خفت آمیز مسکراہٹ تھی۔

"یہ عورتیں بھی بڑی شکی ہوتی ہیں۔ داؤد نے کہا" دیکھا آپ نے!"

"جی ہاں.... کیا بیگم صاحبہ تھیں؟"

داؤد اثبات میں سر ہلاتا ہوا بولا" حالانکہ وہ ایک موڈرن عورت ہے! لیکن ذہنیت ہزار سال پرانی رکھتی ہے.... اسے تھیلما کی موجودگی پسند نہیں! لیکن تھیلما کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا.... آں.... وہ بہت ذہین لڑکی ہے۔"

"ہاں.... آں.... اب ہمیں پھر اصل موضوع کی طرف لوٹ جانا چاہئے۔"

"یقیناً.... یقیناً...." داؤد میز کے گوشے سے نکلتا ہوا بولا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ آپ کے مہمان خانے ہی میں مقیم ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ کیسے معلوم ہوا آپ کو؟"

"بس معلوم ہو گیا شہر میں ہونے والی ساری انوکھی باتوں کا مجھے علم رہتا ہے۔"

"تب پھر آپ اس کی شخصیت سے بھی واقف ہوں گے.... مجھے یقین ہے۔" داؤد بولا۔

"نہیں! لیکن اب میں اس سے جان پہچان پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

"دیکھئے! آپ مجھے بہلا رہے ہیں۔" داؤد نے کہا" اگر آپ مجھے اس کی شخصیت سے آگاہ کردیں تو کل صبح تک تین لاکھ کے مالک بن سکتے ہیں۔"

"بڑی عجیب بات ہے جناب! وہ آپ کے مہمان خانے میں مقیم ہے اور آپ اس کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے! مہمان خانے میں اس وقت بارہ آدمی ہیں.... اور ان میں سے کوئی ایک وہی ہے۔"

"لیکن آپ کو اس کا علم کیسے ہوا کہ وہ آپ کے مہمان خانے ہی میں موجود ہے۔"

"خود اسی نے مجھے ایک خط کے ذریعہ اس سے آگاہ کیا ہے۔"

"اس خط کے ساتھ الو کی تصویر بھی رہی ہوگی۔"

"اوہ.... آپ یہ بھی جانتے ہیں!" سیٹھ داؤد نے حیرت سے کہا۔

عمران سر ہلا کر بولا "جی ہاں! میں جانتا ہوں! اچھا.... کیا وہ آپ کو کسی معاملے میں بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔"

"ہاں آں.... چلئے یہی سمجھ لیجئے۔"

"مسٹر داؤد.... ایک بات سمجھ میں نہیں آتی.... آخر اس نے آپ ہی کے یہاں کیوں قیام کیا ہے؟"

"محض مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے! یہ جتانے کے لئے کہ وہ ہر حال میں مجھ سے اپنے مطالبات منوا سکتا ہے.... میرے قریب رہ سکتا ہے لیکن میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔"

"کیا حقیقتاً اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں اس کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ ویسے اس وقت جنوبی افریقہ کے تاجر میرے مہمان خانے میں مقیم ہیں۔"

"کیا مہمان خانہ صرف جنوبی افریقہ کے تاجروں کے لئے ہے؟"

"نہیں۔ یہ ضروری نہیں.... چھ تاجر ایسے بھی ہیں جنہوں نے کبھی جنوبی افریقہ کی شکل بھی نہ دیکھی ہوگی۔"

"کیا آپ کرار نامی کسی آدمی سے واقف ہیں؟"

"کیوں؟.... نہیں تو.... یہ نام میرے لئے نیا ہے۔"

"آپ فگارو کے منیجر کو جانتے ہیں؟"

"نہیں میں نہیں جانتا لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"بس یونہی.... میں نے سوچا...." عمران داؤد کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "ہاں! کیا آپ میرے سوچنے پر بھی پابندی لگا سکتے ہیں؟"

"مطلب یہ کہ اس بات کے سوچنے کی کوئی وجہ ہوگی۔"

"جی ہاں! بالکل اسی طرح کہ میں آپ سے کرار کی باتیں کیوں دریافت کر رہا ہوں۔ کرار کو آپ نہیں جانتے.... فگارو کے منیجر سے بھی واقف نہیں۔ لیکن آپ فگارو کے منیجر کے متعلق کچھ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ ایسے کام نہیں چلے گا! داؤد صاحب! آپ کی مقصد براری اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آپ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کریں۔"

"اور آپ مجھ سے سب کچھ چھپاتے رہیں۔" داؤد مسکرایا۔

"میں کیا چھپا رہا ہوں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ اس بلیک میلر کو جانتے ہیں؟"

"نہیں۔ میں قطعی نہیں جانتا۔"

"پھر آپ نے اس سلسلہ میں فگارو کے منیجر کا نام کیوں لیا؟"

"آہا.... مسٹر داؤد.... تو آپ فگارو کے منیجر کو جانتے ہیں!"

"ہاں میں جانتا ہوں لیکن آپ اس سلسلے میں اس کا نام کیوں لے رہے ہیں۔"

اس لئے کہ مجھے یہ بات اسی نے بتائی تھی.... کہ ایک خطرناک آدمی آپ کے مہمان خانے میں مقیم ہے۔"

"اوہ...." داؤد مضطربانہ انداز میں اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

"لیکن آپ کو اس نے بتایا کیوں؟" داؤد نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "کرار فگارو کا ایک حصہ دار تھا۔ کل کسی نے اسے پراسرار حالات میں قتل کر دیا.... کرار میرا موکل تھا لہٰذا مجھے فگارو کے منیجر سے پوچھ گچھ کرنی پڑی۔ اس نے بتایا کہ کرار ایک خطرناک آدمی کے پیچھے تھا.... اس نے فگارو کے منیجر سے کہا تھا کہ اگر وہ اس آدمی پر قابو پا گیا تو کافی دولت پیدا کر سکے گا.... اور منیجر نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ خطرناک آدمی آپ کے مہمان خانے ہی میں مقیم ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" داؤد نے گردن جھٹک کر کہا" فگارو کے منیجر کو میں ایک دوسری حیثیت میں جانتا ہوں۔"

"کیا آپ مجھے بتائیں گے؟"

"میں نہیں سمجھتا کہ میں اس واقعہ کو کیوں چھپاؤں۔"

"عقلمندی کے خلاف ہے جناب!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"فگارو والے شراب کے اسمگلنگ کرتے ہیں۔ ایک بار انہوں نے دھوکا دے کر میرے کچھ لانچ استعمال کئے تھے۔ آپ شاید نہ جانتے ہوں کہ بندرگاہ کے قریب میرے پچھتر عدد لانچ رہتے ہیں۔ میں نے فگارو کے منیجر کو اس سلسلے میں بہت لتاڑا تھا۔"

"کیا آپ نے اس اسمگلنگ کے سلسلہ میں کرار کا نام کبھی نہیں سنا؟"

"نہیں۔ مین نے کبھی نہیں سنا۔"

عمران کچھ سوچنے لگا.... پھر اس نے میز پر سے اپنا واٹر پروف پرس اٹھایا اور اس میں سے چند تصویریں نکال کر سیٹھ داؤد کے سامنے ڈال دیں۔"

"کرار یہی ہے!...." اس نے کہا...." ہو سکتا ہے کہ آپ نے اسے کبھی دیکھا ہو۔"

"آہا.... اوہ.... یہ تو.... مگر" داؤد خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں آں.... لیکن آپ کہتے ہیں کہ اس کا نام کرار تھا...."

"کیوں.... آپ اس کو کسی دوسرے نام سے بھی جانتے ہیں۔"

"یہ تو مجھ سے اکثر ملتا رہا ہے.... مگر اس نے مجھے اپنا نام پارکر بتایا تھا.... اور یہ میرے لانچ کسی غیر قانونی کام کے سلسلے میں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ نگا کا حصہ دار تھا تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ بھی شراب کی اسمگلنگ ہی کے چکر میں رہا ہو۔"

"ہاں کہتے چلئے!" عمران سر ہلا کر بولا" غالباً آپ نے لانچ دینے سے انکار کر دیا ہو گا۔"

"قطعی!.... مین بہت محتاط آدمی ہوں!.... اور ہاں اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ جنوبی افریقہ میں بھی رہ چکا ہے۔"

"وہ آخری بار آپ سے کب ملا تھا؟"

"غالباً پچھلے ہفتے میں...." سیٹھ داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا" میرے خدا! اب سارے معاملات خود بخود صاف ہوتے جا رہے ہیں۔ شاید مرنے والا اس خطرناک آدمی کو پہچانتا تھا!.... کیونکہ اس نے مجھے دھمکی دی تھی.... جب میں نے لانچ دینے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ وہ مجھے دیکھ لے گا کیونکہ میں نے ایک بہت بڑے مجرم کو اپنے مہمان خانے میں ٹھہرا رکھا ہے۔ اس وقت مجھے اس بلیک میلر کا خط نہیں ملا تھا۔ لہٰذا اس کی طرف خیال بھی نہیں گیا۔ بہر حال مجھے پارکر کی اس بے تکی دھمکی پر غصہ آگیا اور میں نے اسے دھکے دے کر نکلوا دیا.... یقیناً مسٹر عمران.... وہ اس بلیک میلر کو پہچانتا تھا.... اسی لئے اسے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے.... وہ آدمی جس کا نشان الو ہے.... انتہائی سفاک اور بیدرد آدمی ہے۔"

داؤد خاموش ہو گیا.... عمران نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

(۱۰)

داؤد پریشان تھا۔ وہ جلد از جلد اس قضیئے کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ اس نے عمران کو یہ نہیں بتایا کہ وہ اس بلیک میلر کو پہچاننا کیوں چاہتا ہے۔ عمران کو اس کے یہاں رہتے ہوئے تین دن ہو چکے تھے اور اب تک اس نے بظاہر دن بھر ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے کے علاوہ او کوئی کام نہ کیا تھا۔

اس نے سچ مچ شاداں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔

شاداں بڑی پرکشش عورت تھی۔ خدوخال تیکھے تھے اور ان کی مناسبت سے وہ تھی بھی تیز مزاج.... عمران اسے ابھی تک اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا تھا.... تھیلما عمران کی حرکتیں دیکھتی اور سر پیٹ کر رہ جاتی۔ وہ روشی کی دوست تھی اور اسے عمران کے متعلق روشی ہی سے سب کچھ معلوم ہو چکا تھا۔

دوسری طرف داؤد کی لڑکی شاہدہ سخت متحیر تھی۔ حالات ہی ایسے تھے۔ عمران اس خاندان میں بڑے عجیب انداز سے داخل ہوا تھا.... اور پھر کہاں داؤد کی وہ دھمکی اور کہاں یہ کہ عمران وہیں رہنے ہی لگا تھا وہ ایک بارش میں بھیگے ہوئے آدمی کی حیثیت سے پناہ لینے کے لئے وہاں آیا تھا پھر داؤد نے اسے نکالنا چاہا.... بات اتنی بڑھی کہ داؤد نے پولیس کو بلانے کی دھمکی دی.... پھر دوسری صبح داؤد ہی کی زبان سے سنا گیا کہ وہ اس کی ایک فیکٹری کا نیا منیجر تھا لیکن یہ عجیب و

غریب بات پھیلنے نہیں پائی۔ اس رات شاہدہ کے ساتھ اس کی دو سہیلیاں تھیں جو بارش تھمتے ہی اپنے گھروں کو چلی گئی تھیں۔ تھیلما داؤد کی راز دار ہی تھی.... شاداں کو اس واقعے کی اطلاع ہی نہ ہو سکی.... رہ گئی شاہدہ تو اسے داؤد نے منع کر دیا تھا کہ وہ اس بات کا تذکرہ کسی سے نہ کرے لیکن شاہدہ کو اصل واقعات سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔

وہ سب ایک ہی میز پر کھانا کھاتے.... کھانے کے بعد اسٹڈی میں قہوہ نوشی کے لئے نشست ہوتی اور کبھی کبھار وہاں تاش بھی ہونے لگتا۔ ویسے داؤد بڑا زندہ دل آدمی تھا۔ ہر قسم کی تفریح میں حصہ لیتا اور یہ بات قطعی بھول جاتا کہ وہ ایک معمر آدمی ہے اور عمر کی مناسبت سے اسے سنجیدہ بھی ہونا چاہئے۔

اکثر جنوبی افریقہ کے چار مہمان بھی ان میں آبیٹھتے.... ان کے داؤد سے بہت قریبی تعلقات تھے یہ چاروں ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔ ان میں عبدالرحمٰن تھا.... بھاری بھرکم جسامت والا.... عمر پچاس سے تجاوز کر چکی تھی اور اس کے بڑے سے چہرے پر رومن نیروکٹ مونچھیں بہت بری لگتی تھیں۔ شیو کرتے وقت نچلے ہونٹ کے نیچے تھوڑے سے بال چھوڑ دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ نسلاً خالص عرب ہے مگر داؤد نے عمران کو بتایا تھا کہ اس کی دادی نیگریس تھی۔

دوسرا خلیل خاور تھا اس کی عمر تیس سے زیادہ نہ ہوگی۔ کافی پرکشش شخصیت کا مالک تھا لیکن اسے بات بات پر ہنسی آتی تھی اسی لئے وہ پرکشش ہونے کے باوجود بھی دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتا تھا۔

تیسرا جواد اکرم تھا.... بہت ہی کم گو اور دوسروں کی باتیں غور سے سننے والا.... خود اس کی معمولی سی بات بھی کافی گہرائی رکھتی تھی۔ عمران نے اسے ابھی تک دانت کھول کر ہنستے نہیں دیکھا تھا۔ جب دوسرے قہقہے لگاتے تو اس کے ہونٹوں میں خفیف سا پھیلاؤ پیدا ہو جاتا۔ لیکن آنکھیں ناچتی ہوئی معلوم ہوتیں۔ اگر اس کے ہونٹوں کو نظر انداز کر کے آنکھوں ہی طرف دیکھا جاتا تو عالم خیال میں اس کے قہقہوں کی گونج ضرور سنائی دیتی۔ یہ بھی جوان العمر ہی تھا اس کی آنکھیں ہر وقت سوچ میں ڈوبی ہوئی سی معلوم ہوتیں۔

چوتھا ہابیل خلیل تھا.... یہ یہودی تھا.... لیکن داؤد کا خیال تھا کہ وہ عادات و خصائل کے

اعتبار سے بہت ستھرا آدمی ہے.... ویسے وہ بلیوں کی سی آنکھیں رکھتا تھا جن کی رنگت چہرے کا زاویہ بدلتے ہی تبدیل ہو جایا کرتی تھی۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت عورتوں کو ہنسانے میں صرف کرتا تھا.... حالانکہ وہ جو بات بھی کہتا اس میں تصنع اور بھونڈے پن کی جھلک ضرور ہوتی۔

اس وقت بھی یہ چاروں رات کے کھانے کے بعد اسٹڈی میں موجود تھے۔ قہوہ ختم کر کے ان میں سے کئی اٹھ گئے۔ شاداں اور ہابیل خلیل پنگ پانگ کھیلنے چلے گئے۔ کچھ وہیں تاش کھیلتے رہے۔ عبدالرحمٰن اور داؤد کسی مسئلے پر الجھ پڑے تھے اور ان میں بڑی گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔

عمران نے اسی کمرے کی راہ لی جہاں پنگ پانگ کی میز تھی۔ یہاں کھیل شروع ہو چکا تھا۔ کسی تیسرے کی عدم موجودگی کی بنا پر وہ خود ہی اپنے پوائنٹ گن رہے تھے۔ عمران نے محسوس کیا کہ ہابیل کو اس کی موجودگی گراں گزر رہی ہے۔ مگر عمران کی نظریں تو شاداں کے چہرے پر تھیں اور شاداں ایسی لاپرواہ نظر آ رہی تھی جیسے اسے کسی تیسرے آدمی کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

شاداں اسے اپنا ملازم سمجھتی تھی۔ وہ کچھ اسی قسم کی عورت تھی.... مغرور.... بددماغ.... اور تنگ نظر....

عمران میز کے قریب کھڑا ہو کر کھیل دیکھنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ میز کی طرف سرکتا ہی جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ میز پر نہ جانے کیا دیکھنے کے لئے اتنا جھکا کہ اس کا سر شاداں کی پھینکی ہوئی گیند کی زد پر آ گیا۔

"آپ بالکل گدھے ہیں کیا؟" شاداں چیخی۔

"اوہ....!" عمران بوکھلا کر سیدھا ہوتا ہوا بولا۔ "میں معافی چاہتا ہوں۔"

"موفی چاہتا ہوں۔" شاداں جھنجھلاہٹ میں ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"پیچھے ہٹئے...."

عمران دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب وہ کسی فوجی کی طرح تنا کھڑا ہوا تھا.... لیکن شاداں یہ نہ دیکھ سکی کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں.... وہ پھر کھیل میں مصروف ہو گئی تھی.... عمران اسی طرح کھڑا بسورتا اور آنسو بہاتا رہا۔ اس وقت وہ حد درجہ مضحکہ خیز نظر آ رہا تھا.... پھر وہ کنارے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر باقاعدہ طور پر رونے لگا.... مگر آواز سسکیوں سے زیادہ نہیں بڑھی.... ویسے وہ

سسکیاں ہی اتنی زوردار تھیں کہ گیند اور ریکٹوں کی "کھٹاکھٹ" ان میں دب کر رہ گئی تھی۔

کھیل بند ہو گیا۔

پہلے وہ دونوں دور ہی سے عمران کو دیکھتے رہے پھر قریب آ گئے.... لیکن وہ کرتے کیا.... بس کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے۔ عمران کی سسکیاں اور ہچکیاں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ ان دونوں کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ شاداں اتنی خفیف ہوئی تھی کہ اس کی پیشانی کی وہ ہلکی سی سلوٹ بھی غائب ہو گئی۔ جو تقریباً ہر وقت نظر آیا کرتی تھی اور محض اس سلوٹ کی بنا پر اس کے خدوخال مستقل طور پر تیکھے معلوم ہونے لگے تھے عمران کے دونوں ہاتھ بدستور چہرے پر جمے رہے.... ان دونوں نے پھر ایک دوسرے کی طرف بے بسی سے دیکھا اور چپ چاپ وہاں سے کھسک گئے! عمران راہداری میں ان کے قدموں کی آوازیں سنتا رہا۔ جو آہستہ آہستہ دور ہوتی جا رہی تھیں۔

عمران نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے.... ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ تھی اور آنکھیں بالکل خشک تھیں۔

اس نے وہ ریکٹ چٹکی سے پکڑ کر اٹھایا جس سے ہابیل کھیل رہا تھا اور جیب سے پرانا اخبار نکال کر اسے اس میں لپیٹ لیا۔

اور پھر اس کے بعد چیونگم چبانا بھی شائد فرائض ہی میں داخل تھا۔

(11)

دوسری صبح ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا اور مہمانوں میں سے صرف ہابیل وہاں نظر آ رہا تھا اور وہ شاداں کے دائیں طرف تھا۔ بائیں طرف کی کرسی خالی تھی۔ یہاں کھانے کی میز پر کسی کا انتظار نہیں کیا جاتا تھا۔

عمران دیر سے پہنچا۔ داؤد نے سر کے اشارے سے اسے خوش آمدید کہی! بقیہ لوگ اسے غور سے دیکھنے لگے۔ عمران کا چہرہ اترا ہوا تھا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رات بھر جاگتا رہا ہو۔ آنکھیں کچھ روئی روئی سی تھیں۔ اور ان میں سرخ ڈورے بہت واضح تھے۔

عمران شاداں کی دائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اس طرح اچھل پڑا جیسے بے خیالی میں اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہو.... اس نے خوفزدہ نظروں سے شاداں کی طرف دیکھا اور اٹھ

کر دوسری کرسی پر جا بیٹھا۔ شاداں اسے برابر گھورتی رہی۔

"کیا بات ہے؟...." داؤد نے پوچھا۔

"اوہ.... کچھ نہیں.... بات یہ ہے کہ اس وقت میرا دماغ...." وہ اپنے سر پر ہاتھ نچاتا ہوا بولا.... "یعنی کہ میرا دماغ.... کچھ یوں یوں ہو رہا ہے.... کیا کہتے ہیں اسے.... رات بھر نیند نہیں آئی.... اور.... ارے.... کوئی خاص بات نہیں.... جی ہاں!...."

اس نے احمقانہ انداز میں زبردستی ہنسنے کی کوشش کی.... داؤد کھانے میں مشغول ہو گیا۔

پھر عمران نے بھی ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔ شاداں کبھی کبھی کنکھیوں سے اسے دیکھ لیتی تھی!

ہابیل صرف کافی پی رہا تھا اور اس وقت اس کی توجہ کا مرکز داؤد کی لڑکی شاہدہ تھی۔ وہ اسے اپنے چٹکلوں اور لطیفوں سے ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا اچانک وہ عمران کی طرف پلٹ پڑا۔

" آپ کل رات رونے کیوں لگے تھے!" اس نے ہنس کر پوچھا۔

"مم.... میں!" عمران نے حیرت سے کہا "نہیں تو مسٹر ابابیل....!

ابابیل کی برجستگی پر سب لوگ بے تحاشہ ہنس پڑے۔ گفتگو انگریزی میں ہوئی تھی اور ہابیل اردو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لہٰذا وہ سمجھا شائد وہ لوگ اسی کی بات پر ہنس پڑے ہیں۔ لفظ "ابابیل" اس کے پلے ہی نہیں پڑا تھا بہر حال دوسروں کو محظوظ ہوتے دیکھ کر وہ بھی ان کی ہنسی میں شامل ہو گیا۔

پھر تو ایسا معلوم ہونے لگا جیسے چھت ہی گر پڑے گی۔ عمران البتہ بالکل خاموش تھا اور اس طرح گھبرا گھبرا کر ان کی صورتیں تک رہا تھا۔ جیسے اس کی ہنسی اڑ رہی ہو۔ اس کی اس حرکت پر قہقہوں کا دوسرا دور شروع ہو گیا اور اس دور میں سب کے ہاتھ پیٹوں پر پہنچ گئے۔ داؤد کو تو اٹھ ہی جانا پڑا.... وہ قہقہے لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا اس کے ساتھ ہی عمران بھی اٹھ گیا تھا۔

ایک راہداری میں عمران نے اسے جا لیا۔

"آپ نہ جانے کیا بلا ہیں!" داؤد اس کی طرف مڑ کر مضمحل آواز میں بولا۔ وہ قہقہے لگاتے لگاتے بالکل ست پڑ گیا تھا چونکہ اعصابی خلل کا مریض بھی تھا اس لئے اس کا چہرہ اس وقت بالکل چقندر ہو رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ پچھلی رات آپ کو پھر کوئی دھمکی ملی ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" داؤد بھی یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔

"یوں معلوم ہوا کہ آپ پچھلی رات اپنے کمرے میں ٹہلتے رہے ہیں۔"

"جی ہاں! آپ کا خیال درست ہے!" داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "مجھے پھر دھمکی ملی ہے کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اس عمارت میں کسی نہ کسی کو قتل کر دے گا۔ اس کا خیال ہے کہ وہ قتل اس کی چیرہ دستی کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہو گا۔ اس نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی دلیری اور لاپروائی کی سب سے بڑی مثال یہی ہے کہ اس نے ایک آدمی کو قتل کر کے دن دہاڑے اس کی لاش ہوم سیکرٹری سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں پھینک دی۔"

"اچھا تو داؤد صاحب! آپ مجھے اس عمارت میں قتل ہو جانے دیجئے۔" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ قتل کا مطلب نہیں سمجھتے!" عمران نے اپنی گردن پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔ "یعنی کہ کخ...."

"میں نہیں سمجھا.... صاف صاف کہیے!"

"اب کہیے تو اپنے ہاتھ ہی سے اپنی گردن ریت کر آپ کو قتل کا مطلب سمجھا دوں!" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"آپ کیوں قتل ہونا چاہتے ہیں؟" داؤد نے متحیرانہ سوال کیا.... اور پھر اپنے اس حماقت آمیز سوال پر شرمندہ ہو کر سر کھجانے لگا۔ عمران کی حماقتیں اکثر دوسروں کو بھی احمق بنا دیتی تھیں۔

"دیکھئے! مسٹر داؤد! مگر خیر.... اس بات کو یہیں ختم کر دیجئے۔" عمران نے کہا "میں آپ سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ آپ کو وہ کیوں بلیک میل کر رہا ہے؟ مگر یہ تو آپ کو بتانا ہی پڑے گا کہ وہ آج کل آپ سے کیا چاہتا ہے؟"

"میں کیا بتاؤں!" داؤد اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا "اب وہ حد سے بڑھ رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے....!" داؤد کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ یہ بھی نہیں بتانا چاہتے!"

"وہ چاہتا ہے کہ اس سے شاہدہ کی شادی کر دی جائے!"

"یعنی آپ کی صاحبزادی کی!"

"جی ہاں!"

"تب تو مسٹر داؤد! آپ اسے ہر حال میں پکڑ لیں گے.... کیونکہ یہ شادی ہوا سے تو ہو گی نہیں۔ شادی کے لئے اسے سامنے آنا پڑے گا۔"

"وہ سب کچھ کر سکتا ہے!" داؤد نے مضطربانہ انداز میں کہا "شادی ہو جانے کے بعد میں اس کا کیا بگاڑ سکوں گا۔"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی مسٹر داؤد!"

"خود میں بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کیا چکر ہے۔ ویسے شاہدہ میری اکلوتی بیٹی ہے۔ اور میرے بعد وہی میری وارث ہو گی.... اس طرح وہ میری املاک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر شاداں بھی تو ہے اور میں بھی زندہ ہوں.... شادی کے لئے اسے ہر حال میں سامنے آنا پڑے گا۔"

"وہ اب تک آپ سے کتنی رقم وصول کر چکا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بارہ لاکھ...."

"ارے خدا غارت کرے!" عمران دانت پیس کر بولا۔ "پتہ نہیں کمبخت انکم ٹیکس ادا کرتا ہے یا نہیں۔"

داؤد خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا۔

عمران نے پوچھا "آپ کو ان چاروں میں سے کسی پر شبہ ہے جو کھانے کی میز پر ہمارے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔"

"نہیں! میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"خیر ہو گا!.... ہاں تو مسٹر داؤد...."

"شش...." داؤد آہستہ سے بولا۔ "کوئی ادھر آ رہا ہے۔"

عمران کی نظر راہداری کے موڑ کی طرف اٹھ گئی۔ لیکن آنے والا کوئی ملازم تھا.... وہ کسی کا وزیٹنگ کارڈ لایا تھا۔ داؤد نے وزیٹنگ کارڈ پر نظر ڈال کر کہا۔ "کیپٹن فیاض...."

"انہیں بٹھاؤ!" عمران نے ملازم سے کہا.... اور وہ چلا گیا۔ پھر عمران داؤد سے بولا "اب کھیل بگڑنے کا امکان بھی ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ فگارو کے منیجر نے اسے بھی وہی کہانی

سنائی ہے۔ بہر حال کیپٹن فیاض کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ میں یہاں ہوں۔ ورنہ وہ آپ کے پیچھے پڑ جائے گا۔"

"کیوں؟" داؤد عمران کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"آپ نے اکثر جاسوسی ناولوں میں پڑھا ہوگا کہ سرکاری آدمی پرائیویٹ سراغرسانوں سے اللہ واسطے کا بیر رکھتے ہیں۔"

داؤد چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا "اگر مجھے تھیلما پر اعتماد نہ ہوتا تو...."

"ہاں ہاں! تو آپ مجھے شوٹ کر دیتے.... پھانسی پر چڑھا دیتے۔" عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا" جایئے مجھے یقین ہے کہ اس کی رہنمائی نگارو کے منیجر ہی نے کی ہوگی.... کرار کا قتل.... سمجھتے ہیں نا...."

داؤد آگے بڑھ گیا.... اور عمران پھر اسی کمرے کی طرف لوٹ پڑا جہاں سے اٹھ کر گیا تھا۔

راہداری ہی میں شاداں سے ملاقات ہوگئی جو تنہا تھی۔ عمران کو دیکھ کر وہ رکی اور مسکرا کر بولی "ابابیل والا لطیفہ تو خوب رہا۔"

"اوہ.... میں معافی چاہتا ہوں!" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔ "ابھی میں نے سیٹھ صاحب سے لوگوں کے ہنسنے کی وجہ پوچھی تھی۔ تب انہوں نے بتایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ مجھے نام ٹھیک سے یاد نہیں رہتے۔ بہر حال میں عزازیل صاحب سے معافی مانگ لوں گا۔"

"عزازیل نہیں ہابیل!" شاداں پھر ہنس پڑی۔

"ارے.... اوہ...." عمران احمقانہ انداز میں اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ...." شاداں آگے بڑھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔

یہ عمارت کافی طویل و عریض تھی۔ اس میں تقریباً چوبیس کمرے تھے.... وہ دونوں بلیرڈ روم میں آئے۔ یہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

"رات تم رو رہے تھے...." شاداں نے کہا۔

عمران کے چہرے پر شرم کی سرخی دوڑ گئی.... وہ اپنے چہرے پر جذباتی تغیرات کے آثار پیدا کرنے کا ماہر تھا۔

اس نے سر جھکا لیا.... کچھ بولا نہیں....

"مجھے اپنے رویے پر شرمندگی ہے۔" شاداں نے آہستہ سے کہا۔

عمران کی آنکھوں میں پھر آنسو امنڈ آئے۔ اور گالوں پر بہنے لگے اور ساتھ ہی وہ بڑبڑانے لگا! "میں غریب آدمی ہوں.... ایک ننھا سا بچہ ہوں.... کوئی بھی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا.... میں مر جاؤں گا.... بس کسی دن مر جاؤں گا!"

"کیا بات ہے....!" شاداں نے نرم لہجے میں کہا.... "مجھ سے کہو.... تمہیں کیا تکلیف ہے؟"

عمران اس کے سوال کو نظر انداز کر کے بڑبڑاتا رہا۔ "میں نے پچھلی ہی رات کو سوچا تھا کہ خودکشی کر لوں.... کر لیتا.... مگر مجھے یاد آگیا کہ ابھی مجھے ایک آدمی کا قرض ادا کرنا ہے۔"

شاداں کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ اس جملے پر قہقہے لگائے.... یا اظہار ہمدردی کرے....

عمران آنسو بہا بہا کر بکتا رہا.... "کل دوپہر.... میں نے خواب دیکھا تھا.... میں اکثر خواب دیکھتا رہتا ہوں.... میں نے دیکھا کہ میں ایک ننھا سا بچہ ہوں.... آپ بھی ایک ننھی سی بچی ہیں اور ہم دونوں ایک وسیع جنگل میں دوڑ رہے ہیں۔ آپ تھک کر گر گئیں.... میں آپ کو اٹھا کر جھیل کے کنارے لے گیا۔ وہاں چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ تھا.... اور ایک چاندی کی پری جھیل میں نہا رہی تھی.... اس نے ہماری طرف چاندی کے پانی کے چھینٹے پھینکے.... پھر میں دوسرا خواب دیکھنے لگا۔"

عمران سر جھکائے بڑبڑا رہا تھا اور شاداں حیرت سے پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"رات آپ نے میرے خوابوں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ بخدا میرا اب یہی دل چاہتا ہے کہ آدھا گیلن پٹرول پی کر دو چار انگارے نگل جاؤں!"

اس جملے پر بھی شاداں بے تحاشہ ہنس پڑی ہوتی.... مگر عمران کے آنسو.... ان میں اب پہلے سے بھی زیادہ روانی پیدا ہو گئی تھی۔

"میں ایک غریب آدمی ہوں....!" عمران ہچکیاں لیتا ہوا بولا" جانِ جہاں نہیں ہوں.... کہ تاج بیگم کے لئے ممتاز محل بنوا سکوں.... میں یونہی سسک سسک کر دم توڑ دوں گا.... مجھے مر جانے دیجئے....!

عمران بڑی تیزی سے نکل گیا اور شاداں منہ کھولے دروازے کی طرف گھورتی رہی!

(۱۲)

فیاض جا چکا تھا اور داؤد اسٹڈی میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا.... عمران کے پیروں کی آہٹ سن کر وہ چونک پڑا۔

"کیا وہ چلا گیا؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ کا خیال درست تھا وہ کرار ہی والے چکر میں یہاں آیا تھا...." داؤد نے کہا "آج اس کی تصویر بھی اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس نے مجھے تصویر دکھا کر پوچھا۔ کیا میں نے اسے کبھی دیکھا ہے۔ میں نے اس کا اعتراف کیا.... اور اسے بتایا کہ میں اس شکل کے ایک آدمی کو جانتا ہوں لیکن اس کا نام کرار ہرگز نہیں ہے.... پھر اس نے فگارو کے منیجر والی بات بتائی..... اور اس کا خیال بھی بتایا کہ کرار کا قاتل میرے مہمانوں میں سے کوئی ہے.... اس پر مجھے غصہ آگیا اور جب اس نے مہمانوں سے سوالات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میرا غصہ اور تیز ہو گیا.... میرے اس رویے پر وہ کچھ نرم پڑا تو میں نے شراب کی اسمگلنگ کی داستان دہرا دی.... پھر اور کیا کرتا کسی طرح اسے ٹالنا ہی تھا.... بہر حال میں نے اسے مہمان خانے کی طرف نہیں جانے دیا!...."

"تو گویا آپ اسے بچانا بھی چاہتے ہیں...." عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ حالانکہ شاید پندرہ منٹ پہلے وہ اس کی بیوی کے سامنے روتا رہا تھا۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میرا دعویٰ ہے کہ پولیس اسے نہیں پکڑ سکتی! اور اسے پہچان ہی نہ سکے گی۔ لیکن میرا بیڑا غرق ہو جائے گا۔"

"ہو جانے دیجئے!" عمران جھونک میں بولا۔

"کیا مطلب؟"

"ار.... ہپ.... میں کچھ اور سوچ رہا تھا.... مگر مسٹر داؤد.... فرض کیجئے۔ آپ نے اس کے مطالبات تسلیم کر لئے...."

"قیامت تک نہیں کر سکتا۔" داؤد سانپ کی طرح پھنکارا۔

"میری بات تو سنیئے! میں فرض کر رہا ہوں۔ ہاں تو آپ اسے اس کی اطلاع کس طرح دیں گے؟"

"کیسی اطلاع؟"

"اسی کی اطلاع کہ آپ اس کے مطالبات پورے کرنے پر آمادہ ہیں!"

"تم نے یہ بات بہت دیر میں پوچھی۔"

"پہلے ہی پوچھتا.... مگر کیپٹن فیاض آگیا تھا۔"

"مجھے ایک مخصوص دیوار پر ایک مخصوص رنگ سے ایک نشان بنانا پڑے گا۔ بس اسے اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ یہ تدبیر خود اسی نے بتائی ہے۔ یعنی یہ تدبیر اس نے اپنے خط میں تحریر کی تھی۔"

"آہا تو وہ تحریر تھی۔"

"تحریر نہیں ٹائپ.... اس نے کسی اخبار سے الفاظ کاٹ کاٹ کر پورا مضمون مرتب کیا تھا۔"

"بڑی محنت کا کام ہے!" عمران بڑبڑایا۔ پھر اس نے کہا۔ "کیا آپ مجھے وہ مخصوص دیوار اور مخصوص رنگ نہیں بتائیں گے.... غالباً نشان بھی مخصوص ہی ہوگا۔"

"ہاں وہ بھی خاص قسم کا ہے۔"

"تو آپ کوشش کیوں نہیں کرتے۔ شاید اسی طرح ہم اسے پکڑ لیں۔"

"لیکن اگر ناکام رہے تو!" داؤد بولا۔ "نہیں میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا۔"

"تو پھر مسٹر داؤد! آخر اسے پکڑنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کریں گے۔"

"یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں!" داؤد نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "حقیقتاً تھیلما سے غلطی ہوئی ہے۔ آپ اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکیں گے۔ آپ اپنا معاوضہ بتایئے اور گھر تشریف لے جائیے.... جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ میری زندگی میں تو وہ کامیاب ہو نہیں سکتا۔"

"میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا مسٹر داؤد جب تک کہ اسے پکڑ نہ لوں۔"

"محض.... وقت کی بربادی! آپ جا سکتے ہیں۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا؟" داؤد آنکھیں نکال کر بولا۔

"ہاں نہیں جاؤں گا۔ دیکھتا ہوں آپ کیا بگاڑ لیتے ہیں میرا.... کیپٹن فیاض مجھے جھوٹا نہیں سمجھے گا۔"

داؤد اس نئے شگوفے پر بوکھلا گیا۔ تھوڑی دیر تک تو اس کے منہ سے آواز ہی نہیں نکل سکی۔ وہ خاموشی سے عمران کی طرف دیکھتا رہا اور عمران اب مینٹل پیس پر رکھے ہوئے گلدان کی

جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ واقعی بہت چالاک ہیں!" داؤد نے تھوڑی دیر بعد مسکرا کر کہا۔ "میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔"

"مذاق کر رہے تھے نا.... ہاہا.... میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔" عمران نے قہقہہ لگایا اور داؤد بھی اس قہقہے میں شامل ہو گیا۔ مگر اس کا قہقہہ بڑا زہریلا تھا۔

(۱۳)

شام خنک اور خوشگوار تھی۔ ابھی سورج نہیں غروب ہوا تھا۔ نارنجی رنگ کی دھوپ درختوں کی چوٹیوں پر بسیرا لے رہی تھی۔ داؤد پیلس کے عقبی پارک میں اس وقت بڑی رونق تھی داؤد کے بارہ مہمان اور کچھ شہری دوست جن میں عورتیں بھی شامل تھیں وہاں موجود تھے.... شام کی چائے وہیں تھی۔ وہ سب چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹے ہوئے پارک کے مختلف حصوں میں نظر آ رہے تھے۔

لیکن عمران سب سے الگ تھلگ تتلیاں پکڑتا پھر رہا تھا۔ بعض لوگ اس کی اس حرکت پر ہنس رہے تھے۔ لیکن عمران اتنا لاپرواہ نظر آ رہا تھا جیسے وہاں اسے دوسروں کی موجودگی کی خبر ہی نہ ہو۔ ایک بار وہ ایک کیاری میں منہ کے بل گر بھی پڑا تھا۔ لیکن اس کا شغل جاری ہی رہا.... شاداں اسے بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

داؤد کی لڑکی شاہدہ ہابیل اور خلیل خاور کے ساتھ تھی۔ عبدالرحمان جواد اکرم سے رنگ و نسل پر بحث کر رہا تھا۔ جواد اکرم کم گو اور سنجیدہ ضرور تھا۔ لیکن جب کسی سے کوئی بحث چھڑ جاتی تھی تو اس کے نتھنے پھولنے اور پچکنے لگتے تھے بس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ علمی بحث کی بجائے کسی لڑاکا بھٹیارن کی نقل کر رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے اپنا مشغلہ بدل دیا۔ وہ اب جوہی کے سپید پھول اکٹھا کر رہا تھا۔

پھر سورج غروب ہو گیا اور وہ لوگ عمارت کی طرف جانے لگے۔ لیکن شائد شاداں دیدہ و دانستہ پیچھے رہ گئی تھی۔

پارک میں اس کے اور عمران کے علاوہ اب اور کوئی بھی نہ رہ گیا تھا۔

عمران نے وہ سارے پھول اپنے رومال میں اٹھالئے اور واپسی کے لئے مڑا۔ فوارے سے

تھوڑے ہی فاصلہ پر ڈائنا کے بت کے نیچے اسے شاداں نظر آئی۔ وہ بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ کیا بچپنا ہو رہا تھا.... کیوں؟" شاداں نے مسکرا کر پوچھا۔

"خدا کے لئے آپ تو ایسا نہ کہیے.... میں بچہ ہی سہی.... مگر زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ پھول اس لئے چنے تھے!" عمران نے سارے پھول شاداں کے پیروں پر ڈال دیئے۔

"آپ الو ہیں۔" شاداں نے ایک جھینپی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور یک لخت دوسری طرف مڑ کر تیز قدموں سے چل دی۔

"میں الو ہوں!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "لیکن اگر یہ لفظ تمہارے شوہر نے سن لیا تو میں اسے تین لاکھ کی رسید تک نہ دے سکوں گا۔"

(۱۴)

کیپٹن فیاض آسانی سے پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔ رات کو آٹھ بجے وہ پھر آدھمکا۔ یہ لوگ کھانے کی میز پر تھے۔ نوکر نے ڈائننگ روم میں آکر داؤد کو اس کا کارڈ دیا۔

"یہ کیا بدتمیزی؟" داؤد نوکر پر الٹ پڑا۔

"حضور!" نوکر گڑگڑایا۔ "وہ دھمکیاں دیتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ میں پولیس آفیسر ہوں۔ فوراً ملنا چاہتا ہوں۔"

"اوہو! اب یہ وقت آگیا کہ پولیس آفیسر داؤد کے نوکروں کو دھمکیاں دینے لگے ہیں۔" داؤد نے بڑے تلخ لہجے میں کہا "اس سے کہہ دو، میں کھانے پر ہوں! انتظار کرے۔"

"کیا معاملہ ہے؟" شاداں نے پوچھا۔

"کچھ نہیں! ایک اسمگلر کے قتل کے سلسلے میں تفتیش کر رہا ہے۔"

"آپ کا اس تفتیش سے کیا تعلق؟" شاداں نے پوچھا۔

"ایک بار میں نے اس اسمگلر کو دھکے دے کر یہاں سے نکال دیا تھا۔ وہ ہمارے لانچ حاصل کرنا چاہتا تھا.... شراب کی اسمگلنگ کے لئے!"

شاداں پھر کھانے میں مشغول ہو گئی۔ شاہدہ نے بھی کچھ پوچھنا چاہا۔ لیکن داؤد نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

مہمانوں میں شاید کوئی بھی اردو نہیں جانتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے سر جھکائے ہوئے کھانے میں مشغول رہے۔

کھانے کے بعد داؤد تو کیپٹن فیاض سے ملنے کے لئے اسٹڈی میں چلا گیا اور وہ سب کافی کے انتظار میں وہیں بیٹھے رہے۔ ویسے عام طور پر رات کو کافی اسٹڈی ہی میں پی جاتی تھی۔

شاداں کچھ بے چین سی نظر آنے لگی تھی۔ وہ بار بار عمران کی طرف دیکھنے لگتی اور جب بھی دیکھتی اسے اپنی ہی طرف متوجہ پاتی۔

یہاں تھیلما بھی تھی اور وہ ان دونوں کو پر تشویش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کافی آئی اور ان کے پیالے خالی بھی ہو گئے لیکن داؤد واپس نہ آیا۔

پھر وہ ایک ایک کر کے اٹھنے لگے۔ چونکہ آج شام کو پارک ہی میں وہ کافی تھک گئے تھے اس لئے انہوں نے کھیل کے کمروں کا رخ نہیں کیا۔

عمران اور شاداں ساتھ ہی اٹھے.... اور آگے پیچھے کمرے سے نکل گئے شاداں تیز چلنے کی عادی تھی۔ لیکن اس وقت وہ آہستہ چل رہی تھی.... عمران اس کے برابر چلنے لگا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" شاداں غصیلے لہجے میں بڑبڑائی۔

"ایک ہفتہ پہلے بخار ہو گیا تھا۔ اب اچھا ہوں.... جی ہاں!.... اور جب مجھے بخار ہوتا ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھے تھپک تھپک کر سلاتا رہے۔ مجھے مدھم سروں سے ہلکے گیت سنائے.... میں بہت جلد مر جاؤں گا.... آپ دیکھ لیجئے گا۔"

"آخر تم مجھے یہ سب کچھ کیوں سناتے ہو؟"

"پھر کسے سناؤں؟ آپ ہی بتا دیجئے.... دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ میں کسی یتیم چمگادڑ کی طرح دن بھر اپنے ذہن میں الٹا لٹکا رہتا ہوں۔"

"تمہاری باتیں بعض اوقات بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"یہ میری بدنصیبی ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"لیکن تم نے پارک میں وہ کیا حرکت کی تھی؟ میرے پاؤں پر پھول کیوں ڈالے تھے کوئی دیکھ لیتا تو...."

"تو کیا ہوتا؟" عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔ پھر سنجیدگی سے کہنے لگا" د

میں بھی کوئی برائی ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ کسی دن داؤد صاحب کی موجودگی میں آپ کے پیروں پر پھولوں کے انبار لگا دوں گا۔"

"کہیں دماغ تو نہیں چل گیا ہے!" شاداں بھنا کر بولی۔

"دیکھئے بس میں آپ کے اسی لہجے سے ڈرتا ہوں۔ ایسے مواقع پر دل چاہتا ہے کہ خوب چیخ چیخ کر روؤں۔"

"کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو!" شاداں چلتے چلتے رک گئی۔

"اچھا! تو اب یہاں سے میری لاش ہی جائے گی!" عمران نے کہا اور جھپٹ جھپٹ کر دیوار سے اپنا سر ٹکرانے لگا۔

"ارے.... ارے...." شاداں بوکھلا گئی.... شائد وہ ڈر بھی رہی تھی کہ کہیں کوئی ادھر نہ آنکلے۔ حقیقتاً داؤد ہی کے آنے کے امکانات زیادہ تھے۔ کیونکہ اس کا بیڈ روم اسی راہداری میں تھا۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر عمران کو پکڑنے لگی۔ مگر عمران پر تو جیسے دورہ پڑ گیا تھا۔

اچانک قریب ہی کہیں سے قدموں کی آواز آئی اور شاداں بھاگ کر ایک کمرے میں گھس گئی اور عمران اپنے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈال کر صاف کرنے لگا کیونکہ ان میں دیوار کا چونا لگ گیا تھا۔

اور یہ حقیقت تھی کہ دیوار پر سر کی بجائے اس کے ہاتھ ہی پڑتے رہے تھے۔ مگر اس انداز میں کہ وہ شاداں کو سر ٹکراتا ہی نظر آتا رہا تھا۔

قدموں کی آواز دور ہوتی گئی.... اور اس راہداری میں بدستور سناٹا ہی رہا۔

عمران نے اس کمرے میں جھانکا جہاں شاداں گئی تھی۔ لیکن کمرہ خالی تھا اور دوسری طرف کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس طرف بھی ایک راہداری تھی اور دوسرا دروازہ اسی میں کھلتا تھا۔

عمران چند لمحے وہیں کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر آگے بڑھ گیا۔

(۱۵)

یہ دوسری شام کی بات ہے.... شاداں اور عمران عقبی پارک میں تنہا تھے.... وہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں ان پر کسی اور کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی! ان کے چاروں طرف مالتی کی قدِ آدم جھاڑیاں تھی.... لیکن یہ جگہ ایسی بھی نہیں تھی.... کہ دیکھ لئے جانے پر انہیں کسی قسم کی

پریشانی ہوتی.... یہاں سینچائی کے لئے ایک بہت بڑا حوض بنایا گیا تھا.... اور اس میں کنول تیرتے رہتے تھے۔ ہنسوں کا ایک جوڑا بھی رہتا تھا جس کے پر کاٹ دیئے گئے تھے۔

بہر حال یہ جگہ بڑی پر فضا تھی.... مگر مالتی کی خودرو جھاڑیوں نے اس کے گرد احاطہ کر رکھا تھا اس لئے بادی النظر میں یہ حصہ پارک سے غیر متعلق معلوم ہوتا تھا۔

"اس حوض کی گہرائی کتنی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی! کیوں؟" شاداں بولی۔

"کاش یہ اتنا گہرا ہو کہ میں ڈوب سکوں۔"

"تم بالکل گدھے ہو کیا؟"

"نہیں تو.... بالکل گدھا تو پہلی بار آپ کہہ رہی ہیں۔ ورنہ عام طور پر لوگ بالکل الو کہ ہیں! اور والد صاحب تو کبھی کبھار الو کا پٹھا بھی کہہ دیا کرتے تھے.... خیر اسے چھوڑیئے۔ میری بات کا جواب دیجئے۔ آپ مجھ سے محبت کریں گی یا نہیں؟"

"اس سے پہلے بھی .... تمہیں کسی نہ کسی سے محبت کرنے کا اتفاق ضرور ہوا ہوگا۔"

شاداں اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"نہیں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا.... "کبھی نہیں.... پہلی بار دو روحوں کا.... وہ ہے.... کیا کہتے ہیں.... ملاپ ملاپ!.... اور کیا کہا جاتا ہے.... مجھے نہیں معلوم.... میں کہیں پڑھا تھا اس وقت یاد نہیں رہا.... میرا ایک دوست کہہ رہا تھا کہ بعض لوگ جدائی ک راتوں میں تارے گنتے گنتے اکاؤنٹنٹ ہو جاتے ہیں۔"

شاداں بے ساختہ ہنس پڑی۔

"آپ میری لاش پر بھی ہنسیں گی۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔

شاداں یک بیک سنجیدہ ہوگئی.... اس کی پیشانی کی وہ تکبر آثار شکن اس وقت نہ جا کہاں غائب ہوگئی.... جس کی بناء پر بعض لوگ اس سے مخاطب ہونے کی بھی ہمت نہ کرسکتے تھے آخر اس نے سر جھکائے ہوئے دبی آواز سے کہا "اس کا انجام سوچ لیا ہے؟"

"ہاں! میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے!"

شاداں خاموش ہوگئی اور عمران بڑبڑاتا رہا "اردو کے ایک بہت بڑے شاعر کے ابا میاں

سے بچپن میں کہا کرتے تھے.... بیٹا عشق کرو.... عشق جلاتا اور عشق بناتا ہے حالانکہ میرے ڈیڈی نے کبھی مجھے عشق کرنے کو نہیں کہا لیکن میں اپنے بچوں سے ضرور کہوں گا۔"

شاداں پھر اسے گھورنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عمران اس کا مذاق اڑا رہا ہے یا وہ سنجیدہ ہے۔

"میں سمجھتا ہوں.... کہ آپ کیوں گھور رہی ہیں.... میں کہنا کچھ چاہتا ہوں.... نکلتا کچھ ہے.... میرا دل چاہتا ہے کہ میں اچھی اچھی.... پیاری پیاری باتیں کروں آبشاروں اور سبزہ زاروں کی باتیں.... چاند اور ستاروں کی باتیں.... نیلے وسعتوں کے آسمان بیکراں ہائیں".... عمران خاموش ہوگیا پھر آہستہ سے بولا.... "نہیں یاد آتا کہ اور کیا کہنا تھا مجھے.... بس میں آپ سے محبت کرتا ہوں...."

"خوب.... شاداں مسکرائی.... "کیا لکھ کر رٹنے کی کوشش کی تھی....!"

عمران نے بڑی سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بولا "میرا حافظہ بہت کمزور ہے.... کہئے تو پڑھ کر سنا دوں۔"

جیب سے ایک مڑا تڑا کاغذ نکال کر زمین پر پھیلانے لگا۔ شاداں ہنستی ہوئی اور قریب کھسک آئی.... عمران پڑھنے لگا۔

"نیلے آسمان کی بیکراں وسعتوں کی باتیں.... دو محبت کرنے والے دلوں سے ستارے گزرتے ہیں اور بیتے دنوں کی یادیں چاندنی بن کر روح کے عظیم ویرانوں پر پھیل جاتی ہیں.... اچھا آگے چلئے.... یہ دوسری کتاب سے نقل کیا تھا.... صبح کا سہانا وقت تھا چڑیاں چہچہا رہی تھیں.... یہاں دراصل گدھے نے لکھا تھا کہ طیور نغمہ سرائی کر رہے تھے.... لیکن آپ خود بتائیے کتنی بے تکی بات ہے.... نغمہ سرائی کے معنے ہیں گیت گانا.... کیا کوئی چڑیا گیت گا سکتی ہے یعنی کہ "مان مرا احسان ارے نادان کہ میں نے تجھ سے کیا ہے پیار.... ہرگز نہیں گا سکتی.... خدا اس جھوٹے کا بیڑا غرق کرے بھولی بھالی پبلک کو الو بناتا ہے۔"

"کون؟...." شاداں نے ہنس کر پوچھا۔

"وہی.... مصنف...." عمران کاغذ کے پرزے اڑاتا ہوا بولا۔ "ہاں تو آپ کیا کہتی ہیں؟ مجھ سے محبت کریں گی یا نہیں؟"

"آپ باتیں کرتے ہیں یا لٹھ مارتے ہیں۔" شاداں جھنجھلا کر بولی۔

عمران نے ایک طویل سانس لی اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

شاداں اٹھ کر جانے لگی۔ عمران نے لپک کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

"میں مر جاؤں گا۔" عمران گڑگڑایا۔

"تم بدھو ہو!" شاداں ہنسی سے دوہری ہو گئی۔

"کلک!...." ایک ہلکی سی آواز آئی۔

اور شاداں اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کوئی.... یہاں کوئی تھا...." وہ آہستہ سے بولی۔

"اونہہ.... ہوگا!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "دو محبت کرنے والوں پر فرشتوں کا سایہ ہوتا ہے! اللہ مالک ہے...."

"تمہارا دماغ خراب ہے...." شاداں نے کہا.... اور اُدھر ہی بڑھتی چلی گئی۔ جدھر سے آواز آئی تھی۔

عمران بھی اٹھا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا.... مگر نزدیک و دور کوئی بھی نہیں تھا۔

"داؤد صاحب بہت شکی آدمی ہیں!" شاداں نے آہستہ سے کہا۔

"زیادہ گڑبڑ کریں گے تو میں انہیں قتل کر دوں گا!" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ.... ہو...." شاداں اسے غور سے دیکھنے لگی۔

(۱۶)

کیپٹن فیاض نے داؤد کے مہمان خانے میں اودھم مچا رکھی تھی.... اس وقت اس کے ساتھ فگارو کا منیجر بھی تھا داؤد کا چہرہ غصہ سے سرخ نظر آ رہا تھا.... اس کے سارے ہی مہمان اس سے خفا نظر آ رہے تھے.... داؤد پہلے بھی اپنی پوزیشن صاف کرنے کے سلسلے میں بہت کچھ کہہ چکا تھا.... اور اب بھی وہ وقتاً فوقتاً بولتا جا رہا تھا۔

"یہ شراب کا اسمگلر ہے!" وہ فگارو کے منیجر کی طرف اشارہ کر کے دہاڑا" اس نے اسی لئے میرے لانچ حاصل کرنے چاہے تھے۔ میں نے انکار کر دیا۔ اس پر یہ بکھیڑا اٹھایا گیا ہے۔"

"میں کالا چور ہوں.... داؤد صاحب!" فگارو کے منیجر نے کہا" لیکن اسے ثابت کئے بغ

مجھے پھانسی نہیں ہو سکتی.... میں نے کپتان صاحب کو وہی بتایا ہے جو مجھے کرار سے معلوم ہوا تھا.... ایک میں ہی نہیں.... کرار صاحب نے اپنے ایک ملازم سے بھی تذکرہ کیا تھا!"

"تو پھر بتاؤ نا.... وہ کون ہے؟" داؤد غرایا۔ "بتاؤ میرے مہمانوں میں سے کون ہے جس کا ہاتھ کرار کے قتل میں ہو سکتا ہے۔"

"یہ میں نہیں جانتا! مجھے جتنا علم تھا میں نے کپتان صاحب کو اس سے آگاہ کر دیا!" فگارو کے منیجر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"آپ لوگ براہِ کرم خاموش رہیں!" فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ فرداً فرداً وہ سارے مہمانوں سے سوالات کر رہا تھا۔

"کرار کا قاتل میں ہوں!" اچانک دروازے کی جانب سے آواز آئی۔ کیپٹن فیاض چونک کر مڑا۔ اور اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آنے لگے.... عمران تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ پانچ آدمی اور بھی تھے اور ان کے جسموں پر فوجی وردیاں تھیں۔

"تم یہاں کیسے!" کیپٹن فیاض نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"تم کمرے سے نکل جاؤ!" عمران نے کہا.... پھر چاروں طرف دیکھتا ہوا انگریزی میں بولا

"جواد اکرم اور داؤد کے علاوہ اور سب لوگ کمرے سے چلے جائیں!"

ساتھ ہی اس نے اپنے آدمیوں کو کچھ اشارہ کیا اور ان میں سے دو فوجی جواد اکرم کے قریب پہنچ گئے۔ جواد اکرم.... سنجیدہ ترین آدمی.... جو داؤد کے مہمانوں میں ایک خاص قسم کی شخصیت کا مالک تھا۔

وہ اس طرح کھڑا تھا جیسے چند ناسمجھ بچوں میں کوئی فلاسفر!

"ہمارا شکار یہی ہے!" عمران نے ان دونوں فوجیوں سے کہا.... جو جواد اکرم کے اِدھر اُدھر کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کے بازو پکڑ لئے۔

"اس بیہودگی کا مطلب....؟ جواد عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"دن کو نہیں سمجھ میں آئے گا مطلب" عمران نے سر ہلا کر کہا "تم تورات کے شہزادے ہو نا!"۔

داؤد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کبھی عمران کو دیکھتا تھا اور کبھی جواد اکرم کو۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جواد اکرم جیسا آدمی بلیک میلر بھی ہو سکتا ہے.... اور بلیک میلر بھی کیسا جس سے

سارا فرانس تھراتا تھا۔ جس سے جنوبی افریقہ کے بڑے لوگ بری طرح خائف تھے۔ وہ اسے آج سے نہیں تقریباً پچیس سال سے جانتا تھا اور دونوں کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ داؤد کسی حد تک اس کا احترام بھی کرتا تھا۔

"فیاض یہاں سے چلے جاؤ۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "اس کیس کا تعلق براہِ راست محکمہ خارجہ سے ہے! اور میں.... مجھے تو تم جانتے ہی ہو کہ میں محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر ہوں۔"

اچانک جواد اکرم جست کر کے ان دونوں فوجیوں کے درمیان سے نکل گیا اور اب اس کے دونوں ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔" وہ غرایا۔

"فیاض باہر جاؤ!" عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"تم سب باہر جاؤ.... جاؤ ورنہ...." جواد اکرم نے کہا.... اور عمران پر فائر کر دیا.... لیکن عمران غافل نہیں تھا.... وہ ایک طرف لڑھک گیا.... اور گولی فگارو کے منیجر کی ران میں لگی.... وہ چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا.... دوسرے لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ایک ایک کر کے باہر نکلنے لگے.... پہل فیاض ہی نے کی تھی.... عمران رینگتا ہوا ایک الماری کی اوٹ میں ہو گیا۔ جواد اکرم لوگوں کو باہر جاتے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر عمران پر نہیں پڑی۔ ایک ایک کر کے وہ سب کمرے سے نکل گئے۔ آخری آدمی کے ساتھ ہی وہ دروازے تک گیا۔ آخری آدمی داؤد کا ایک مہمان تھا.... اچانک باہر سے کسی نے فائر کر دیا.... کمرے میں ایک چیخ گونجی.... داؤد کا وہ مہمان فرش پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ باہر سے پھر بیک وقت کئی فائر ہوئے۔ لیکن جواد نے اتنی دیر میں ایک میز گرا کر پوزیشن لے لی تھی۔ وہ بھی اس کی آڑ سے فائر کرنے لگا۔ لیکن وہ اس سے بے خبر تھا کہ خود اس کی موت آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔

عمران بلیوں کی طرح گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

جواد کا ایک ریوالور خالی ہو چکا تھا۔ اس نے اسے فرش پر ڈال کر بائیں ہاتھ کا ریوالور داہنے میں سنبھالا ہی تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ ریوالور جواد کے ہاتھ سے نکل گیا.... اور پھر اسے سنبھلنے کی مہلت نہ مل سکی۔ عمران نے اپنی بائیں کلائی اس کی گردن میں جما دی تھی اور داہنے ہاتھ سے داہنی کنپٹی پر گھونسے مار رہا تھا۔ کمر پہلے ہی ٹانگوں میں جکڑی جا چکی تھی۔ بالکل

ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی کیکڑا اپنے شکار سے چمٹ گیا ہو۔ جواد ہل بھی نہیں سکتا تھا۔

پھر وہ بیہوش ہو گیا۔ کیونکہ اس کی کنپٹی پر کم و بیش ایک درجن گھونسے پڑ چکے تھے۔ گری ہوئی میز کی آڑ ہونے کی بناء پر باہر والوں کو علم نہ ہو سکا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

دفعتاً عمران بیہوش مجرم کو فرش پر چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"سیٹھ داؤد میرے آدمیوں کے علاوہ اور کوئی اندر نہیں آئے گا۔" اس نے کہا۔ اس کے پانچ ساتھی اور داؤد اندر آ گئے۔ عمران کے کہنے پر دروازہ بند کر دیا گیا۔ داؤد کے جس مہمان کے گولی لگی تھی ٹھنڈا ہو چکا تھا اور فگارو کا منیجر زخمی حالت میں بیہوش پڑا تھا۔

"یہ کس کمرے میں مقیم تھا مسٹر داؤد!" عمران نے پوچھا۔

"یہ.... اسی کا.... کمرہ ہے۔" داؤد بولا۔

"یقین ہے آپ کو؟ یعنی اس کا سارا سامان اسی کمرے میں ہے۔"

"جی ہاں! یہ کمرہ اسی کے لئے تھا۔ یہ یہاں تنہا رہتا تھا!"

"شروع ہو جاؤ" عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا اور انہوں نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

اور عمران بیہوش مجرم پر جھک پڑا اس نے سب سے پہلے اس کے جسم سے وہ کیمرہ الگ کیا جسے وہ اپنے شانے سے لٹکائے ہوئے تھا۔ پھر اس کی جیکٹ کا زپ کھینچ کر سینہ ننگا کر دیا اور اس طرح اس کے جسم کو ٹٹولنے لگا جیسے اسے کسی چیز کی تلاش ہو.... تقریباً دو منٹ تک وہ یہی کرتا رہا، پھر اسکے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ بنیان کے نیچے اس کے سینے پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

وہ کچھ اسی قسم کی بینڈیج تھی جیسے وہ اس کے سینے یا پسلی کی کوئی ہڈی ٹوٹ جانے پر کی گئی ہو.... جب وہ پٹیاں اس سے نہ کھلیں تو وہ انہیں قلم تراش چاقو سے کاٹنے لگا۔ داؤد بے حس و حرکت کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کبھی اس کی بے چین اور خوفزدہ آنکھیں تلاشی لینے والوں کی طرف اٹھ جاتیں اور کبھی عمران کی طرف! اور پھر اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ بیہوش ہو کر گر جائے گا ایسا ہو بھی جاتا، مگر اس نے بڑی پھرتی سے گری ہوئی میز کا گوشہ تھام لیا تھا۔ اس کی وجہ شاید وہ لفافے تھے، جو بیہوش مجرم کے سینے پر بندھی ہوئی پٹیوں کے نیچے سے برآمد ہوئے تھے۔

یہ واٹر پروف کپڑے کے سربمہر لفافے تھے اور ان کی تعداد پانچ تھی۔

"ہتھکڑیاں کس کے پاس ہیں؟" عمران نے اپنے آدمیوں کو مخاطب کیا۔

"میرے پاس!" ایک نے کہا۔

"ہتھکڑیاں لگا دو.... اور اسے یہاں سے لے چلو!" عمران بولا "اور یہ لاش.... یہ زخمی.... ان کے لئے کوتوالی فون کردو.... تلاشی کے لئے صرف دو آدمی کافی ہیں.... کیپٹن ریڈ اور لیفٹیننٹ خان.... تم ٹھہرو گے!"

"بہتر جناب!"

(۱۷)

کمرے سے لاش، مجرم اور زخمی ہٹائے جا چکے تھے.... داؤد دیوار سے لگا کھڑا تھا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں کسی قسم کی کشمکش سی جاری ہے! اس کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے اور ان میں نیلاہٹ سی دوڑ گئی تھی۔

"سیٹھ داؤد!" عمران آہستہ سے بولا "تم ڈر رہے ہو!"

"ہاں! میں ڈر رہا ہوں!" داؤد نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔ "پہلے میرا راز ایک بلیک میلر کے قبضے میں تھا.... اور اب وہ.... ایسے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے کہ اس کی پبلسٹی بھی ہو سکتی ہے۔"

"میرے پاس تمہارا کوئی راز نہیں ہے۔" عمران بولا۔

"ہے مسٹر عمران.... آپ نے جو لفافے برآمد کئے ہیں۔ ان میں سے یقیناً ایک میرے معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا "ان میں سے ہر ایک پر کسی نہ کسی کا نام تحریر ہے۔ لیکن مجھے تمہارا نام کہیں نظر نہیں آیا۔"

"عادل کریم.... میرا مطلب ہے! کیا اس نام کا بھی کوئی لفافہ نہیں ہے؟"

"ہاں ہے تو!" عمران اسے گھورنے لگا۔

"جی ہاں۔ بس وہی ہے۔"

"مگر تمہارا نام تو داؤد ہے۔"

"میرے چھوٹے بھائی کا نام ہے.... عمران صاحب دو زندگیاں برباد ہو جائیں گی۔" داؤد نے گلوگیر آواز میں کہا اور پھر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

عمران خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "تم یہ لفافہ لے سکتے ہو.... لیکن اگر اس نے عدالت میں اس کے متعلق کچھ کہا تو....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا.... کہ کیا ہو گا.... مجھے بچائیے عمران صاحب! مجھ سے ایک اخلاقی جرم سرزد ہوا تھا.... مجھے بچائیے!"

"لفافہ اٹھا لو...." عمران نے لفافہ اس کے سامنے ڈال دیا۔

داؤد لفافہ اٹھانے کے لئے جھکا اور اسے اٹھاتا ہوا دوسرا ہاتھ عمران کے پیر پر رکھ کر بولا۔

"یہ پاؤں ہمیشہ میری گردن پر رہے گا.... میں نے اس لفافے کی قیمت تین لاکھ لگائی تھی وہ رقم ہر وقت آپ کی ہے...."

"شکریہ!" عمران نے کہا "اگر میں تمہارے کام کے لئے یہاں آیا ہوتا تو یقیناً یہ رقم میری ہوتی.... مگر میں خود اس کی تلاش میں تھا.... اسی دوران میں تھیلما آ ٹکرائی...."

"نہیں وہ تو آپ کو لینی ہی پڑے گی!" داؤد نے کہا۔

لیکن عمران اسے وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

(۱۸)

"جناب!" عمران سر سلطان سے کہہ رہا تھا "اب میرے پاس تین لفافے اور ہیں! وہ بھی یہیں کی تین بڑی شخصیتوں سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ان پر ان کے نام اور پتے درج ہیں۔ جس طرح میں نے آپ کے نام کا لفافہ کھولے بغیر آپ کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح انہیں بھی.... مگر نہیں، بہتر یہی ہے کہ میں انہیں نذرِ آتش کر دوں۔"

"مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں! جو تمہارا دل چاہے کرو!" سر سلطان بولے "مگر عمران تم نے اسے پکڑا کیسے؟"

"یہ نہ پوچھئے جناب تو بہتر ہے! مجھے اس کے لئے ایک بہت ہی ذلیل قسم کی حرکت کرنی پڑی ہے!"

"یعنی؟"

"اف! آپ پوچھ کر ہی رہیں گے! لیکن اگر کہیں والد صاحب کو اس کا علم ہو گیا تو مجھے عاق ہی کر دیں گے!"

”بتاؤ نہیں تو مارتا ہوں چانٹا!“

”مجھے داؤد کی بیوی سے.... وہ کرنا پڑا تھا۔“

”کیا....؟“

”وہی....!“

”کیا بکتے ہو؟“

”جی ہاں عشق....!“ عمران شرما کر بولا ”پتہ نہیں یہ ایکٹنگ تھی یا حقیقت!“

”کیا مطلب؟“

”بلیک میلر ہر وقت مواد کی تلاش میں رہتا ہے۔ میں نے سوچا کیوں نہ اسی لائن پر تجربہ کیا جائے۔ لہٰذا میں نے داؤد کی بیوی میں دلچسپی لینی شروع کردی.... اور ساتھ ہی اس کا جائزہ بھی لیتا رہا کہ ہم دونوں میں کون زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔ پینگیں بڑھتی رہیں.... اور ایک آدمی سائے کی طرح ہم دونوں کے پیچھے لگا رہا۔ یہ جواد اکرم تھا.... پھر پرسوں اس نے چھپ کر ہم دونوں کی تصویر لے ڈالی جس میں ہم دونوں بظاہر مشتبہ حالت میں نظر آتے ہیں لیکن حقیقت صرف اتنی تھی کہ میں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے تھے اور وہ ہنستے ہنستے دوہری ہو کر مجھ پر جھک آئی تھی.... یہ تصویر اس کیلئے بڑی منفعت بخش ثابت ہوتی۔ وہ داؤد کے ساتھ ہی ساتھ اس کی بیوی کو بھی بلیک میل کر کے بڑی بڑی رقمیں اینٹھنا شروع کردیتا۔ بہرحال میں اس سے واقف تھا کہ تصویر لینے والا جواد اکرم ہی تھا کیونکہ وہ شروع ہی سے ہمارا تعاقب کرتا ہوا جھاڑیوں تک پہنچا تھا۔“

پھر عمران نے اپنے اس عشق کی داستان تفصیل کے ساتھ دہرائی اور خاموش ہو گیا۔

”عمران!“ سر سلطان سنجیدگی سے بولے ”واللہ تم بلا کی کھوپڑی رکھتے ہو۔ بھلا اس کے علاوہ اور کیا تدبیر ہو سکتی تھی!“

”نہیں جناب! یہ نہ کہیے۔ میں اسے ہر حال میں گرفتار کر لیتا۔ اگر وہ بلیک میلر ثابت نہ ہوتا تب بھی میں اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک سازشی بھی تھا۔ بعض بین الاقوامی سیاسی سازشوں میں بھی اس کا ہاتھ رہ چکا ہے اور اس کی تصویر اس حیثیت سے پہلے ہی میرے محکمے کے پاس پہنچ چکی تھی!“

”آہا.... آہا....“ سر سلطان مضطربانہ انداز میں بولے ”اب معاملہ بالکل صاف ہو گیا!“

”میں نہیں سمجھا۔“

”وہ مجھ سے چند اہم دستاویزات کی نقلیں چاہتا تھا اور وہ دستاویزات بین الاقوامی ہی نوعیت کی ہیں!“

”اگر آپ یہ بات پہلے بتا دیتے تو مجھے داؤد کی بیوی سے عشق کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کرنی پڑتی.... ذرا سوچئے تو.... اگر اس نے اپنا عشق برابر جاری رکھا تو کیا ہو گا! میں کہاں جاؤں گا.... اللہ رحم!“

”مت بکو!“

عمران خاموش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”حقیقتاً کرار اسے پہچانتا تھا۔ ورنہ جواد اسے قتل نہ کرتا.... اس طرح اس نے ایک تیر سے دو شکار کئے۔ ایک طرف ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو اسے پہچانتا تھا اور دوسری طرف آپ کو خوفزدہ کر دیا۔ یعنی یہ ظاہر کرنا چاہا اگر اس کا مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو وہ سب کچھ کر گزرے گا۔ ظاہر ہے جو آدمی دن دہاڑے ایک آدمی کو قتل کر کے آپ کے پائیں باغ میں ڈال جائے۔ وہ آپ کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس نے آپ پر اپنا رعب بٹھانا چاہا تھا پھر فگارو کے مینیجر کو فون کرانے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ کرار کو تلاش کرتا ہوا آپ کے بنگلے تک آئے۔ اتنی دیر میں لاش یقیناً دریافت کی جا چکی ہو گی اور وہ اپنے بیان میں یہ کہے کہ کرار نے اسے آپ ہی کے بنگلے سے فون کیا تھا۔ آپ بری طرح پھنس جاتے.... جناب! اور الو والی بات تو آپ کسی سے کہہ ہی نہ سکتے۔ کیونکہ اس کے پاس آپ کے خلاف کوئی ٹھوس قسم کا مواد موجود تھا۔“

”بالکل یہی بات ہے.... عمران....“ سر سلطان ایک طویل سانس لے کر بولے ”میں ہمیشہ تمہارا شکر گزار رہوں گا.... ہاں.... اور یہ بھی سن لو کہ تم اب محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے نکل بھاگنے کی کوشش نہیں کرو گے!“

”میں وعدہ نہیں کر سکتا جناب! کیونکہ بعض اوقات میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے جسم ہی سے نکل بھاگوں! خصوصاً اس وقت جب میرے ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی ہی چلی جاتی ہے آہا! خوب یاد آیا! اس کیس کی کامیابی کا سہرا دراصل اس لڑکی کے سر ہے جو مجھے اکثر فون پر بور کیا کرتی ہے۔“

سر سلطان کے استفسار پر عمران نے وہ داستان بھی شرما شرما کر دہرائی اور پھر کچھ د

خاموش رہ کر بولا.... "اس نے بار بار رنگ کر کے کچھ ایسی اودھم مچائی تھی کہ آپ کے اور فگارو کے فون کا سلسلہ میرے فون سے آملا...."

سر سلطان بڑی دیر تک ہنستے اور عمران کو برا بھلا کہتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ شادی نہ کر کے اپنی زندگی برباد کر رہا ہے۔

(۱۹)

داؤد کو کبھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمران نے جواد اکرم پر کس طرح قابو پایا تھا۔ اس نے بارہا عمران سے پوچھا۔ لیکن عمران ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال گیا کہ وہ ایک سرکاری راز تھا!

اور شاداں بیچاری تو عمران کا دوسرا روپ دیکھ کر پہلے ہی سہم گئی تھی۔ اس کی ہمت ہی نہیں پڑی کہ وہ عمران سے دوبارہ ملتی! لہٰذا اس مضحکہ خیز عشق کی داستان بھی جہاں تہاں رہ گئی۔

البتہ وہ نامعلوم لڑکی اب بھی عمران کو فون پر بور کرتی رہتی ہے.... اور عمران کا خیال ہے کہ اگر اس نے کچھ دن اور چھیڑ چھاڑ جاری رکھی تو وہ پاگل ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگے گا۔ کیونکہ اکثر وہ اس کے کاموں میں بھی حارج ہونے لگتی ہے۔

ویسے اب عمران نے بھی ایک نئی حرکت شروع کر دی ہے۔ اس نے ایک کتے کا پلا پال لیا ہے۔ جب بھی اس نامعلوم لڑکی کا فون آتا ہے وہ کتے کے پلے کا منہ ماؤتھ پیس کے سامنے کر کے اس کی دم اینٹھ دیتا ہے۔

﴿ختم شد﴾

عمران سیریز نمبر 9

دھوئیں کی تحریر

(مکمل ناول)

پیشرس

اب "دھوئیں کی تحریر" پڑھیے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ عمران کو ایک خاص ڈھب پر لے آؤں۔ آپ اس بار عمران کو نئے روپ میں دیکھیں گے اور یہ اس کا مستقل روپ ہوگا۔ عمران ابھی تک تجرباتی دور میں تھا! مگر اب وہ کسی حد تک ایک مخصوص فریم میں فٹ ہوگیا ہے! بہت جلد آپ اسے بھی کرنل فریدی ہی کی طرح ایک منفرد رنگ میں دیکھیں گے۔

آپ ہر ماہ میرے کم از کم دو مختلف ناول ضرور پڑھتے ہیں۔ وہ اچھے ہوتے ہوں یا بُرے آپ کو ان کا انتظار رہتا ہے....! اور مجھے ان پر آپ کی تنقید کا انتظار رہتا ہے۔

مجھے آپ کے خطوط ملتے ہیں اور میں آپ کے مشوروں سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہر ماہ مجھے سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچئے اگر میں ہر ایک کو الگ الگ جواب لکھنے بیٹھوں تو پھر آپ کے لئے ناول کون لکھے۔ اس لئے اگر آپ کو ذاتی نوعیت کے خطوط کے جواب نہ ملیں تو اسے میری بداخلاقی پر محمول نہ کیجئے! بلکہ مصروف سمجھ کر معاف کردیجئے۔

اب رہا میری تصویر کا مسئلہ یہ میرے لئے بڑا مضحکہ خیز ہے! اس سلسلے میں جو خطوط موصول ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر بے تحاشہ ہنستا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے "تصویر ذرا اچھی کھنچوانی چاہئے تھی۔!

کل آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذرا اپنے چہرے پر سفیدی کرا کے کسی آرٹسٹ سے پھول اور پتیاں بھی بنوالیجئے لیکن یہ آپ اسی وقت کہہ سکیں گے جب آپ مجھے قریب سے دیکھیں۔ خدا مجھے اس بُرے وقت سے محفوظ رکھے۔

بہرحال میں نے سیدھی سادھی تصویر کیوں پیش کی اس سلسلے میں ایک واقعہ سنا کر آپ کو بھی عبرت "پکڑانے" کی کوشش کروں گا! طالب علمی کے زمانے میں مجھے ایک شاعر کا جنون ہوگیا تھا۔ کلام تو تھا ہی "ظالم" اس کی تصویریں بھی بڑے غضب کی ہوا کرتی تھیں! جہاں بھی اس کی کوئی تصویر ملتی بڑے چاؤ سے فریم کرکے دیوار کی زینت بنا دیتا!.... لیکن ایک بار اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تو یقین کیجئے.... اگر میں خدانخواستہ شرابی ہوتا تو نشے کی ترنگ میں اسے اٹھا کر سڑک پر ضرور پھینک دیتا.... کچھ ایسا ہی غصہ آیا تھا....! بس جناب کیمرے کے سامنے بیٹھتے وقت مجھے یہی واقعہ یاد آگیا تھا.... اس لئے آپ کو کوئی آرٹسٹک پوز نہ مل سکا! ویسے یہ آپ کی زبردستی ہی تھی کہ مجھے اپنی تصویر دینی پڑی ورنہ میرا خیال ہے کہ تصویریں صرف راجکپور، دلیپ، نرگس، مدھوبالا کی چھپنی چاہئے۔ جنہیں پان والے بھی بڑے احتیاط سے فریم کرکے اپنی دکان کی زینت بناتے ہیں....! اور ادیبوں کی تصاویر کا.... کسی پروویژن اسٹور سے پاؤ بھر دال لے آیئے.... جس تھیلی میں دال ملے اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھئے! کسی نہ کسی ادیب یا شاعر کی تصویر آپ کو اس پر ضرور مل جائے گی۔!

ابن صفی



کیپٹن جعفری نے انسپکٹر والٹن کو چوتھا پگ پیش کیا۔ کیپٹن جعفری کے لئے بھی چوتھے پگ ک مطلب تھا چوتھائی بوتل۔ اس سے پہلے ہی وہ آدھی خالی کر چکے تھے او. یہ کوئی معمولی شراب ن تھی۔ دیسی ٹھرا تھا۔ انسپکٹر والٹن کے سینے اور حلق میں اُلّو ضرور بولنے لگے تھے لیکن اسے شا زندگی میں پہلی ہی بار اتنی تیز شراب پینے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر وہ چونکہ ایک عادی شرابی تھا ا لئے پیتا ہی چلا گیا۔

اس کا تعلق دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تھا اور وہ یہاں ایک بہت ہی اہم کام کے سلسلے م آیا تھا۔ محکمہ خارجہ کے سیکرٹ سروس کے ایک آفیسر کیپٹن جعفری سے اس کی پہلے کی ملاقا تھی۔ دوسری جنگ عظیم میں وہ دونوں ہی ایک یونٹ میں تھے اور والٹن بھی کیپٹن ہی تھا۔ جنگ کے اختتام پر اسے اسکاٹ لینڈ یارڈ میں جگہ مل گئی تھی اور کیپٹن جعفری اپنے یہاں۔ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس میں لے لیا گیا تھا۔

انسپکٹر والٹن کی آمد سرکاری نوعیت کی تھی۔ لیکن وہ جس کام کے لئے آیا تھا اس کے بار میں ابھی کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا۔

دراصل وہ براہِ راست چیف آفیسر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چیف آفیسر تھا کون؟ ش کیپٹن جعفری کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ رہا ہو۔ اس نے اس کے متعلق اتنا ضرور سن ر تھا کہ وہ کوئی معقول آدمی نہیں ہے۔ یہ بات اسے ان پانچ آفیسروں میں سے ایک نے بتائی جو اب اس محکمے میں نہیں تھے۔ انہیں دوبارہ ملٹری کی سروس میں بھیجا جا چکا تھا۔

کیپٹن جعفری کو اس کا علم بھی نہیں تھا کہ چیف آفیسر انسپکٹر والٹن سے ملنا پسند بھی کر

یا نہیں... اس بات کو تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ چیف آفیسر اس سے ملنے پر مجبور نہیں ہوگا اور نہ یہی ضروری تھا کہ والٹن کو اس کی مدد حاصل ہی ہو جائے۔ یہ چیف آفیسر کی اپنی مرضی پر منحصر تھا کہ وہ والٹن کی مدد کرتا یا نہ کرتا۔

والٹن کا کہنا یہ تھا کہ کام کی نوعیت سرکاری ہی ہے لیکن وہ نجی طور پر سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر کی مدد کا طالب ہے... یہ بات کیپٹن جعفری کی سمجھ سے باہر تھی۔ لیکن انسپکٹر والٹن نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

کیپٹن جعفری کم گھاگ نہیں تھا۔ اُسے پہلے ہی سے معلوم تھا۔ والٹن ایک عادی قسم کا شرابی ہے۔ لہٰذا اس نے اُسے ٹھرا پلانے کا پروگرام بنایا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ دیسی بیئر کہلاتی ہے اور کچھ ملائے بغیر پی جاتی ہے اور پینے والے اسے ایک پگ سے شروع کرتے ہیں اور اس کے بعد کے پگ انفرادی حیثیت سے پچھلے پگوں کی نسبت مقدار میں دوگنے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دوسرے پگ کا مطلب ہوگا دو پگ تیسرے کا چھ پگ اور چوتھے کا آٹھ پگ... لہٰذا چوتھے پگ پر والٹن کو بار کی چھت میں ستارے نظر آنے لگے... اور اسے بے تحاشہ اپنی محبوبہ یاد آگئی جس کی ماں نہ صرف بیوہ تھی بلکہ اس کی ایک ٹانگ زہر باد کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کے جسم سے الگ ہو گئی تھی۔ محبوبہ کے ساتھ اس کی ماں کی کٹی ہوئی ٹانگ بھی یاد آگئی اور والٹن نے رو دینے کا سامنہ بنایا۔

"کیوں ڈیئر کیا بات ہے...؟" کیپٹن جعفری نے پوچھا جو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بیچاری...!" والٹن ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔ کیپٹن جعفری چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اسے کہیں بھی کوئی "بیچاری" نظر نہ آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اب اس کی کھوپڑی آؤٹ ہو رہی ہے۔!

اس نے کہا۔ "ہاں... ہاں... بیچاری آگے کہو...!"

مگر... والٹن کی کھوپڑی آؤٹ ہو کر صرف اپنی محبوبہ کی مفلوج والدہ کے گرد ہی ناچنے لگی تھی۔ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بک گیا۔ لیکن کیپٹن جعفری کے ایک بھی پلے نہ پڑی اور پھر اسے اپنی حماقت پر غصہ آگیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اُس نے خواہ مخواہ یہ مصیبت مول لی۔ کیونکہ اب والٹن بُری طرح بہکنے لگا تھا۔ بہر حال اب کھیل تو بگڑ ہی چکا تھا۔ جعفری نے سوچا کیوں نہ براہِ راست اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو...؟" اس نے پوچھا۔

"اس بیچاری کے لئے... مجھے اپنے یہاں کے کسی فقیر سے ملاؤ... ایسا فقیر جو آسمان کی طرف رسہ اچھال کر اُس پر چڑھتا چلا جائے... مجھے ایک فقیر آج ملا تھا۔ میں نے اسے پانچ کا ایک نوٹ دیا تھا۔ لیکن وہ کٹی ہوئی ٹانگ واپس نہیں لا سکتا۔ اس نے کہا کہ میں جس فقیر کا اسسٹنٹ ہوں... وہ بڑا سور آدمی ہے۔!"

"اچھا اب خاموش ہو جاؤ...!" کیپٹن جعفری نے جھنجھلا کر کہا۔ "ورنہ...!"

"ورنہ کیا...!" والٹن آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا میں تم سے کمزور ہوں۔!" جعفری گو بہت زیادہ ڈاؤن نہیں تھا مگر تھا نشے ہی میں لہٰذا اسے والٹن کا لہجہ بہت بُرا لگا اور اسے غصہ آ گیا۔

"ایک ہی گھونسے میں تمہارا چہرہ جبڑوں سے محروم ہو جائے گا۔!"

"اوہ... یو... سوائین...!" والٹن نے دانت پیس کر ہاتھ گھما دیا۔ لیکن اُس کا ہاتھ جعفری کے چہرے پر نہیں پڑ سکا۔ کیونکہ دفعتاً ہال میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک چیخ تاریکی میں لہرائی اور کیپٹن جعفری کا نشہ ہرن ہو گیا۔ پھر اس نے قریب ہی کسی کے گرنے کی آواز سنی۔

چیخ سو فی صد والٹن ہی کی تھی اور وہ اس کے کانوں کے قریب چیخا تھا۔ اندھیرے میں شور و غل کی آوازیں ایک دوسرے سے ٹکراتی پھیلتی اور بڑھتی رہیں۔

اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔ "پوری لائن آف ہے۔!"

پھر کوئی دوڑتا ہوا آدمی جعفری کی کرسی سے ٹکرایا... اور وہ دونوں کرسی سمیت فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ کیپٹن جعفری نے اسے انگریزی میں گالیاں دیں۔ نشے کی حالت میں وہ کبھی اردو نہیں بولتا تھا... لیکن انتہائی غصے کے باوجود بھی اس نے ٹکرانے والے کو نکل جانے دیا۔ اگر وہ اجالے میں ٹکرایا ہوتا اور اچھی حیثیت کا آدمی ہوتا تو جعفری کے ہاتھوں پٹے بغیر نہ رہ سکتا۔ جعفری کم رتبہ آدمیوں پر ہاتھ اٹھانا کسر شان سمجھتا تھا۔

نشے میں بھی اسے اس بات کا خیال رہتا تھا۔ اُسے اس بات پر بڑا فخر تھا۔ کہ وہ ایک اچھے خاندان کا آدمی ہے۔ اس وقت تو وہ اور زیادہ خوش تھا کیونکہ ابھی ابھی اس نے انگلینڈ کے ایک خاندانی آدمی کے ساتھ شراب پی تھی۔ انسپکٹر والٹن دراصل سر ہنری والٹن کا پوتا تھا اور موجودہ سر گریس والٹن کا بھتیجا تھا۔

یک بیک ہال پھر روشن ہو گیا... اور لوگ اجالے میں بھٹک آنے والی چمگادڑوں کی طرح

چندھیائے چندھیائے سے معلوم ہونے لگے... لیکن جعفری کی آنکھوں کے سامنے تاریکی کا ایک گنجان سا دائرہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔ کیونکہ والٹن کو اس نے جس حال میں دیکھا۔ وہ اس کے خواب و خیال میں بھی آنے والی چیز نہیں تھی۔ وہ فرش پر اوندھا پڑا تھا اور اس کی پشت میں دونوں... شانوں کے درمیان ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

بار میں ہلڑ مچ گیا۔ والٹن ٹھنڈا ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے یہی بتایا... کیپٹن جعفری کا یہ عالم تھا جیسے اس نے ہفتوں سے شراب ہی نہ پی ہو۔

پولیس کو بیان دیتے ہوئے اس نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ نہ تو اس نے یہ بتایا کہ اس کا تعلق محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ہے اور نہ یہی ظاہر ہونے دیا کہ مقتول اسکاٹ لینڈ یارڈ کا کوئی سراغ رساں تھا اس کے بیان میں یہی تھا کہ اس کی اور مقتول کی دوستی بہت پرانی تھی کیونکہ وہ دونوں دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں کی طرف سے شانہ بشانہ لڑ چکے تھے۔ آج اتفاقاً دونوں کی ملاقات ہوئی اور جعفری نے اسے بار میں مدعو کر دیا۔ اس نے بتایا تھا کہ اسے والٹن کی جائے قیام تک کا علم نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ کیا بتا سکتا کہ اس کی کسی سے دشمنی تھی یا نہیں۔

پولیس نے اسے تقریباً پانچ گھنٹے تک روکے رکھا۔ بہر حال جعفری کے لئے یہ ایک سنسنی خیز تجربہ تھا۔ اس نے بموں اور گولیوں کی گونج میں بھی اپنی زندگی کا کچھ حصہ گزارا تھا۔ زخمیوں اور مرتے ہوئے آدمیوں کی چیخیں سنی تھیں۔ خود اپنے ہی ہاتھوں سے درجنوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ مگر والٹن کے اس حیرت انگیز قتل سے زیادہ وہ اور کسی چیز سے اتنا متاثر نہیں ہوا تھا۔ رات کا بقیہ حصہ اس نے جاگ کر گزارا۔



ٹھیک پانچ بجے اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیپٹن جعفری۔!"

"ہاں جعفری بول رہا ہے۔!" جعفری نے جواب دیا۔

"میں ایکس ٹو بول رہا ہوں۔!"

"اوہو چیف آفیسر صاحب... فرمائیے... جناب...!"

"کیا پچھلی رات تم اور والٹن تنہا ہی تھے...؟"

"جی ہاں جناب...!" جعفری اپنا سر کھجانے لگا... اور اس کی پیشانی پر دو تین موٹی موٹی شکنیں اُبھر آئیں۔

"کیا تمہارا بیان جو تم نے پولیس کو دیا ہے صحیح تھا۔!"

"نہیں جناب... بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں اسے اپنی موجودہ حیثیت کے متعلق کچھ بتاتا۔!"

"خیر... اس کے علاوہ...!"

"اور سب کچھ درست تھا۔!" جعفری نے جواب دیا۔

"اگر تم پچھلی رات نشے میں نہ ہوتے تو میں اسے تسلیم کرلیتا۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ دیکھئے... ج... جناب...!"

"اور ٹھرا پی رہے تھے۔ لعنت ہے تم دونوں پر... اگر پوسٹ مارٹم کرنے والوں نے معدے میں بچی کھچی شراب کی شناخت کرلی تو تم بڑی مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔"

"اوہ...!" جعفری کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"خیر یہ تم نے اچھا کیا کہ والٹن کی اصلیت بھی چھپا گئے۔!"

"آپ جانتے ہیں۔" جعفری نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔!"

"میرے خدا...؟" جعفری نے حیرت سے کہا۔ "پھر آپ اس سے ملے کیوں نہیں۔!"

"ایکس ٹو سے کوئی نہیں مل سکتا۔!" جواب ملا۔

"تو پھر آپ بھی یہ جانتے ہوں گے کہ وہ آپ سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔!" جعفری نے پوچھا۔

"ہاں میں یہ بھی جانتا ہوں... اچھا دیکھو... اب تم پولیس کے ہاتھ نہیں آؤ گے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے محکمہ کا کوئی آدمی عوام کی نظروں پر چڑھے کیا سمجھے۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ پولیس تمہارے چاروں طرف جال بن رہی ہے۔ بار کے منیجر نے اپنے بیان میں یہی لکھوایا ہے کہ تم گو کہ اس کے پرانے گاہک ہو۔ مگر کل تم نے بار سے شراب نہیں طلب کی تھی۔ اگر میزیں وغیرہ نہ الٹی ہوتیں تو پولیس تمہاری میز پر ٹھرے کی بوتل ضرور پاتی اور پھر تمہیں گھر تک پہنچنا نصیب نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ بات حیرت انگیز تھی۔

تم ایک انگریز کو دیسی ٹھرا پلا رہے تھے۔ مگر اب پوسٹ مارٹم کی رپورٹ جیسے ہی پولیس کے ہاتھوں میں پہنچی... تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا ہوگا۔ لہٰذا اجالا پھیلنے سے پہلے ہی اپنی قیام گاہ چھوڑ دو۔ لیکن اگر تمہارے کاغذات میں سے ایک بھی وہاں رہ گیا تو... آہا... ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں۔!"

"ٹھائیں...!" اچانک ایک فائر ہوا... اور گولی سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔ ریسیور جعفری کے ہاتھ سے چھوٹ گیا... اور اس نے بے تحاشہ کھڑکی سے باہر چھلانگ لگادی۔ کھڑکی زمین سے زیادہ اونچی نہیں تھی۔ پھر بھی اس کے داہنے پیر میں کافی چوٹ آئی۔ اب وہ سڑک پر تھا۔ کھڑکی سے پھر ایک فائر ہوا۔ اس بار بھی جعفری بال بال بچا۔ سردیوں کے دن تھے۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ جعفری نے ایک گلی میں گھس کر دوڑنا شروع کردیا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب میں دوڑ رہا ہو۔ جعفری بزدل نہیں تھا۔ لیکن وہ اندھیرے میں چلائی جانے والی گولیوں سے بہت ڈرتا تھا۔



کیپٹن خاور گہری نیند میں تھا... ٹھیک پانچ بجے اس کے سرہانے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی اور خاور اس طرح اچھل کر کھڑا ہوگیا جیسے اسے اس کا انتظار ہی رہا ہو... اس کی نیند کچھ ایسی ہی ہوتی تھی۔ وہ ہمیشہ گہری نیند سوتا تھا۔ لیکن کوئی معمولی سی آواز بھی اسے جگا سکتی تھی۔

"ہیلو...!" وہ ماؤتھ پیس میں حلق پھاڑ کر چیخا۔

"ایکس ٹو سپیکنگ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ... یس سر... گڈ مورننگ سر...!" کیپٹن خاور بوکھلا گیا۔

"مورننگ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دیکھو... کیپٹن خاور... کیپٹن جعفری خطرے میں ہے۔ اس کے مکان پر فوراً پہنچو... اس کے کاغذات کی حفاظت ضروری ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ پولیس کے قبضے میں جائیں۔ جلدی کرو۔ اُجالا ہونے سے پہلے ہی تمہیں وہاں سے واپس آجانا ہے۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ خاور نے تیزی سے کپڑے پہنے اور میز کی دراز سے ریوالور نکال کر جیب میں ڈالتا ہوا باہر نکل آیا موٹر سائیکل سائبان کے نیچے موجود تھی۔ پس پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح کیپٹن جعفری کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ سڑکیں

سنسان پڑی تھیں۔اس لئے چوراہوں پر روک لئے جانے کا بھی خدشہ نہیں تھا۔ موٹر سائیکل گویا فضا میں تیرتی چلی جارہی تھی۔

پھر اس کا انجن جعفری کے مکان کے سامنے ہی پہنچ کر بند ہوا۔ موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے کیپٹن خاور درانہ اندر گھستا چلا گیا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

”خبردار!“ اچانک ایک کمرے سے آواز آئی۔ ”جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے پولیس۔“ لیکن خاور اتنا احمق نہ تھا کہ ایسے فقروں میں آجاتا۔اگر پولیس اندر موجود تھی تو باہر بھی کسی نہ کسی کو ہونا چاہئے تھا اور کوئی نہیں تو ایک کانسٹیبل ہی صدر دروازہ پر نظر آگیا ہوتا۔

کیپٹن خاور نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ بند دروازے کی طرف کر دیا۔ اسی دروازے کی دوسری طرف کسی نے اسے مخاطب کیا تھا اور اس دروازے کے شیشوں میں روشنی بھی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ لہٰذا جو کوئی بھی اندر تھا اندھیرے ہی میں تھا کیپٹن خاور نے آگے بڑھ کر ایک زوردار ٹھوکر دروازے پر رسید کی۔ دروازہ کھل گیا ساتھ ہی ایک شعلہ سا سنسناتا ہوا اس کے داہنے کان کے قریب سے گذر گیا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ اندر گہری تاریکی تھی اور سناٹے کا یہ عالم تھا جیسے چند لمحات پیشتر نہ تو کوئی فائر ہوا ہو اور نہ کسی کے قدموں کی چاپ ہی سنائی دی ہو۔

تقریباً تین یا چار منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ کیپٹن خاور چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رہا وہ اس مکان کے نقشے سے اچھی طرح واقف تھا اور جانتا تھا کہ جو کوئی بھی اس کمرے کے اندر ہے اس کے لئے فرار کی راہ اس دروازے کے علاوہ اور کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔

ورنہ وہ اتنا گاؤدی نہیں تھا کہ اس طرح وقت برباد کرتا۔

اچانک اندر سے روشنی کی ایک باریک سی لکیر باہر رینگ آئی۔ کیپٹن خاور اب بھی بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اس نے اپنی سانس تک روک رکھی تھی لیکن ریوالور کا رخ دروازے ہی کی طرف تھا۔ روشنی کی لکیر جلد ہی غائب ہو گئی شائد وہ کسی ننھی سی ٹارچ کی روشنی تھی جس کی شعاعیں پھیلتی نہیں تھیں۔

دوسرے ہی لمحے میں کوئی دبے پاؤں کمرے سے نکلا اور ساتھ ہی خاور کے ریوالور کی نالی اس کے جسم کے کسی حصہ سے جا لگی۔

”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ...!“ خاور نے آہستہ سے کہا۔

یہ کھلی ہوئی حماقت تھی۔ اندھیرے میں اس قسم کے اقدامات فضول ہی ہوتے ہیں بہر حال وہ گھونسہ خاور کی پیشانی ہی پر پڑا تھا جس نے اس کی آنکھوں میں ستارے بھر دیئے اور اسے چاروں طرف اُجالا ہی اُجالا نظر آنے لگا۔ مگر اس کے اوسان سلامت تھے۔ اس نے جوابی حملہ ریوالور کے دستے سے کیا... ویسے یہ اور بات ہے کہ وہ دیوار پر پڑا ہو۔

اس کے ہاتھ میں چوٹ بھی آئی اور ریوالور بھی ایک کھٹاکے کے ساتھ فرش پر جا گرا۔

بہر حال وہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن رہا تھا۔ جو لحظہ بہ لحظہ دور ہوتی جارہی تھی۔ پھر سناٹا چھا گیا۔

اب خاور نے جیب سے ٹارچ نکالی... اور سارے کمرے روشن کرتا چلا گیا۔ صدر دروازہ مقفل کرنے کے بعد وہ پھر ان کمروں کی طرف واپس آگیا۔ شاید ہی کوئی کمرہ ایسا رہا ہو جس میں ابتری نہ نظر آئی ہو۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بہت جلدی میں کوئی چیز تلاش کرنے کی کوشش کی ہو۔

خاور نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا کیونکہ وہ اس جگہ سے واقف تھا جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھا کرتا تھا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں آدمی ایک دوسرے سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان رازوں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے جن کا تعلق محکمے سے تھا۔

وہ اُس جگہ پہنچ گیا جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھتا تھا۔

مگر... دوسرے ہی لمحے میں اس کی روح تک لرز اٹھی۔ کیونکہ کاغذات وہاں نہیں تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کا پُر اسرار آفیسر ایکس ٹو... بڑی سختی سے جواب طلب کرے گا۔ ایکس ٹو جس کی شکل اس کے آٹھوں ماتحتوں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ اس کے پیغامات انہیں فون پر ملا کرتے تھے۔ بعض اوقات تو انہیں ایسا محسوس ہونے لگتا تھا جیسے وہ کوئی روح ہو۔! کیپٹن خاور نے ایک جھرجھری سی لی... وہ سب ایکس ٹو سے بہت ہی ڈرتے تھے۔

اچانک اس کی نظر میز پر پڑی جس پر صرف ایک کاغذ کا ٹکڑا پیپر ویٹ سے دبا رکھا تھا۔ اس کے علاوہ اس میز پر اور کچھ نہیں تھا۔! خاور نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور پھر ایک گہری سانس لے کر کمروں کے بلب بجھانے میں مشغول ہو گیا... کاغذ کے اس ٹکڑے پر تحریر تھا۔

"تم لوگ بالکل گاؤدی ہو... اگر میں بھی تمہارے ساتھ نہ لگا رہوں تو تم بیڑہ ہی غرق کردو۔ کاغذات میں لئے جارہا ہوں۔ تم پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر پکڑے گئے تو میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔

ایکس ٹو...!"

کیپٹن خاور بڑی بدحواسی کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا۔



عمران بڑے جوش و خروش کے ساتھ میز پر طبلہ بجا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایسے انہماک کے تاثرات تھے جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم فریضہ انجام دے رہا ہو۔ محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا ہوا اسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہا ہوگا۔ آج کل اسے عمران سے اللہ واسطے کا بیر ہوگیا تھا۔ بنائے فساد دراصل رات کے شہزادے کا کیس تھا۔

فیاض کا کہنا تھا کہ آخر کار وہ سرکاری اداروں کی آڑ لے کر اپنا کام کیوں نکالتا ہے... اب تک وہ دوبار اسی قسم کی حرکتیں کرچکا تھا۔ نیلے پرندوں والے کیس میں اس نے خود کو وزارتِ خارجہ کا نمائندہ بنا کر پیش کیا تھا۔ حالانکہ اس کا یہ دعوٰی فیاض کی تفتیش کی روشنی میں غلط ہی ثابت ہوا تھا۔ پھر رات کے شہزادے والے کیس میں اس نے اپنا تعلق محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ظاہر کر کے کام نکالا... فیاض اس کے اس دعوٰی کی تصدیق بھی نہ کر سکا مگر چونکہ اسے علم تھا کہ اس کیس میں وزارتِ داخلہ کے سیکریٹری سر سلطان بھی ملوث تھے اس لئے اس نے عمران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ عمران نے جو کچھ بھی کیا ہوگا سر سلطان کے اشارے ہی پر کیا ہوگا۔ یہ بات بھی اسے معلوم تھی کہ سر سلطان عمران کی صلاحیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔

فیاض اس وقت عمران کے فلیٹ میں کیا کر رہا تھا؟ اس چیز کے اظہار کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی جب کہ پچھلی رات شہر میں ایک عجیب و غریب واردات ہو چکی تھی۔

"تم نے کیا سوچا...؟" فیاض نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض...!" عمران نے میز پر طبلہ بجانے کا شغل ترک کر کے ایک طویل سانس لی۔

چند لمحے فیاض کو نیم باز آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ پھر سنجیدگی سے بولا۔ "یہ پہلا اتفاق ہے کہ اتنی دیر تک طبلہ بجانے کے باوجود بھی کچھ نہیں سوچ سکا۔ تم خود سوچنے کی کوشش کرو۔ ان دونوں نے بار سے شراب نہیں لی تھی لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہتی ہے کہ انگریز بحالتِ نشہ قتل ہوا تھا۔ معدے میں بھی شراب کی کچھ مقدار موجود تھی اور وہ تقریباً تین گھنٹے تک بار میں بیٹھے تھے۔ کیپٹن جعفری غائب ہوگیا پولیس کو اس کے گھر کا سارا سامان ادھر اُدھر بکھرا ہوا ملا۔ ایک دیوار سے ریوالور کی گولی برآمد ہوئی۔ خنجر کے دستے پر انگلیوں کے نشانات نہیں ملے۔ وغیرہ وغیرہ... بلکہ تین بار وغیرہ... اب بتاؤ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اگر موقع پر موجود ہوتا تو قاتل کو وہ کوسنے دیتا کہ اس کی دادی بھی بلبلاتی ہوئی اپنی قبر سے نکل آتی...!"

"اچھا... تو میں جارہا ہوں... لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سلسلے میں کچھ کرتے پھر رہے ہو...!"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اس بار تم ہتھے چڑھے تو قبر تک تمہارے ساتھ جاؤں گا...!"

"بہتر یہ ہے کہ تم قبر ہی میں میرا انتظار کرنا...!" عمران دوبارہ اپنا شغل شروع کرتا ہوا بولا۔ "میرے ساتھ کہاں تک دوڑے پھرو گے۔ ار... ہا...!"

اس نے ہاتھ روک کر ٹیلی فون کو گھونسہ دکھایا۔ جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی جس کے لئے عمران نے کتے کا پلا رکھ چھوڑا تھا۔ جب سے اسے کتے کے پلے کی آواز سنائی دینے لگی تھی تب سے اس نے بھی بلی کا روپ دھار لیا تھا۔

اس وقت بھی جیسے ہی عمران نے ماؤتھ پیس میں ہیلو کہا... دوسری طرف سے "میاؤں" سنائی دی۔

"تمہارا فون ہے...!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

فیاض بھی اتنی ہی سنجیدگی کے ساتھ اٹھ کر میز کے قریب آیا۔ ریسیور ہاتھ میں لیتے وقت اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ کسی کو کیا معلوم کہ وہ اس وقت عمران کے فلیٹ میں موجود ہے۔ اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ عمران کی طرف جارہا ہے۔

"ہیلو...!"

"میاؤں...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا مطلب کون ہے...؟" فیاض غرایا۔

"میاؤں... میاؤں... میاؤں...!"

فیاض نے ریسیور پٹخ کر عمران کے سر پر دو ہتھڑ رسید کر دیا لیکن پھر اپنے ہی ہاتھ سہلانے پڑے کیونکہ عمران نے وار خالی دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ بھرپور حملہ میز ہی پر جا پڑا ہوگا۔

"واقعی اس فون میں کوئی آسیبی خلل واقع ہو گیا ہے۔!" عمران فیاض کو متحیرانہ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ کون تھی...؟" فیاض غرایا۔

"غالباً یہ کوئی بُری روح ہے۔!"

"ہاں... آں...!" فیاض بُرا سا منہ بنائے ہوئے بولا۔ "تم یہاں دن رات عبادت تو نہ کرتے ہو گے... گھر والوں سے علیحدہ رہنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے۔!"

"اکثر یہ بھی سوچتا ہوں۔!" عمران نے اس بات پر دھیان نہ دے کر کہا۔ "شائد کوئی صاحب اپنی بلی کو فون کرنا سکھا رہے ہوں۔!"

"تم ہمیشہ مجھے لغو قسم کی بکواس میں الجھا لیتے ہو۔!" فیاض بپھر گیا۔

"راستہ ادھر ہے۔!" عمران نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

فیاض اس وقت کچھ موڈ میں نہیں تھا۔ وہ بات بھی نہیں بڑھانا چاہتا اور پھر غرض بھی اپنی ہی تھی... وہ جانتا تھا کہ عمران ابتداء میں پریشان تو ضرور کرتا ہے لیکن پھر کسی نہ کسی طرح کام نکل ہی جاتا ہے۔

وہ عمران کو دھمکیاں دیتا ہوا باہر چلا گیا۔



کیپٹن خاور کی موٹر سائیکل گرانڈ ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ وہ اسے پورچ تک دھکیلتا ہوا لے گیا۔ پھر ایک کنارے کھڑی کر کے ہوٹل میں داخل ہوا۔

اس کے چیف آفیسر ایکس ٹو نے اُسے اطلاع دی تھی کہ کیپٹن جعفری گرانڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۶ میں مقیم ہے اُس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ ہر حال میں جعفری سے رابطہ قائم رکھے۔ سولہویں کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے بند دروازے پر دستک دی۔

"کون...؟" اندر آواز آئی۔

"خاور...!"

دوسرے ہی لمحے مین اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ جعفری سامنے کھڑا تھا لیکن خاور اسے پہلی نظر میں نہیں پہچان سکا کیونکہ اس نے اپنی گھنی مونچھیں صاف کرا دی تھیں اور پہلے کی نسبت کم عمر نظر آنے لگا تھا۔

"تم یہاں کیسے...!" جعفری نے حیرت ظاہر کی۔

"ایکس ٹو... کی عنایت...!" خاور کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

وہ چند لمحے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر جعفری نے کہا۔ "ایکس ٹو یقیناً کوئی بھوت ہے۔!"

"یہ جملہ ہم اتنی بار دہرا چکے ہیں کہ اب اس میں کوئی جاذبیت نہیں رہ گئی۔!" کیپٹن خاور نے خشک لہجے میں کہا۔ "وہ بھوت ہو یا نہ ہو! لیکن اسے اس کی خبر بھی رہتی ہے کہ ہم نے دن بھر میں کتنے سانس لئے... اب تم یہ بتاؤ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"بیٹھو...!" جعفری نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

جعفری بُری طرح بھرا بیٹھا تھا۔ اس نے سب کچھ اگلنا شروع کر دیا۔ جب وہ کہہ چکا تو خاور نے اس کے مکان میں اپنی کارگزاریوں کا تذکرہ چھیڑ دیا اور یہ بھی پوچھا آخر والٹن ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔

"خدا جانے...!" جعفری بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے یہ پھندا اپنی گردن میں ڈالا ہے۔!"

دفعتاً میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر چیخ اٹھا۔

"دیکھو...! کون ہے...؟" جعفری نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کیپٹن خاور نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والی ہوٹل کے ایکسچینج کی لڑکی تھی۔

"کیا سولہویں کمرے میں کوئی صاحب مسٹر خاور ہیں۔!" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں خاور ہی بول رہا ہوں۔!"

"دیکھئے ہولڈ آن کیجئے... آپ کی کال ہے۔!"

خاور جعفری کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے پلکیں جھپکاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کون ہے...؟"

"خاور...!"

"ایکس ٹو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم وہاں پہنچ گئے نا...!"

"جی ہاں...! جناب...!"

"کوئی خاص بات؟" ایکس ٹو نے پوچھا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ کیپٹن جعفری نے اپنی مونچھیں صاف کرادی ہیں۔!"

"ہوں...!" ایکس ٹو کی آواز میں غصیلا پن تھا۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ وہ آدمی تمہارا تعاقب کرتے ہوئے گرانڈ ہوٹل تک آئے ہیں۔!"

"اوغ...!" کیپٹن خاور کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"اور وہ دونوں اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں تمہارے منتظر ہیں۔ کچھ دیر قبل ان میں سے ایک سولہویں کمرے کے دروازے پر بھی کھڑا رہا تھا۔ سنو کیپٹن جعفری کی زندگی خطرے میں ہے۔ چند نامعلوم آدمیوں کو شبہ ہے کہ والٹن نے اسے کوئی خاص بات بتائی ہے وہ بات جس کا اعلان وہ پسند نہیں کرتے۔!"

"پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔!" کیپٹن خاور نے پوچھا۔

"تم اس وقت تک کمرے سے باہر نہیں نکلو گے جب تک کہ میں تمہیں دوبارہ فون نہ کروں دروازہ اندر سے بند رکھنا...!"

"بہت بہتر جناب ایسا ہی ہوگا۔!" کیپٹن خاور نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ خاور بھی ریسیور رکھ کر جعفری کی طرف مڑا... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"تم واقعی مصیبت میں پھنس گئے ہو۔!"

"کیوں...؟"

خاور نے اپنی اور ایکس ٹو کی گفتگو دہرائی۔

"اے کپتان صاحب۔!" جعفری نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اُن

لوگوں کے ڈر سے یہاں چھپا بیٹھا ہوں۔!"

خاور نے کوئی جواب نہ دیا۔ جعفری بولتا رہا۔ "میں یہ سب کچھ ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق کررہا ہوں۔ وہ نہیں چاہتا کہ پولیس مجھ تک پہنچے اور یہ بات تو مجھے ابھی معلوم ہوئی ہے کہ وہ مجھے پولیس کے علاوہ کسی دوسری پارٹی سے بھی بچانا چاہتا ہے۔!"

"بھئی! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم ڈرپوک ہو۔!" خاور بولا۔ "میں نے تو تمہیں ایک نئی بات بتائی ہے اور تمہیں خود اعتراف ہے کہ یہ اطلاع تمہارے لئے بالکل نئی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ والٹن ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا ہے اور ایکس ٹو اس سے واقف ہونے کے باوجود بھی کیوں نہ ملا۔!"

جعفری نے جواب میں کچھ نہیں کہا... کمرے پر سکوت طاری ہوگیا تھا۔



عمران اور اس کی دوست روشی گرانڈ ہوٹل کی ایک میز پر بیٹھے بحث میں الجھے ہوئے تھے۔

روشی کہہ رہی تھی کہ سب سے پہلے دوربین گلیلیو نے بنائی تھی اور عمران کہہ رہا تھا۔ "نہیں دنیا کی سب سے پہلی دوربین گورداسپور کے شیخ چھتانی نے بنائی تھی۔!"

بات بڑھ گئی... روشی میز پر گھونسہ مار کر بولی۔ "تم ہمیشہ کے تنگ نظر ہو۔ جہاں مغرب نے کوئی نئی چیز ایجاد کی تم نے نعرہ لگایا کہ واہ یہ تو صدیوں پہلے کسی مسلمان نے بغداد میں بنالی تھی۔ یہ کیا لغویت ہے۔!"

"میں گورداسپور کی بات کررہا ہوں... جہاں بہت اچھا گڑ بنایا جاتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے انگلینڈ یا امریکہ والے اتنا اچھا گڑ نہیں بنا سکتے۔!"

"مت بکواس کرو... میں نہیں جانتی کہ گڑ کسے کہتے ہیں۔!"

"یہ لو جب تم نہیں جانتیں تو بیچارے انگلینڈ یا امریکہ والے کیا جانتے ہوں گے اگر انہوں نے دو چار سو سال بعد گڑ بنالیا تو یہی سمجھیں گے کہ گڑ ہماری ایجاد ہے۔ بھئی واہ اور اگر اس وقت کوئی یہ کہے گا کہ چار سو سال پہلے ہی گوداسپور والے گڑ بنانا جانتے تھے تو تم جیسی کسی تنگ نظر عورت کو تاؤ آجائے گا۔!"

"گڑ کیا چیز ہے...!" روشی جھنجھلا کر بولی۔

"بہت بڑی چیز ہے۔!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔

یہ گفتگو اونچی آواز میں ہو رہی تھی دونوں سنجیدہ تھے... اس لئے قرب وجوار کی میزوں کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"بتاؤ نا کیا چیز ہے...!" روشی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے چھوڑو بھی اسے... کوئی دوسری بات کرو!"

"نہیں دوسری بات نہیں... ! تمہیں بتانا پڑے گا۔!"

"گڑ...!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کس طرح سمجھاؤں... کسی دن دکھا دوں گا۔!"

ساتھ ہی عمران نے روشی کو کچھ اشارہ بھی کیا اور روشی یکلخت خاموش ہو گئی۔

"اچھا تم یہیں انتظار کرو... میں ابھی گڑ لا رہا ہوں۔!" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا۔ روشی وہیں بیٹھی رہی۔



کچھ دیر بعد کمرہ نمبر سولہ کے فون کا بزر پھر چیخا... اس بار جعفری نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو... کمرہ نمبر سولہ...!" ایکس چینج کی لڑکی کی آواز تھی۔ "یس پلیز...!"

"ہولڈ آن کیجئے۔!"

پھر دوسرے ہی لمحے میں جعفری نے ایکس ٹو کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ "جعفری تم فوراً کمرہ نمبر ستائیس میں چلے جاؤ... وہ خالی ہے اور اس کی بکنگ مسٹر طاہر کے نام سے ہو گئی ہے۔ خاور سے کہو وہ وہیں ٹھہرے... جلدی کرو۔!"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"تم یہیں ٹھہرو گے... میں کمرہ نمبر ستائیس میں جا رہا ہوں۔!"

"کیوں...؟ کیا ایکس ٹو...!"

"ہاں وہی... کیا مصیبت ہے۔!"

"یار... ہمیں ایسے آفیسر پر فخر کرنا چاہئے جو چوبیس گھنٹے جاگ کر ہماری حفاظت کرتا رہتا ہے۔!"

"اچھا میں چلا...!" جعفری نے کہا اور باہر نکل گیا۔ سنسان راہداری میں اس کے قدموں کی آواز گونجتی رہی۔!

کیپٹن خاور نے دروازہ نہیں بند کیا... اس نے اپنے پائپ میں تمباکو بھری اور آرام کرسی پر

نیم دراز ہو کر پائپ کے ہلکے کش لینے لگا۔

بمشکل تمام دس منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک اجنبی کمرے میں درانہ گھستا چلا آیا اور اس نے خاور کو اتنی مہلت بھی نہیں دی کہ وہ اس حرکت کے خلاف احتجاج کر سکتا۔ خاور کی نظر اپنی طرف اٹھتے ہوئے ریوالور کی طرف تھی۔ پھر ایک دوسرے آدمی نے بھی کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"جعفری کہاں ہے۔!" ریوالور والے نے غرا کر پوچھا۔

"جعفری!" کیپٹن خاور نے حیرت ظاہر کی پھر جلدی سے بولا۔ "اوہ تو آپ لوگ بھی کیپٹن جعفری کی تلاش میں ہیں۔!"

"ہاں... لیکن تم کون ہو... اور کل صبح اس کے مکان میں کیا کر رہے تھے۔!"

"تم پوچھنے والے کون ہو۔!" خاور نے برافروختگی کا مظاہرہ کیا۔ "اور یہ تم ریوالور لئے ہوئے کے دھمکا رہے ہو اسے تو جیب ہی میں رکھو میں ان چیزوں کی ذرا کم ہی پرواہ کرتا ہوں۔!"

"جعفری کہاں ہے؟ کچھ دیر پہلے وہ اسی کمرے میں تھا۔!" ریوالور والے نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی کہ جعفری یہاں ہے... لیکن...!"

"کیا... کیا...!"

"لیکن یہی کہ وہ یہاں نہیں ہے...؟" خاور نے لاپروائی سے کہا۔

"پھر یہاں کون تھا جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا۔!"

"میرے دوست تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے...!" خاور نے نرم آواز میں کہا۔ "میں نے یہی سمجھ کر دروازے پر دستک دی تھی کہ جعفری یہاں موجود ہے۔ لیکن اندر سے جواب نہ ملنے پر میں نے دروازے کو دھکا دیا اور وہ کھل گیا۔!"

"پھر تم اتنی دیر سے یہاں کیا کر رہے تھے۔!"

"انتظار اس کی واپسی کا انتظار... مگر پھر سوچتا ہوں کہ وہ آخر دروازے کو مقفل کر کے کیوں نہیں گیا۔!"

"ریوالور والے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔" اس نے پوچھا۔

"تمہیں جعفری کی تلاش کیوں ہے...!"

"وہ میرا دوست ہے... اس نے مجھے فون پر مطلع کیا تھا کہ اس کی زندگی خطرے میں ہے
میں کل صبح اس کے گھر پہنچا۔ مگر وہاں اس کے علاوہ اور کوئی تھا جس نے مجھ پر فائر کردیا۔ ہم
دونوں میں زبردست ٹکر ہوئی لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ وہ
میں ہی سے کوئی رہا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو یا تو مجھے اس
قصور بتاؤ یا اپنی ان حرکتوں سے باز آجاؤ۔!"

"ہم باز آگئے اپنی حرکتوں سے...!" اجنبی نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر
کہا۔ "آؤ ہم سب مل کر اسے تلاش کریں... اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ لیکن تمہارا یہ خیال غلط
ہے کہ ہم لوگوں میں سے کسی نے اس پر یا تم پر فائر کیا ہوگا۔"

"میرے پاس اب اتنا وقت نہیں ہے۔!" خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"وہ خود ہی حماقتیں کررہا ہے۔ اگر اسے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تھا تو اسے سیدھے میرے پاس
آنا چاہئے تھا۔ وہ جانتا ہے کہ میں کس قماش کا آدمی ہوں۔ اسے میری صلاحیتوں کا بھی علم ہے۔!"

"اچھا فرض کرو... وہ آجاتا تمہارے پاس تو تم کیا کرتے۔!"

"اسی صورت میں تمہیں قدر و عافیت معلوم ہوتی جب وہ میرے گھر میں پناہ لیتا۔!"

"تم کیا کام کرتے ہو...!"

"میں بھی فوج کا ایک پنشن یافتہ آفیسر ہوں۔" خاور نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اور جعفری
بہت دنوں تک ساتھ رہے ہیں۔!"

"تب تو تم پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔!" ریوالور والا خشک لہجے میں بولا۔

"کیوں...!" دفعتاً خاور غرایا۔ "تم حد سے بڑھ رہے ہو۔!"

"میں نے لعنت یوں بھیجی ہے کہ تم پنشن یافتہ ہوتے ہوئے بھی سرکاری کام میں روڑے
اٹکا رہے ہو۔!" ریوالور والے نے کہا۔

"سرکاری کام....!" خاور نے چونک کر پوچھا اور اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آ
لگے جو سو فیصد بناوٹی تھے۔

ریوالور والے نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر خاور کی طرف
بڑھا دیا۔ کارڈ لیتے وقت خاور کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

کارڈ پر تحریر تھا۔ "ایس ٹی بھٹی... انسپکٹر آف سی آئی ڈی۔!"

"انسپکٹر صاحب...!" خاور نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا آپ کو یقین ہے کہ جعفری
ہی نے اس انگریز کو قتل کیا ہوگا۔!"

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔!" ریوالور والے نے لاپروائی سے کہا۔ چند لمحے خاور کو گھورتا رہا
پھر بولا۔ "کیپٹن خاور... تم محکمے کی مدد کر سکتے ہو۔!"

"انسپکٹر صاحب... میں ہر طرح سے تیار ہوں۔ جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکے گا۔!"

"فی الحال مجھے جعفری کا پتہ بتادو...!"

"اب... ٹھہریئے میں بتاتا ہوں....!" خاور کچھ سوچتا ہوا بڑبڑانے لگا۔ "نہیں وہاں بھی
نہیں۔ ارشاد ڈرپوک آدمی ہے... وہ وہاں بھی نہ ہوگا اور ہو.... جولی۔!"

خاور دفعتاً اچھل پڑا اور ریوالور والے کی طرف شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔!"

"تو بتاؤ نا...!" ریوالور والے نے جھنجھلا کر کہا۔

"دیکھئے! اب وہ جولی کے علاوہ اور کسی کے یہاں نہ مل سکے گا۔ جولی اس کی داشتہ ہے۔ ڈیکن
اسٹریٹ کے گیارہویں مکان میں رہتی ہے۔!"

"کیا تم وہاں تک ہمارے ساتھ چل سکو گے۔!"

"کیوں نہیں... مسٹر بھٹی... ضرور بالضرور... اگر جعفری ہی اس انگریز کا قاتل ہے۔ تو
میں جعفری کو پھانسی کے تختے ہی پر دیکھنا پسند کروں گا۔ مجھے ایسے لوگوں سے بڑی نفرت ہے جو
قانون کا احترام کرنا نہ جانتے ہوں...!"

"اچھا تو آؤ...!" ریوالور والے نے ہاتھ ہلا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہ تینوں
کمرے سے راہداری میں آگئے خاور سب سے پہلے باہر نکلا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک
سایہ وہاں سے ہٹ کر برابر والے کمرے میں چلا گیا ہو۔! لیکن اس نے اسے وہم سے زیادہ اہمیت
نہ دی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر وہ کوئی آدمی تھا تو اس سے اتنے پھرتیلے پن کی توقع نہیں کیا جاسکتی۔

بہر حال راہداری طے کر کے زینوں کی طرف جاتے وقت خاور یہ سوچ رہا تھا کہ اسے جولی
کے گھر پہنچ کر کیا کرنا ہوگا۔ جولیانا فٹنر واٹر دراصل کیپٹن جعفری ہی کی طرح محکمہ خارجہ کی سیکرٹ

سروس کی ایک رکن تھی۔

خاور نے یہ سب کچھ کر ڈالا تھا مگر اب سوچ رہا تھا کہ ایکس ٹو اسے پسند بھی کرے گا یا نہیں۔!

ویسے اسے یقین تھا کہ اس وقت بھی ایکس ٹو ہزار آنکھوں سے اس کی نگرانی کر رہا ہوگا۔ وہ گرانڈ ہوٹل سے باہر آ کر ایک کار کی طرف بڑھے۔

"یہاں میری موٹر سائیکل موجود ہے۔!" خاور بولا۔

"اسے یہیں رہنے دو...!" ریوالور والا مسکرایا۔ "میں تمہیں یہیں پہنچا دوں گا۔!"

"خیر کوئی بات نہیں ہے۔!"

خاور اگلی سیٹ پر ریوالور والے کے برابر بیٹھ گیا۔ دوسرا آدمی پچھلی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔ ریوالور والے نے کار اسٹارٹ کر دی۔

تھوڑی دیر بعد خاور نے کہا۔ "یہ کدھر جا رہے ہو۔ ڈیکن اسٹریٹ کی طرف چلو نا۔!"

"نہیں پہلے میں تمہیں ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔!"

"کیوں...!"

"تمہارے بیان کے لئے...؟"

"میرا وقت نہ برباد کرو...!" کیپٹن خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا جتنا تمہیں بتا چکا ہوں۔!"

"بس اتنے ہی کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔!" ریوالور والے نے کہا۔ "ہمارا چیف باضابطہ کارروائی چاہتا ہے۔ خواہ نتیجہ کچھ بھی نہ نکلے۔!"

"تمہاری مرضی...!" خاور نے بے دلی سے کہا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ وہ آنے والے لمحات کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے پھر بولنا پڑا۔

"ہم ڈکسن روڈ جا رہے ہیں۔ کیا لمبا چکر لگا کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا ارادہ ہے۔!"

"چپ چاپ بیٹھے رہو...!" دفعتاً پیچھے بیٹھا ہوا آدمی غرایا اور اس کے ریوالور کی نال خاور کی گردن سے جا لگی۔

"یار کیا سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔!" خاور جھنجھلا کر بولا۔ "میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ چلتی کار سے چھلانگ لگا دوں۔!"

جواب میں کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن ریوالور کی نال بدستور اس کی گردن سے لگی رہی۔ خاور بھی خاموش ہو گیا۔ وہ بکواس کر کے اپنی زبان نہیں تھکانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسے کیوں لے جا رہے ہیں۔

کار شہر سے باہر نکل آئی... بڑی بڑی عمارتیں بہت پیچھے رہ گئی تھیں اور اب سرسبز میدان اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں کے سلسلے میں شروع ہو گئے تھے۔ بالآخر کار ایک جگہ رک گئی اور خاور سے اترنے کو کہا گیا ریوالور اب بھی اس کی گردن پر موجود تھا خاور نے کسی حیل و حجت کے بغیر تعمیل کی۔

اب وہ ایک عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ جس کی چمنی سے خاور نے اندازہ کر لیا کہ وہ کسی قسم کی فیکٹری ہے۔ قریب پہنچنے پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حقیقتاً شیشے کے برتنوں کا کارخانہ تھا۔

جیسے ہی وہ پھاٹک میں داخل ہوئے ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی سڑک سے گذر گئی اور خاور نے دل ہی دل میں ایکس ٹو کا نعرہ لگایا۔ لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور نہ ان دونوں ہی نے دیکھنے کی زحمت گوارہ کی۔!



جولیانا فٹنر واٹر جو نسلاً سوئیس تھی ہمیشہ اطالوی گیت گایا کرتی تھی۔ اسے اطالوی موسیقی بہت پسند تھی۔ لیکن جب بھی اسے اپنے پُر اسرار آفیسر ایکس ٹو کا فون ریسیو کرنا پڑتا تو اسے گھنٹوں اطالوی کیا سوئیس گیت بھی یاد نہیں آتے تھے۔

محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے آٹھ ممبروں میں سے وہ بھی ایک تھی۔

اس وقت وہ ایک اطالوی گیت گنگنا رہی تھی اور ہاتھ سویٹر بننے میں مصروف تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے سویٹر ایک طرف رکھ دیا... اور اٹھ کر ایک طویل انگڑائی لی۔ گھنٹی برابر بجتی رہی۔

"ہل...لو...!" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مس جولیا...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس جولیا اسپیکنگ...!"

"میں ایکس ٹو بول رہا ہوں۔!"

"یس سر... یس سر...!" جولیا بوکھلا گئی اس کا سر ہوا میں اڑنے لگا۔

"تم جعفری کے حالات سے واقف ہی ہو...!"

"جی ہاں... مجھے معلوم ہوا ہے۔!"

"تمہارے پاس جعفری کی کوئی تصویر ہے۔!"

"جی ہاں ہے۔!"

"اچھا تو تمہارے ڈرائینگ روم میں جو ٹیبل فریم ہے اور جس میں ایملی برونٹی کی تصویر لگی ہوئی ہے... کیوں ہے نا... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔!"

"آپ ٹھیک فرمارہے ہیں...!" جولیا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اچھا تو اس فریم میں ایملی برونٹی کی تصویر نکال کر جعفری کی تصویر لگادو...!"

"بہت بہتر جناب...!" جولیا نے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

"تمہیں حیرت ہوگی۔!" ایکسٹو نے کہا۔ "لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں دو آدمی جعفری کی تلاش میں ہیں۔ تم انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھانا... وہ جعفری کے متعلق پوچھ گچھ کریں تو تم کہنا کہ تم پہلی بار وہ نام سن رہی ہو۔ جب وہ تصویر کی طرف اشارہ کریں تو اس طرح چونکنا جیسے تمہیں وہاں اس کی موجودگی کا دھیان ہی نہ رہا ہو۔ پھر خوفزدہ نظر آنے لگنا۔ ظاہر ہے کہ پھر تمہیں جعفری کے متعلق کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑے گا۔ شاید وہ دونوں خود کو محکمۂ سراغ رسانی کے آفیسر ظاہر کریں لہٰذا تم انہیں وہ مقام بتادینا جہاں جعفری چھپا ہوا ہے۔!"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے جناب...!" جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ! تم ان دونوں کو دانش منزل لے جانا۔ عمارت خالی ہے۔!"

"میں نے سارے انتظامات مکمل کرادیئے ہیں۔ بس تم انہیں یہ کہہ کر وہاں لے جانا کہ جعفری وہیں چھپا ہوا ہے۔!"

"بقیہ معاملات کو میں دیکھ لوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب... ایسا ہی ہوگا۔!"

"مجھے تمہاری ذہانت پر فخر ہے۔!" ایکس ٹو نے کہا اور جولیا خوشی سے پھول گئی۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔



کیپٹن خاور کو زبردستی ایک کمرے میں دھکیل دیا گیا۔ اس وقت کارخانے کی مشینیں بند تھیں اور وہاں سناٹے کی حکمرانی تھی۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہاں ان چار آدمیوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہ ہو۔ وہ دونوں جو خاور کو یہاں تک لائے تھے جاچکے تھے۔ ان کی جگہ دوسرے تین آدمیوں نے لے لی تھی۔ لیکن ان تینوں کے چہرے نقابوں میں پوشیدہ تھے۔

"مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ... ہیڈ کوارٹر...!" خاور نے احتجاجاً کہا۔

"اسے بھی وہی سمجھو...!" ایک نقاب پوش بولا۔ "ہاں اب بتاؤ کہ والٹن نے جعفری سے کیا گفتگو کی تھی۔!"

"کیا میں ان دونوں کے پاس موجود تھا...؟" خاور نے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا...!" نقاب پوش بولا۔ "جعفری نے تم سے اس کا تذکرہ ضرور کیا ہوگا۔!"

"نہیں میں کچھ نہیں جانتا...!"

"اچھا...!" نقاب پوش اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف منہ موڑ کر بولا۔

"اسے ٹھیک کرو...!"

خاور اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ لیکن اس کا ریوالور تو پہلے ہی چھین لیا گیا تھا۔ ویسے وہ خالی ہاتھ ہونے کے باوجود بھی لڑ مرنے کے لئے تیار تھا۔

وہ تینوں بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑے۔ مگر خاور پر قابو پانا آسان کام نہیں تھا۔ اس نے دو ہی چار ہاتھوں میں ان کے مزاج درست کردیئے۔ لیکن آخر کار اس کا ستارہ گردش میں آہی گیا۔ جب وہ پینترے بدل بدل کر ان پر گھونسے برسا رہا تھا ایک نے زمین پر گر کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑلیں اور وہ منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہوگیا اور پھر خاور کو ہوش نہیں کہ وہ کیسے اور کتنی دیر میں بے ہوش ہوا۔

ویسے جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ کسی کمرے میں نہیں ہے۔ سر پر کھلا ہوا نیلا آسمان تھا اور چاروں طرف قد آدم جھاڑیاں لہرا رہی تھیں۔ جنگل بسیرا لینے والے

پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ دھوپ میں سرخی سی پیدا ہو چکی تھی اور خاور کا جسم سردی سے کانپ رہا تھا۔ اس کے بدن پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو دسمبر کی ایک سرد ترین شام کا مقابلہ کر سکتے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ یہاں کیسے پہنچا! حالانکہ ابھی اس کا سر بُری طرح چکرا رہا تھا۔ لیکن وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ایسے حالات میں جسم کے درد یا سر کے چکر کی طرف تو دھیان دینا بڑی غیر فطری بات ہوتی۔

اچانک جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور اسے جھاڑیوں کے اوپر کسی کا سر دکھائی دیا اور پھر دوسرے ہی لمحہ مین وہ آدمی اُس کے سامنے تھا۔

"اوہ... تنویر...!" خاور کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "تم کہاں...!"

"تمہاری موٹر سائیکل باہر موجود ہے۔!" تنویر بولا۔ "ایکسٹو کی ہدایت پر میں اسے گرانڈ ہوٹل سے یہاں لایا تھا اسی نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ تم ان جھاڑیوں میں بے ہوش پڑے ہو۔!"

"فون پر گفتگو ہوئی۔!" خاور نے پوچھا۔

"ظاہر ہے...!" تنویر نے کہا۔

"اس نے تمہیں اور کچھ نہیں بتایا تھا...!"

"نہیں... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا تھا۔!"

"تم یہاں کتنی دیر سے ہو...!" خاور نے پوچھا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے سے... میں نے تمہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی تھی۔ مگر ناکام رہا اب پانی کی تلاش میں گیا تھا۔ مگر یہاں کوئی تالاب بھی نہیں ہے۔ نہر ہے لیکن آج کل خشک پڑی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ میں یہاں کیسے پہنچا...!" خاور بڑبڑایا۔

"مگر بات کیا تھی۔!" تنویر نے پوچھا۔

"وہی جعفری والا قصہ...!" خاور بولا۔

"لیکن وہ قصہ کیا ہے۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔!" خاور نے کہا۔ "جتنا تم جانتے ہو اس سے زیادہ میری معلومات نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں میرے رول سے تم بے خبر ہو۔!"

خاور نے وہ سب کچھ دہرایا جو اس پر اب تک گزرا تھا۔

"اوہو۔!" تنویر نے ایک لمبی سانس لی۔ "تب تو تمہیں یہاں پہنچانے والا ایکس ٹو ہی ہوگا۔!"

"تنویر تم نے کبھی خواب میں بھی ایسا آفیسر دیکھا ہے۔!"

"خدا کی قسم... دنیا کے پردے میں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔ آفیسر کی شان تو یہ ہوتی ہے میز کے پیچھے بیٹھا حکم چلایا کرے۔!"

"مگر وہ سامنے کیوں نہیں آتا...!"

"یہ بڑا اچھا ہے کہ ہم اس کی شخصیت سے ناواقف ہیں۔ ورنہ ہم اتنے پھرتیلے پن کے ساتھ کام نہ کر سکتے۔ یہ بہت اچھا ہے خاور...!"

وہ دونوں جھاڑیوں سے نکل کر سڑک پر آئے۔ وہاں خاور کی موٹر سائیکل موجود تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔

"اب کیا رائے ہے۔!" خاور نے پوچھا۔ "گلاس فیکٹری کی طرف سے واپس چلیں۔!"

"نہیں...!" تنویر سر ہلا کر بولا۔ "اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔!"

"خیر...!" خاور کراہ کر مردہ سی آواز میں بولا۔ "ورنہ میں اس طرح تو واپس نہیں جانا چاہتا تھا... اچھا... آئندہ کے لئے بھی کوئی ہدایت۔!"

"نہیں کچھ بھی نہیں...!" تنویر بولا۔

جنگل کے سناٹے میں موٹر سائیکل کی کرخت آواز تموج پیدا کرنے لگی۔



جولیانا فٹنر واٹر ان دو آدمیوں کے ساتھ دانش منزل میں داخل ہوئی اس نے ابھی تک سب کچھ ایکس ٹو کی مرضی کے مطابق ہی کیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی کہ ابھی تک ایکس ٹو کی پیشین گوئیاں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی تھیں۔ جولیا نے بھی اداکاری کی حد کر دی ہوگی۔ ورنہ وہ دونوں اس کے ساتھ دانش منزل تک کیوں آتے۔

جولیا نے اپنی زندگی میں پہلی بار دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں قدم رکھا تھا۔ ویسے وہ جانتی ضرور تھی کہ وہ عمارت محکمے ہی کے کاموں کے لئے وقف ہے۔

جیسے ہی وہ پورچ میں داخل ہوئے اندر سے ایک بیرا باہر آیا جس کی وردی بڑی شفاف تھی۔ پتہ نہیں وہ کون تھا۔ جولیا نے اسے پہلے پہل دیکھا تھا۔ البتہ وہ صورت ہی سے بالکل احمق معلوم

ہو رہا تھا۔

"کیپٹن جعفری سے کہہ دو کہ جولیا ہے۔!" جولیا آگے بڑھ کر بولی۔ بیرا خاموش پلکیں جھپکاتا رہا۔

"کیا تم بہرے ہو۔!" جولیا نے جھنجھلائے ہوئے سے انداز میں پوچھا۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔!" بیرے نے احمقوں کی طرح اپنے کان جھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر دونوں مردوں سے پوچھا۔ "آپ حضرات کیا چاہتے ہیں۔!"

"یہ میرے ساتھ ہیں۔ تم فضول بکواس کیوں کر رہے ہو۔!" جولیا بولی۔

"اگر یہ آپ کے ساتھ ہیں تب صاحب آپ سے مل بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی مل سکتے۔!" بیرا بولا۔

"کیا بک رہے ہو۔!"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میم صاحب... صاحب کا حکم ہے مردوں سے کہہ دو صاحب نہیں ہیں۔ عورتوں کو آنے دو۔!"

پھر اچانک وہ اس طرح اپنا منہ دبا کر گال پر تھپڑ مارنے لگا جیسے یہ بات بے خیالی میں اس کے منہ سے نکل گئی اور اب اسے نہ صرف اس پر افسوس ہو بلکہ اپنی حماقت پر غصہ بھی آ رہا ہو۔

دونوں مرد ہنسنے لگے... اور جولیا اسے ایک طرف دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئی دونوں مرد بھی آگے بڑھے۔ مگر بیرا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں جناب! آپ یہیں انتظار کریں گے۔!"

"الگ ہٹو...!"

دونوں نے دونوں طرف سے اُسے گھونسے رسید کئے اور وہ خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"اسے یہیں روکے رکھئے۔!" جولیا نے پلٹ کر ان دونوں سے کہا اور اندر چلی گئی۔ وہ اس احمق بیرے کو ڈرائنگ روم میں کھینچ لائے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ "تم دروازے بند کر دو۔!"

بیرا چپ چاپ کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ دوسری طرف جولیا بڑی تیزی سے اندر پہنچی اور عمارت کے عقبی دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر گہری تاریکی تھی... اور کمپاؤنڈ سائیں سائیں کر رہی تھی۔

اس وقت اسے اندھیرے میں چاروں طرف ایکس ٹو کا جلوہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کیوں

نہ آج ایکس ٹو کا دیدار ہی کر لیا جائے۔ پھر وہ اس احمق بیرے کے متعلق سوچنے لگی۔ بڑا خوبصورت اور پیارا سا جوان تھا۔ یقیناً وہ بیرا نہ رہا ہوگا۔ حالانکہ اس کے چہرے پر حماقت برس رہی تھی مگر پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ ایسا آدمی جو بیرا بننا کبھی پسند نہیں کر سکتا۔

کیا وہی ایکس ٹو تھا...؟ مگر یہ خیال جولیا کو فضول معلوم ہوا۔ وہ ایکس ٹو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے ذہن میں ایکس ٹو کا تصور بڑا بھیانک تھا۔ وہ سوچنے لگی اس وقت ایکس ٹو یقینی طور پر یہاں موجود ہے۔ وہ عمارت کی پشت سے پھر پائیں باغ میں آ گئی۔ پورچ کی روشنی گل ہو چکی تھی اور اب کوئی کھڑکی بھی روشن نہیں نظر آ رہی تھی۔

جولیا کراٹا کی باڑھ کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس کا فاصلہ عمارت سے زیادہ دور نہیں تھا اور وہ پورچ والی روشنی کے قریب تھی۔

اچانک اسے دو چیخیں سنائی دیں اور سو فیصدی انہیں دونوں کی تھیں جو اس کے ساتھ یہاں تک آئے تھے۔ پھر اس طرح سناٹا چھا گیا جیسے چیخنے والوں کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو۔

سردی بہت شدید تھی۔ جولیا کے دانت بج رہے تھے۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زمین نے اس کے پیر پکڑ لئے ہوں۔ اسی حالت میں ایک گھنٹہ گزر گیا۔ پھر شائد کوئی دروازہ کڑکڑا کر کھلا اور کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے دو آدمی آپس میں جوتم پیزار کر رہے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کو گالیاں بھی دے رہے تھے۔

پورچ سے نکل کر وہ روش پر آ گئے... یہاں تک تو وہ الگ الگ آئے تھے لیکن اچانک ان میں سے ایک نے پھر دوسرے کو گالی دی... اور وہ پھر لپٹ پڑے۔ دونوں میں زور ہونے لگا۔

ان کی باتیں بے سر و پا تھیں۔ گالیاں بے تکی جو کچھ بھی منہ میں آ رہا تھا بک رہے تھے۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یا تو نشے میں ہوں یا پھر پاگل ہو گئے ہوں۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ ان کی شکلیں تو نہ دیکھ سکی۔ لیکن انہیں پہچان لینے میں دشواری پیش نہ آئی کیونکہ وہ اپنی آوازوں سے پہچانے جا سکتے تھے۔ یہ وہی دونوں تھے ان میں سے ایک خود کو چھڑا کر پھاٹک کی طرف بھاگا... اور دوسرا قہقہے لگاتا تالیاں بجاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

جولیا کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اتنی تیزی سے کہ جولیا ڈرنے لگی کہ کہیں ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔

وہ دونوں پھاٹک سے نکل کر سڑک پر غائب ہو چکے تھے۔ جولیا کچھ خائف ہو گئی تھی کہ ایکسٹو کے دیکھنے کا شوق ذہنی ہیجان کے بھنور میں ڈوب گیا۔

وہ بھی بے تحاشا دوڑتی ہوئی پھاٹک کے باہر آ گئی۔ سڑک پر پہنچ کر وہ کافی دور تک پیدل ہی چلتی رہی دراصل اسے یہ یاد ہی نہیں تھا کہ یہاں سے اس کی قیام گاہ بہت ہی دور ہے۔ سڑک پر ایک جگہ اسے اتنا مجمع نظر آیا کہ ٹریفک قریب قریب رک گئی تھی۔ شور و غل کی آوازیں فضا میں انتشار برپا کر رہی تھیں۔

جولیا ابھی اس بھیڑ سے دور ہی تھی کہ یکایک مجمع پھٹا اور تین چار کانسٹیبلوں کی سرخ ٹوپیاں دکھائی دیں۔ وہ آدمیوں کو دھکے دے دے کر آگے بڑھا رہے تھے۔

یہ دونوں آدمی... جولیا نے انہیں پہچان لیا۔ یہ وہی تھے جنہیں وہ دانش منزل میں پُراسرار ایکس ٹو کے حوالے کر آئی تھی۔ ان کے لباس تار تار ہو کر جسموں سے جھول رہے تھے اور چہروں پر خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ گونگے بہرے اور اندھے ہوں۔

"ہپ... ہپ... پیہہ... پیہہ پی...!" ایک نے ہانک لگائی اور دوسرا کتے کی طرح بھونکنے لگا دونوں کی گردنیں دبوچ کر انہیں پھر دھکا دیا گیا۔ دو کانسٹیبلوں نے پیچھے مڑ کر اپنے ڈنڈے گھمائے اور ان میں سے ایک چیخا۔ "پیچھے... ہٹو... جاؤ... کوئی پیچھے نہیں آئے گا...!"

لیکن اس کے باوجود بھی مجمع کانسٹیبلوں کے پیچھے چلتا رہا۔ سب سے آگے وہ دونوں دھکے کھا رہے تھے۔

جولیا اس وقت تک وہیں کھڑی رہی۔ جب تک مجمع دوسرے موڑ پر نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ جولیا کے پیر بُری طرح کانپ رہے تھے اور وہ محسوس کر رہی تھی۔ جیسے وہ ایک قدم بھی آگے نہ چل سکے گی۔ اب یہاں روشنی میں بھی اسے چاروں طرف ایکس ٹو کے بھوت نظر آنے لگے تھے۔

اس نے ایک ٹیکسی رکوائی اور پچھلی سیٹ پر ایک لاش کی طرح ڈھیر ہو گئی۔



وہاں سے وہ سیدھی خاور کے مکان پر پہنچی۔ اسے خاور کو پیش آئے ہوئے حادثات کا علم نہیں

تھا۔ اس کی طرف رخ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ خاور اپنا زیادہ تر وقت گھر ہی پر گزارتا تھا۔ دوسروں کے متعلق یقینی طور پر یہ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ لوگ اپنی قیام گاہوں پر ہی مل جائیں گے۔!

خاور نے جولیا نافٹنر واٹر کو حیرت سے دیکھا۔ کیونکہ اس نے آج تک اسے اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بال پریشان تھے۔ غازہ اڑا اڑا سا تھا... لپ اسٹک ہونٹوں کی حدود سے باہر نکل گئی تھی۔ شاید اس نے بے خیالی میں اپنے ہونٹ مسلے تھے۔

"خیریت...!" خاور اٹھتا ہوا بولا۔

"ہاں... آں... بیٹھو... بیٹھو... سب سے پہلے مجھے پانی چاہئے۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔!"

پانی آیا اور وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس چڑھا گئی۔ حالانکہ وہ دسمبر کے اواخر کا پانی تھا۔ برفاب۔

پھر وہ تقریباً دس منٹ تک آنکھیں بند کئے آرام کرسی میں پڑی رہی۔ دفعتاً خاور نے کہا۔

"مجھے الجھن ہو رہی ہے... بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا تم آئینہ دیکھنا پسند کرو گی...!"

"آہا... ضرور...!" جولیا نے اپنے پرس سے چھوٹا سا آئینہ نکالا اور پھر بے تحاشہ ہنسنے لگی۔

"نہیں بتاؤ گی تم...!" خاور نے پھر کہا۔

"پہلے تم بتاؤ گے کہ چہرے پر ورم کیوں ہے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"میں نے مار کھائی تھی۔!" خاور جھنجھلا کر بولا۔

"اور میں نے مار کھلوائی تھی۔!" جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں اب نہیں پوچھوں گا۔!" خاور نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

جولیا کچھ دیر تک اس کے کارٹونی چہرے کا مضحکہ اڑاتی رہی۔ پھر اپنی داستان دہرانے لگی۔ خاور بڑے غور سے سن رہا تھا۔

"میرے خدا...!" اس نے لمبی سانس لے کر کہا۔ "ایکس ٹو نے میرا انتقام لے لیا۔!"

"کیوں...؟ تمہارا انتقام میں نہیں سمجھی...!"

"اپنی داستان ایسی نہیں ہے جسے ہنس ہنس کر بیان کیا جائے۔!" خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور اپنی پیشانی ٹٹولنے لگا جو ورم کی وجہ سے کئی ناہموار حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اُسے بھی اپنی داستان دہرانی ہی پڑی۔

مگر تم جھاڑیوں میں کیسے پہنچے تھے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"ایکس ٹو کا معجزہ... اس کے علاوہ اور کیا کہوں۔ اس نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھے فون کیا تھا وہ تین آدمی تو فرار ہی ہو گئے تھے۔ تنویر کو پوری فیکٹری میں صرف میں ہی ملا تھا اور وہ بھی بے ہوشی کے عالم میں میری موٹر سائیکل بھی وہیں بھجوا دی تھی۔ جسے میں گرانڈ ہوٹل پر چھوڑ آیا تھا۔ مگر تمہارا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔ آخر وہ دونوں آپس میں کیوں لڑ مرے تھے۔ میں سچ کہتی ہوں بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے انہیں اپنے سر پیر کا ہوش ہی نہ ہو۔!"

"تب تو حقیقتاً یہ کہنا ہی پڑے گا کہ ایکس ٹو کوئی آدمی نہیں بلکہ بھوت ہے۔ مگر تم تھوڑی ہمت کر کے اسے آج دیکھ سکتی تھیں۔"

"نہیں میرا خیال ہے کہ میری جگہ جو بھی ہوتا ہمت ہار دیتا۔" جولیا نے بڑی خود اعتمادی کے ساتھ کہا۔

"خیر... ہاں...!" خاور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو... اوہ... آپ ہیں۔ جی ہاں... مس جولیا یہیں ہیں... خدا کی قسم... آپ ہمیں وقت حیرت میں ڈالے رہتے ہیں۔!"

خاور نے خاموش ہو کر ریسیور جولیا کو دے دیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ دوسری طرف سے بولنے والا کون ہو سکتا ہے۔

"یس سر...!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کہو کیسی ہو...!" دوسری طرف سے ایک ہلکے سے قہقہے کے ساتھ پوچھا گیا۔

"ٹھیک ہوں... جناب...!"

"تم شاید ڈر گئی ہو۔!"

جولیا جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "جی ہاں حالات ہی ایسے تھے۔ اُن دونوں کو جانے کیا ہو گیا تھا۔!"

"اوہ... وہ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ایکس ٹو نے ان لوگوں کے خلاف سائنٹیفک جنگ شروع کر دی ہے۔ یہ ایکس ٹو کی ایک تازہ ترین ایجاد پاگل کر دینے والے انجکشن کا اثر تھا۔ جو دو ماہ سے پہلے نہیں زائل ہو سکتا ہے یعنی سردی کے موسم میں پاگل ہی رہیں گے

گرمی شروع ہونے پر حالت سدھر جائے گی۔ تم پوچھو گی میں نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بھی بتائے دے رہا ہوں تاکہ تم لوگ بھی محتاط رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ معاملات اس اسٹیج میں پولیس کے علم میں آئیں۔ اس سے کھیل بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ مجھے جو کچھ بھی معلوم کرنا تھا ان لوگوں سے معلوم کر کے انہیں خلل دماغی میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ کسی کو بتا ہی نہ سکیں۔ اس کے علاوہ دوسری صورت یہ ہوتی کہ انہیں پولیس کے حوالے کر دیا جاتا۔ مگر میں ابھی نہیں چاہتا غالباً اب سمجھ گئی ہو گی۔!"

"جی ہاں سمجھ گئی۔!"

"بس اب آرام کرو...!" ایکس ٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن جولیا کافی دیر تک ریسیور کان ہی سے لگائے رہی۔ اس کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا تھا۔ ایکسٹو وہ سوچ رہی تھی کتنا خطرناک آدمی ہے۔!



دسمبر کی آخری تاریخوں کی ایک سرد رات تھی۔ تاروں کا غبار بیکراں نیلگوں وسعتوں میں بکھرا ہوا تھا۔ دفعتاً مغربی افق سے سرخ رنگ کے چمکدار بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ وہ بڑی تیزی سے پرواز کر رہا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا حجم بھی کم ہوتا جا رہا تھا۔ شہر کے وسط میں پہنچتے پہنچتے وہ صرف ایک ننھا سا نقطہ رہ گیا... سرخ اور چمک دار نقطہ جس سے شعاعیں سی نکلتی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ خلا میں ایک جگہ تھم گیا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ستارہ دہکتے ہوئے انگارے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ پھر اچانک وہ بڑی تیزی سے حرکت کرنے لگا... اور اس بار کی حرکتیں سرخ رنگ کی چمکدار لکیروں میں تبدیل ہوئی جا رہی تھیں مگر... وہ لکیریں۔

لوگ چلتے چلتے رک گئے۔ ہر جگہ آدمیوں کے جم غفیر نظر آنے لگے۔ ٹریفک بند ہو گیا۔ وہ لکیریں نہیں تھیں... بلکہ ایک تحریر تھی۔

"وکٹوریا اسٹریٹ کے لوگو... تم پر تباہی آ رہی ہے۔ صرف ایک گھنٹہ بعد قیامت سے تمہارا سامنا ہو گا۔ بھاگو...!"

چمکدار نقطہ اس تحریر سے بالکل الگ تھا اور ایک جگہ پر جم سا گیا تھا۔ شہر میں بھگدڑ مچ گئی۔

ملٹری ہیڈ کوارٹر کی سرچ لائٹیں اندھیرے کا سینہ چیرنے لگیں۔ روشنی کی بے شمار آڑی

ترچھی لکیریں زمین سے آسمان تک نظر آنے لگیں۔

مختلف اسٹیشنوں کے ٹرانس میٹر چیخ رہے تھے۔

"کچھ پتہ نہیں چلتا۔۔۔وہ بہت بلندی پر ہے۔ سرچ لائٹ کی دسترس سے بہت دور۔!"

تقریباً ایک درجن جٹ طیارے شہر پر چنگھاڑنے لگے۔ آسمان پر سرخ تحریر آہستہ آہستہ اپنا حجم بڑھاتی جارہی تھی۔ لیکن وہ چمکدار نقطہ غائب ہو چکا تھا۔ سرچ لائٹ کے آڑے ترچھے منارے اب بھی زمین و آسمان ایک کررہے تھے۔ طیارے گرج رہے تھے۔ ٹرانس میٹروں پر پل پل کی خبریں نشر ہورہی تھیں۔

لیکن سب بے سود۔۔۔اس تحریر کا عقدہ نہ کھل سکا۔ اب وہ تحریر نہیں رہ گئی تھی۔ اس کا حجم بڑھتے بڑھتے سرخ رنگ کے بادلوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں سڑکیں ویران ہو گئیں وکٹوریا اسٹریٹ کی تو حالت ہی عجیب تھی۔ لوگ بے تحاشہ گھروں سے نکل کر شہر کے دوسرے حصوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہیں اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ مگر یہ بڑے آدمیوں کے سایہ عاطفت میں رہنے والے چھوٹے لوگ تھے۔

وکٹوریہ اسٹریٹ میں دراصل زیادہ تر بڑے بڑے تاجر اور کارخانوں کے مالک آباد تھے۔ اس طبقے کے لوگ عموماً ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو دوسروں کی چھینکیں اور ڈکاریں مستقبل سے مایوس کردیتی ہوں۔ ان کی بدحواسی کا کیا پوچھنا۔ جو ذرا ذرا سی بات پر "شگون" اور "ساعت" کے چکر میں پڑ جاتے ہوں۔ ان کیلئے یہ کھلا ہوا آسمانی اعلان قرب قیامت ہی کی دلیل تھا۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہی سرخ نقطہ پھر آسمان میں دکھائی دیا۔ ابھی وکٹوریہ اسٹریٹ میں افراتفری ہی مچی ہوئی تھی وہ نقطہ وکٹوریہ اسٹریٹ پر مسلط ہو گیا اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اس میں سے ایک دوسرا نقطہ نکل کر نیچے کی طرف آرہا ہو۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اتنی تیز کہ اس پر نظر کا ٹھہرنا محال معلوم ہورہا تھا۔ لیکن اب وہ کوئی ننھا سا نقطہ نہیں تھا بلکہ سرخ رنگ کا ایک بڑا سا غبارا معلوم ہونے لگا تھا۔

اچانک وہ ایک چار منزلہ عمارت کی چھت سے ٹکرا کر پھٹ گیا وہ عمارت کثیف اور بدبودار دھوئیں میں چھپ گئی۔ پھر یہ دھواں پھیلنے لگا۔ پھیلاؤ کے ساتھ ہی ساتھ اس میں کثافت بھی

بڑھتی جارہی تھی۔ وہ اتنا گہرا ہو گیا تھا کہ اس کی لپیٹ میں آئے ہوئے دو آدمی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ خواہ ان کا درمیانی فاصلہ ایک گز سے کم رہا ہو۔

لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح اپنی قیام گاہوں سے نکل کر اُدھر اِدھر منتشر ہونے لگے۔ شور کا یہ عالم تھا جیسے سچ مچ صور اسرافیل پھونک دیا گیا ہو۔ بہر حال وہ قیامت ہی کا منظر تھا۔ نہ جانے کتنے دم گھٹ جانے کی وجہ سے ختم ہو گئے۔ دو لاشیں وکٹوریہ اسٹریٹ سے برآمد ہوئیں۔ یہ خبر دوسرے دن کے اخبارات میں نظر آئی۔ یہی نہیں بلکہ تقریباً پانچ کروڑ روپے اور کروڑوں کے جواہرات بھی غائب ہو گئے تھے۔

شہر کے صرف ایک حصے پر یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے پورا شہر ویران ہو جائے گا۔ لوگ بُری طرح بھاگ رہے تھے اندیشہ تھا کہ مضافات کی آبادی کے لئے یہ لوگ قیامت بن جائیں گے۔

شہر ملٹری کی نگرانی میں دے دیا گیا تھا۔۔۔اور چاروں طرف فوجی دستے گشت کررہے تھے جب فوجیوں نے دیکھا کہ لوگ کسی طرح رکتے ہی نہیں تو انہوں نے تشدد شروع کردیا۔ شہر کے بعض حصوں میں انہیں فائر بھی کرنے پڑے اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلا۔ لوگ گھروں میں بند ہو کر بیٹھ گئے لیکن ان کی زبانیں بڑی تیز رفتاری سے چلتی رہیں۔ وہ حلق پھاڑ پھاڑ حکومت وقت کو گالیاں دے رہے تھے۔ ایسے لوگوں میں صرف شیخ نتھو یا میر جمن ہی نہیں تھے بلکہ پروفیسر فلاں اور ڈاکٹر فلاں جیسے لوگ بھی عام آدمیوں کی سطح پر آگئے تھے۔ اس وقت نہ انہیں "بین الاقوامی سیاست" سوجھ رہی تھی اور نہ وہ ہوٹل ہی یاد آرہے تھے جہاں بیٹھ کر وہ چائے کے ساتھ ہی ساتھ چھٹ بھیوں کو سوسائٹی کے نظم وضبط کے متعلق لکچر بھی پلایا کرتے تھے۔

حالات کو اعتدال پر آنے میں تقریباً ایک ہفتہ لگ گیا۔ اس کے بعد شہر میں پھر سکون ہو گیا۔ لیکن ملٹری کا ہیڈ کوارٹر اور محکمہ سراغ رسانی بدستور انتشار میں مبتلا رہا۔ یہ دونوں ہی اسے کوئی آسمانی بلا سمجھنے پر تیار نہیں تھے۔

کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔۔۔ پریشانی کی بات بھی تھی۔ محکمہ سراغ رسانی ہوتا نکما اس لئے تب کہ ڈھکی چھپی سازشوں کو بے نقاب کرتا رہے بلکہ سازشیوں کو اس بات کا موقع

ہی نہ دے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔ فیاض پر حکام بالا کی اتنی بوچھاڑیں پڑی تھیں کہ اس کی عقل ٹھکانے آ گئی تھی۔

عقل ٹھکانے آنے کا یہ مطلب تھا کہ اب اسے ایک بے عقل کو تلاش کرنا چاہئے۔ لہٰذا اُسے شہر کے سب سے بڑے بے عقل کو تلاش کرنے کی فکر ہوئی۔ وہ تو ویسے بھی اسے کئی دنوں سے تلاش کر رہا تھا۔ مگر جب ادھر حکام بالا کی جھڑکیاں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو اسے ہر قیمت پر اسے ڈھونڈ نکالنا تھا۔ اس نے تقریباً ڈیڑھ درجن سادہ لباس والوں کو عمران کا سراغ لگانے پر مامور کر دیا۔

آخر اسے ایک دن اطلاع ملی کہ عمران ڈلیری کے شراب خانے میں بیٹھا ہوا شرابیوں کو اخلاقیات کا درس دے رہا ہے۔

فیاض جھپٹا ہوا وہاں پہنچا اور اس وقت پہنچا جب عمران اور ڈلیری میں ٹھن گئی تھی۔ ڈلیری ایک عیسائی عورت تھی عمر پچاس سال کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ رنگت سیاہ تھی اور جسم بھاری بھرکم تھا۔ پاٹ دار آواز رکھتی تھی۔ یہ شراب خانہ اسی کا تھا اور کاؤنٹر پر وہ خود رہا کرتی تھی۔ اس کی وجہ اس کی کنجوسی بیان کی جاتی تھی۔ مشہور تھا کہ وہ شراب خانے کی آمدنی سے اپنی ذات پر اتنے ہی روپے خرچ کرتی ہے جتنی ایک بارمین کی تنخواہ ہو سکتی ہے۔

فیاض کو حیرت تھی کہ عمران اس سے کیوں الجھ پڑا ہے۔ وہ چپ چاپ الگ گوشے میں جا بیٹھا۔

عمران بالکل عورتوں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر اس سے تو تو میں میں کر رہا تھا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ بے تحاشا ہنس رہے تھے حتیٰ کہ ویٹر بھی اپنا کام چھوڑ کر ایک گوشے میں کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔

اس لڑائی کا سر پیر فیاض کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ البتہ ڈلیری بار بار پولیس کو بلا لینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

فیاض نے سوچا یوں کام نہ چلے گا پتہ نہیں یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے۔ لہٰذا وہ اٹھ کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ عمران نے اسے دیکھا لیکن اس طرح نظر انداز کر دیا جیسے وہ اسے پہچانتا ہی نہ ہو۔

"کیا بات ہے...؟" فیاض نے ڈلیری سے پوچھا۔

"کیا بات ہے۔!" ڈلیری دھاڑی۔ "یہ سالا ہمارا گاہک کو خراب کرتا ہے۔!"

"کیا خراب کرتا ہے۔!"

"بولتا ہے ادھر شراب میں پانی ملایا جاتا ہے۔!"

"نہیں ملایا جاتا...!" عمران دانت پیس کر بولا۔

"تیرے باپ سے مطلب...!" ڈلیری کلکلائی۔

"میرے دادا سے بھی مطلب ہے۔!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"تم بھولے بھالے آدمیوں کو دھوکا دیتی ہو۔!"

"پولیس... پولیس...!" ڈلیری اپنا سر پیٹ کر چیخی۔

باہر سے بھی کئی آدمی اندر آ گئے تھے۔ عمران بار بار فیاض کو گھورے جا رہا تھا۔ غالباً اس کا یہ مطلب تھا کہ فیاض وہاں سے چلا جائے۔ مگر فیاض اسے ساتھ لئے بغیر واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔ اچانک عمران بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

فیاض نے ڈلیری سے کہا۔ "میں اسے سمجھاؤں گا۔!"

اور پھر وہ عمران کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عمران ایک گلی میں مڑ گیا۔ مگر فیاض کب پیچھا چھوڑنے والا تھا۔ وہ بھی گلی میں گھس گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد عمران پلٹا۔ وہ خوں خوار نظروں سے فیاض کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہے... تم یہاں کیوں آئے تھے۔!"

"تم سے ملنے کے لئے پیارے۔!" فیاض آگے بڑھ کر اس کے بازو پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کیوں...؟"

"کیا اب بھی بتانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ اب تمہاری مدد کے بغیر میرا بیڑا غرق ہو جائے گا۔!"

اچانک عمران کی پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"میں خود ہی سوچ رہا تھا کہ تم سے ملوں...!" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"کوئی خاص بات۔!" فیاض چہک کر بولا۔ "اگر میرے لائق کوئی کام ہو تو ضرور بتاؤ۔!"

"آؤ اطمینان سے باتیں ہوں گی۔!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دوسری سڑک پر پہنچ کر اس نے ایک ٹیکسی کر کے ڈرائیور کو اپنے فلیٹ کا پتہ بتایا اور راستے بھر وہ خاموش رہے۔ فیاض سوچتا رہا کہ ضرور عمران کسی چکر میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے اس معاملے میں اپنی ٹانگ اڑا

چکا ہو۔ فلیٹ میں پہنچ کر عمران نے بڑی احتیاط سے دروازہ بند کیا۔

"ہاں اب کہو...!" وہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"فیاض بیٹھ گیا..." اس نے جیب سے رومال نکال کر اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔" تمہیں حالات کا علم نہیں ہے۔!"

"آسمانی تحریر...!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ اس سے بڑا واقعہ ان دنوں اور کوئی نہیں ہوا...!"

"تمہارا کیا خیال ہے۔!"

"میرا خیال...!" فیاض ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اس شعبدے سہارا لے کر کسی گروہ نے وکٹوریا اسٹریٹ میں لوٹ مار کی ہے۔!"

"تم اس تحریر کو شعبدہ سمجھتے ہو۔!"

"پھر اور کیا سمجھوں...!"

"شعبدہ نام ہے ہاتھ کی صفائی کا... غالباً اتنا تم بھی جانتے ہو گے۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا

"میں جانتا ہوں...!"

"کیا وہ ہاتھ کی صفائی تھی۔ میرا مطلب ہے وہ تحریر... اور وہ حرکت کرتا ہوا سرخ ت جس کی مخصوص قسم کی جنبشوں کے ذریعہ وہ تحریر عالم وجود میں آئی تھی۔ مگر خیر ا چھوڑو... تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔!"

"مدد... میری مدد کرو... محکمے کی سخت بدنامی ہو رہی ہے۔ اس کا اثر تمہارے والد کی ب نامی پر بھی پڑ سکتا ہے۔!"

"ان کی بدنامی کے لئے میں ہی کیا کم ہوں۔!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس تحریر کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے۔!"

"عذابِ الٰہی...!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "قربِ قیامت کی ایک نشانی... جب لو اپنی بیویوں کو آزاد کر کے دوسروں کی بیویوں پر ڈورے ڈالنے لگتے ہیں تو یہی سب کچھ ہے۔ کیا تم آج کل لیفٹیننٹ یاور کی بیوی کے چکر میں نہیں ہو۔!"

"عمران سنجیدگی... مذاق پھر ہوتا رہے گا۔!"

"میں بالکل سنجیدہ ہوں... مگر اسے بھی چھوڑو... تم چاہتے ہو کہ اس تحریر کے متعلق کچھ معلوم کرو۔!"

فیاض صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

"معلوم ہو جائے گا... لیکن تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا پڑے گا۔!"

"بتاؤ بھی تو...!" فیاض نے آہستہ سے نرم لہجے میں کہا۔ ویسے اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ عمران کو مرغا بنا کر کم از کم ایک من کا وزن اس کی کمر پر رکھ دے۔

"مجھے ایک آدمی کی قبر کھودنے کا اجازت نامہ لادو...!"

"کیا مطلب! یار کیوں بور کرتے ہو۔ آج کل میں کسی مذاق سے محظوظ ہونے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھا ہوں۔!"

"میں مذاق نہیں کر رہا... قطعی سنجیدہ ہوں۔!"

"کس کی قبر کھودنا چاہتے ہو۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر کی...!"

"کون ڈاکٹر اسٹپلر...!"

"یونیورسٹی کے شعبہ سائنس کا صدر جو دو ماہ گزرے قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے مر گیا تھا۔!"

"تو اس کی قبر...!" فیاض پلکیں جھپکانے لگا۔

"ہاں وہ قبر ہی میں دفن کیا گیا تھا۔ تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے۔!"

"مجھے بتاؤ کہ تم اس کی قبر کیوں کھودنا چاہتے ہو۔!"

"اس کی لاش پر ماتم کروں گا۔!"

"عمران تم پھر بہکنے لگے۔!"

"یار فیاض میرا وقت برباد نہ کرو... یہ کام کر سکتے ہو تو کر دو... ورنہ قبر تو کھودی ہی جائے گی... اجازت نہ ملی تب بھی۔!"

"کیا بک رہے ہو تم... جانتے ہو اس کی کیا سزا ہو گی۔!"

"عمران کو سزا دینے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اگر کبھی پیدا بھی ہوا تو اسے یتیم خانے میں

داخل کر کے اس کا کیریئر چوپٹ کرادیا جائے گا۔ تم مطمئن رہو۔!"

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا۔"اجازت نامہ آسانی سے تو نہیں ملے گا۔ ہمیں اس کے لئے کوئی معقول جواز پیش کرنا پڑے گا۔!"

"یہ کام حقیقتاً بہت مشکل ہے۔!" عمران بڑبڑایا اس کے چہرے پر بھی تفکر کے آثار تھے۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔

"تم دلیری کے شراب خانے میں کیا کر رہے تھے۔!"

"آہا۔۔!وہ۔۔۔!" عمران احمقوں کی طرح ہنس پڑا۔ پھر بولا۔"تم جانتے ہو کہ میں آج کل بے روزگار ہوں۔ خرچ اسی طرح چلتا ہے۔ اب کچھ دنوں کے بعد وہ مستقل طور پر مجھے ایک معقول رقم دینے لگے گی۔!"

"تم کیوں۔۔۔اپنی زندگی برباد کر رہے ہو۔۔۔اگر اس نے قریبی تھانے میں شکایت کردی تو بڑی ذلت ہوگی تمہاری۔!"

"اچھا اب تم یہاں سے کھسک جاؤ۔۔۔ جس دن مجھے نصیحتوں کی ضرورت محسوس ہوئی شادی کرلوں گا۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر تم کیوں کھودنا چاہتے ہو۔"

"وقت برباد نہ کرو۔۔۔ آج رات اس کی قبر کھود ڈالی جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں موجود رہو۔!"

"میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہاں دوست ہی کی حیثیت سے آنا! بحیثیت دشمن بھی آسکتے ہو۔ ہتھ کڑیاں لے کر آنا۔ کیونکہ وہ ایک غیر قانونی حرکت ہوگی۔!"

"کیا تم اس معاملے میں سنجیدہ ہو۔!"

"قطعی۔۔۔بس آج رات کو دیکھ لینا۔ قبر کھود ڈالی جائے گی۔!"

"اور اس کے ذمہ دار تم ہوگے۔!"

"نہیں ذمہ دار تو تم ہی ہوگے۔!" عمران بولا۔"اگر تم ہی اس کی قبر کھودتے تو فائدہ براہ راست تمہیں ہوتا۔ اب کوئی دوسرا ہی فائدہ اٹھانے والا ہے۔!"

"میں سمجھا۔۔۔!" فیاض نے سر ہلا کر کہا۔"تمہیں اطلاع ملی ہے کہ آج کوئی ڈاکٹر اسٹپلر کی

قبر کھود ڈالے گا۔!"

"سمجھ گئے نا۔۔!" عمران نے قہقہہ لگایا۔"میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تم سمجھ جاؤ گے۔ آخر محکمہ سراغ رسانی کے آفیسر ہو۔۔۔!"

"کون ہے۔۔۔وہ۔۔۔!"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔"اطلاع ملی ہے۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں کے قبرستان کی نگرانی کی جائے۔!"

"ضرور۔۔۔ قطعی یہ بہت ضروری ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ تم ان لوگوں کو پکڑ نہیں سکو گے۔!"

"کیا تم ہمارے ساتھ نہیں ہوگے۔!"

"اگر تم استدعا کرو۔۔۔ تو یہ ممکن بھی ہے۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"میں استدعا کرتا ہوں۔!" فیاض ہنسنے لگا۔



سرِ شام ہی سادہ لباس والے عیسائیوں کے قبرستان کے گرد منڈلانے لگے۔ فیاض اور عمران قبرستان کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے۔ یہاں ساری قبریں پختہ تھیں اور کچھ نئی قبریں ابھی زیر تعمیر تھیں جن پر اس وقت کام نہیں ہو رہا تھا۔

فیاض چاروں طرف قبروں کے کتبے پڑھتا پھر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران سے کہا۔"یہاں۔۔۔ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر تو نہیں ہے۔!"

"کیوں۔۔۔تم نے یہ کیسے معلوم کرلیا۔!"

"کسی قبر پر بھی اس کا نام دکھائی نہیں دیتا۔!"

"تم بھی رہے وہی گھونگے۔۔۔ ابھی نام کہاں سے لگ جائے گا وہ تو ابھی زیر تعمیر ہے۔ بڑا شاندار مقبرہ بنے گا اس کا بڑا اونچا سائنسدان تھا۔!"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کی قبر کون سی ہے۔ یہاں تو کئی زیر تعمیر ہیں۔!"

"وہ چونکہ بہت بڑا آدمی تھا۔ اس لئے اس کی قبر سب سے الگ تھلگ بن رہی ہے۔ وہاں روسے کی جھاڑیوں کے درمیان۔۔۔وہ ادھر دیکھو۔۔۔!"

سامنے دور تک روسے کی اونچی اونچی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔اور ان کے اوپر ایک جگہ

کسی نامکمل عمارت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ فیاض بڑی تیزی سے اس طرف بڑھا۔ عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرانے لگی۔ لیکن اس کے ہونٹ بند ہی رہے۔ وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔

تقریباً پانچ منٹ بعد فیاض واپس آ گیا۔

"دیکھو مائی ڈیئر سوپر فیاض...!" عمران نے کہا۔ "اب اپنے آدمیوں کو چھپانے کی کوشش کرو۔ اگر قبر کھودنے والوں میں سے ایک بھی ہمارے ہاتھ آ گیا تو کام بن جائے گا۔!"

"کہاں چھپاؤں... تم ہی بتاؤ۔ بلکہ جو تمہارا دل چاہے کرو۔ میں تمہیں پورا پورا اختیار دیتا ہوں۔!" فیاض بولا۔

عمران نے پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر فیاض کے ساتھیوں کو اکٹھا کر لیا۔ اب اچھی طرح اندھیرا پھیل گیا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں قبرستان پر مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ سردی آج بھی بہت شدید تھی۔

عمران انہیں مخالف سمت کی جھاڑیوں میں لے گیا... فیاض بھی ساتھ تھا۔

"سامنے والی جھاڑیوں پر نظر رکھنا۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "ظاہر ہے کہ وہ اندھیرے میں تو کام کریں گے نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک بھی نکل کر نہ جانے پائے۔ اس کے لئے یہی طریقہ بہتر ہو گا کہ ہم موقع پر ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔!" وہ سب اس کی اس تجویز پر متفق ہو گئے۔ تقریباً دس بجے انہیں آہٹیں سنائی دیں اور سامنے والی جھاڑیوں میں مدھم سی روشنی نظر آئی۔

فیاض نے بڑی گرمجوشی سے عمران کا شانہ دبایا اور اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"تمہارا خیال غلط نہیں ہوتا۔!"

"اب اپنے آدمیوں سے کہو۔!" عمران نے کہا۔ "سینے کے بل زمین پر رینگتے ہوئے باہر نکلیں اور ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر اس وقت تک خاموش رہیں جب تک وہ لوگ اپنا کام مکمل نہ کر لیں۔ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ وہ قبر کیوں کھودنا چاہتے ہیں؟ کیوں کیا خیال ہے؟"

"ٹھیک ہے...؟" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور اپنے ساتھیوں کو ہدایت دینے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ان جھاڑیوں میں عمران اور فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔ سامنے والی جھاڑیوں میں اب بھی روشنی نظر آ رہی تھی۔!"

فیاض بڑبڑانے لگا۔ "تم مجھے کبھی پوری بات نہیں بتاتے اور اس لئے بعض اوقات مجھے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔!"

"پوچھو میری جان کیا پوچھنا ہے۔!"

"یہ قبر کیوں کھودی جا رہی ہے۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔!" عمران نے سوال کیا۔

"وہ ایک بڑا سائنس دان تھا۔!"

"بس اتنا ہی... یا کچھ اور بھی۔ میرا مطلب ہے تمہیں اس کی مصروفیات کا علم تھا یا نہیں۔!"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"خیر... میں تمہیں بتاتا ہوں... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ بھی دنیا کے انہیں معدودے چند سائنسدانوں میں سے تھا جو چاند پر جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسے ایک ایسا راکٹ بنانے کی فکر تھی جو سیدھا پرواز کرنے کی بجائے فضا میں دائیں بائیں اور اوپر نیچے مڑ بھی سکے۔!"

"اچھا تو پھر...!"

"آسمانی تحریر... اسے اگر تم کسی انسان ہی کا کارنامہ سمجھتے ہو تو تمہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کسی پرواز کرنے والی مشین کے ذریعہ عالم وجود میں آئی ہو گی۔!"

"ہاں میں یہی سمجھتا ہوں...!" فیاض نے کہا۔

"لیکن وہ کوئی ہوائی جہاز نہیں ہو سکتا۔!" عمران بولا۔

"کیوں...!"

"ہوائی جہاز کی پرواز جتنی اونچی بھی ہو سکتی ہے۔ اسی کی مناسبت سے ہمارے یہاں سرچ لائٹیں بھی موجود ہیں۔ لیکن کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ پرواز کرنے والی مشین ہماری سرچ لائٹوں کے دائرہ عمل سے باہر تھی۔ یعنی ان کی روشنی اس تک نہیں پہنچ سکی تھی۔!"

"ہاں مجھے یاد ہے۔!"

"لہٰذا وہ ہوائی جہاز نہیں ہو سکتا... لیکن راکٹ...!"

"ہاں راکٹ...!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ "لیکن ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کیوں کھودی جا رہی ہے۔!"

"اماں... کیوں چاٹ رہے ہو میرا دماغ۔!" عمران جھنجھلا گیا۔ "یہ تو اب دیکھیں گے کہ قبر کیوں کھودی جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو... اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتا دیتا۔!"

فیاض خاموش ہو گیا۔ اسے اسی میں بہتری نظر آئی۔ معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ تھوڑا پڑھا لکھا آدمی بھی اس کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا۔ پچھلے سال وہ برطانیہ میں مقیم تھا... اور ان سائنس دانوں کے ساتھ کام کر رہا تھا جنہوں نے چاند تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ پھر اچانک وہ عارضہ قلب میں مبتلا ہو کر برطانیہ سے واپس آ گیا۔ اس کے بعد شائد ایک ہی ہفتہ زندہ رہ کر موت کی گود میں جا سویا تھا۔ اسے مرے ہوئے آج ٹھیک دو مہینے ہوئے تھے۔

فیاض نے اس کے متعلق اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اور یاد داشت بھولے بسرے واقعات کی کڑیاں ملانے لگی تھی۔ عمران کے خیال دلانے پر وہ بھی اس آسمانی تحریر کے سلسلے میں کسی راکٹ ہی کے امکانات پر غور کرنے لگا تھا۔ مگر اس کے ذہن میں وہ سوالیہ نشان اب بھی باقی تھا۔ یعنی ان واقعات اور ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کھودنے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کیا اس کا کوئی راز اس کی قبر ہی میں موجود ہے؟ لیکن اس نکتے پر وہ زیادہ دیر تک غور نہ کر سکا۔ کیونکہ یہ خیال ہی مضحکہ خیز تھا۔ جاسوسی ناولوں کی سی بات۔ فلاں کی قبر کھودی گئی اور اس میں سے اس کی لاش کی بجائے بندریا بجو برآمد ہوا؟ محکمہ سراغ رسانی کے لئے لمحۂ فکریہ... اور سب سے زیادہ ذہین سراغ رساں معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ یعنی وہ بندریا بجو مرنے والے کا دودھ شریک بھائی تھا جو مرنے والے کا بھیس بدل کر اللہ کو پیارا ہو گیا تھا۔ قبر میں فرشتوں نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا اور بندریا بجو کی شکل نکل آئی... اور فرشتے اپنے اس بلنڈر پر بہت خفیف ہوئے۔

فیاض ایسی ہی اوٹ پٹانگ باتیں سوچتا رہا۔ حقیقت یہ تھی کہ سردی اس کی برداشت سے باہر ہوئی جا رہی تھی... اور وہ اپنے ذہن کو جسم سے الگ رکھنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں سوچ رہا

تھا۔ اچانک عمران نے اس کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔

"چلو... اب ہمیں دیر نہ کرنی چاہئے۔!"

"چلو...!" فیاض نے چونک کر کہا۔

"یوں نہیں... بلکہ اسی طرح جیسے دوسرے گئے ہیں۔!" عمران زمین پر گرتا ہوا بولا۔ فیاض نے بھی اس کی تقلید کی... اور وہ دونوں سینے کے بل آگے کی طرف کھسکنے لگے۔

وہ ان جھاڑیوں تک تین منٹ کے اندر ہی اندر پہنچ گئے۔ یہاں اب بھی مدھم سی روشنی نظر آ رہی تھی وہ زمین سے چپک گئے۔ جھاڑیوں کے اندر سے برابر کھڑکھڑاہٹ کی آواز چلی آ رہی تھی۔ پھر اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے دھڑا دھڑ اینٹیں گرنے لگی ہوں۔

"لینا...!" عمران نے نعرہ لگایا۔

فیاض کے ساتھی چاروں طرف سے اندر گھس پڑے۔ مگر دوسرے ہی لمحے میں ان سب کی کھوپڑیاں ہوا سے باتیں کرنے لگیں۔ زیر تعمیر قبر پر ایک پرانی سی لالٹین روشن تھی اور اس کی روشنی میں انہیں ایک کتا اچھلتا کودتا ہوا نظر آ رہا تھا جس کے جسم پر چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ٹین کے ڈبے بندھے ہوئے تھے۔ اور یہ آوازیں دراصل انہیں ڈبوں کے زمین سے ٹکرانے کی بناء پر پیدا ہو رہی تھیں۔ اس کے علاوہ وہاں اور کچھ بھی نہیں تھا۔

یہ کیا مصیبت ہے۔!" عمران بڑبڑایا۔

فیاض اس قبر کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی ایک اینٹ بھی کھسکی ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ان میں شائد کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

پھر ان کی توجہ اس کی طرف مبذول ہو گئی جو اب بھی پہلے ہی کی طرح اچھلے کودے جا رہا تھا۔ انہوں نے اس کی گردن میں ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی جو ایک ایسے دو شاخے تنے والے درخت کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکل گئی تھی جس سے کتے کا جسم ان ڈبوں سمیت دوسری طرف نہیں نکل سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کتا اب بھی اسی جگہ موجود تھا ورنہ وہ اسی سمت نکل گیا ہوتا جدھر گلے میں پڑی ہوئی رسی کا رخ تھا۔

"چلو ادھر چلو...!" اچانک عمران نے کتے کی رسی کے ساتھ دوڑنا شروع کر دیا۔ دوسروں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ رسی پر ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی اور وہ سرپٹ دوڑتے چلے جا رہے

تھے۔ ایک جگہ اس کا دوسرا سرا ایک درخت کے تنے سے بندھا ہوا نظر آیا... اور ساتھ ہی فیاض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔ اس کی ٹارچ کی روشنی کا دائرہ ایک ٹوٹی پھوٹی سی قبر پر جم گیا تھا عمران بھی رک کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔ اس کا صندوق کھلا پڑا تھا۔ شائد اسے گڑھے سے نکال کر باہر پڑا رہنے دیا گیا تھا۔

"چوٹ ہوگئی پیارے...!" عمران بڑبڑایا۔ "ہم دھوکا کھا گئے۔ اسٹیپلر کی قبر دراصل یہی تھی۔!"

پھر وہ بڑی تیزی سے لاش والے صندوق کی طرف بڑھا۔

"ہائیں... لاش بھی غائب...!" فیاض نے اسے کہتے سنا۔

حقیقتاً لاش صندوق میں نہیں تھی۔ وہ اوزار بھی قریب ہی پڑے ہوئے ملے جن کی مدد سے قبر کھودی گئی تھی۔

وہ کافی دیر تک لاش ڈھونڈتے رہے۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔!"

"میں خود بھی دھوکے ہی میں ہوں سوپر فیاض...!"

"تم بکواس کرتے ہو...!" فیاض کا غصہ تیز ہو رہا تھا۔

"ذرا تمیز سے...!" عمران غرایا۔ "تم یہ بھول رہے ہو کہ یہاں تمہارے کچھ ماتحت بھی موجود ہیں۔!"

فیاض خاموش ہوگیا۔ بہر حال وہ وہاں سے بے نیل و مرام واپس آئے۔

فیاض نے اپنے ساتھیوں کو رخصت کردیا اور وہ دونوں ایک کیفے میں آبیٹھے۔ فیاض کا موڈ بہت زیادہ خراب ہوگیا تھا۔

"عمران خیریت اسی میں ہے کہ حقیقت ظاہر کردو ورنہ خسارے میں رہو گے۔!" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا... اور کہہ چکنے کے بعد بھی گھورتا رہا۔

"یار تم بڑے احسان فراموش ہو۔ اتنی دیر تمہارے ساتھ جھک مارتا رہا اور تم...!"

"میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا... اور نہ اسی پر یقین کرنے کو تیار ہوں کہ تم اس کی قبر کے متعلق دھوکے میں تھے۔!"

"کیوں یقین کیوں نہ کرو گے۔!"

"تم نے جس قبر کی طرف اشارہ کیا تھا... اسی قبر پر انہوں نے اپنا جال کیوں پھیلایا تھا۔!"

"ہاں... اب یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ اپنی حماقت کو الزام نہ دو گے کہ اتنے آدمیوں کی بھیڑ لے کر سر شام ہی وہاں پہنچ گئے تھے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پہلے ہی سے تاڑ گئے ہوں... اور انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا ہو کہ کسی قبر کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یار ذرا کھوپڑی استعمال کرو۔ سوپر فیاض۔!"

"تم مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔!"

"کوئی میں نے مطمئن کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جہنم میں جاؤ۔!" عمران جھلا کر بولا۔

"اس سے کام نہ چلے گا۔ میں اسی وقت تمہارے ہتھ کڑیاں لگا سکتا ہوں۔!" فیاض غرایا۔

"راجہ ہو شہر کے...!" عمران بے بسی سے بولا۔

فیاض اسے بدستور گھورتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران یقیناً کوئی چال چل رہا ہے۔ مگر اس چال تک پہنچنا کم از کم فیاض کے ذہن کے بس کا روگ نہیں۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران اسے کچھ نہ بتائے گا۔ خواہ وہ اسے پھانسی ہی پر کیوں نہ لٹکا دے۔

عمران نے بیرے کو طلب کر کے چائے کے لئے کہا اور خود اونگھنے لگا۔ پتہ نہیں فیاض کو چڑانا چاہتا تھا یا سچ مچ اسے نیند آرہی تھی۔

"فیاض ویسے ہی بھرا بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے چونک کر کہا۔

"ایک تدبیر سمجھ آرہی ہے۔ اس واقعہ کو اخبارات میں اشاعت کے لئے دے دو۔ تمہارا نام ہوگا اور کام بھی چل جائے گا۔!"

"میں سمجھ گیا۔!" فیاض غرایا۔ "اس وقت تم نے مجھے دھوکے میں رکھ کر اپنا الو سیدھا کیا ہے۔!"

"وہ تو اب بھی ٹیڑھا ہے سوپر فیاض...! ویسے اس واقعہ کی پبلسٹی سے تم کافی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ کوئی نہ کوئی تمہیں یہ ضرور بتائے گا کہ ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش کیوں چرائی گئی ہے۔!"

"اچھا...!" فیاض اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اس سے کیا فائدہ ہوگا۔!"

"بس اس آسانی تحریر سے اسٹیپلر کی لاش کی کڑیاں مل جائیں گی۔!"

"کس طرح وہ بھی تو بتاؤ...!"

"مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہاری جھڑکیاں کیوں سنتا۔!" عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

فیاض سمجھ گیا کہ وہ اس سلسلے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ لیکن ابھی بتانا نہیں چاہتا۔ بارہا ایسا ہو
تھا... اور پھر عمران اس کی دانست میں ایک غیر سرکاری آدمی تھا۔ لہٰذا وہ کامیابی کے قریب پہنچ
کر کسی سرکاری آدمی کا سہارا ضرور تلاش کرے گا اور وہ سرکاری آدمی خود فیاض کے علاوہ او
کون ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فیاض نے سوچا کہ اسے اپنا موڈ ٹھیک کر لینا چاہئے۔ اس سے پہلے بھی
عمران کئی بار کامیابی کا سہرا اس کے سر باندھ چکا تھا۔

"اچھا چلو... میں اس کی پبلسٹی کرا دوں گا... پھر کیا ہوگا...!"

"جو کچھ بھی ہوگا بہت جلد دیکھ لو گے... چائے پیئو...!" عمران بڑبڑایا۔



جولیانا فٹنر واٹر تو بہت تھک گئی تھی۔ سلیپنگ سوٹ پہن کر اس نے ایک طویل انگڑائی لی او
چھوٹی میز مسہری کے قریب سرکا کر اس پر فون رکھ دیا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں افراد ہمیش
اپنے سرہانے فون رکھ کر سویا کرتے تھے۔ پتہ نہیں کب ان کے پر اسرار آفیسر ایکس ٹو کا فو
آ جائے جو نہ سونا جانتا ہے اور نہ آرام کرنا۔

جولیا مسہری پر لیٹ گئی اور لیٹتے ہی ذہن پر غنودگی کا غبار چھا گیا۔ لیکن وہ کچی ہی نیند
تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ گھنٹی کی آواز اس وقت اسے اتنی گراں گزری کہ اُس کا چہرہ کافی حد تک
مضحکہ خیز نظر آنے لگا۔ لیکن ہاتھ کسی مشین کی طرح ریسیور پر جا پڑے۔

"یس سر...!"

"اوہو... اب تو تم میری آواز پہچاننے لگی ہو...!"

"یس سر...!"

"کیوں کیا رہا...!"

"آپ کی ہدایت کے مطابق قبر کھودی گئی۔ لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی تابوت
لاش کی بجائے پتھر بھرے ہوئے تھے...!"

"مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ جولیانا فٹنر واٹر اگر مجھے یقین ہوتا کہ لاش قبر میں موجود
تو میں کبھی اسے کھود نکالنے کی زحمت نہ دیتا...!"

"کیا آپ مجھے کچھ پوچھنے کی اجازت دیں گے...!"

"پوچھو... اگر مناسب سمجھوں گا تو جواب ضرور ملے گا...!"

"یہ قصہ والٹن کی لاش سے شروع ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سے اس کا کیا تعلق...!"

"یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ تم لوگ بہت جلد ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دو گے۔
مجھے یقین ہے۔ لیکن کیپٹن خاور کو بھی جعفری ہی کی طرح روپوش ہو جانا چاہئے...!"

"آپ اُسے براہِ راست ہدایت دیں گے یا میں مطلع کر دوں...!" جولیا نے پوچھا۔

"میں اسے مطلع کر دوں گا۔ لیکن تم لوگ نہ صرف اسے بلکہ جعفری کو بھی نظر میں رکھو گے...!"

"بہت بہتر... ایک بات اور قبرستان میں پولیس موجود تھی۔ ہم سمجھتے تھے شاید ہمیں
مجرموں کو دھوکا دینا ہے...!"

"ہم نے درحقیقت مجرموں کو دھوکہ دیا ہے...!" ایکس ٹو بولا۔ "اب وہ ہمیں سو فیصد کسی
دوسری پارٹی کے بدمعاش سمجھنے لگیں گے۔ پہلے بھی سمجھتے تھے۔ اب یقین آ جائے گا...!"

"خیر... ہاں تو... بس کل کا اخبار ہی دیکھ کر تم حالات کا اندازہ کر لو گی...!"

"کیپٹن فیاض کے ساتھ وہ لفنگا عمران بھی موجود تھا آپ اسے جانتے ہی ہوں گے...!"

"ہاں میں اسے جانتا ہوں... بے کام کا آدمی... لیکن اتنا بھی نہیں کہ ایکس ٹو کے کسی کام
میں رخنہ اندازی کر سکے...!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور جولیا بھی ریسیور رکھ کر دوبارہ سونے کی
کوشش کرنے لگی۔



اخبارات میں دو خبریں بڑی اہم تھیں۔ پہلی خبر تو یہ تھی کہ قریبی شہر شاداب نگر میں بھی
آسمان پر سرخ تحریر دیکھی گئی اور اس کے بعد وہاں کا ایک محلہ دھوئیں کے بادلوں میں گھر
گیا... اور پھر وہی سب کچھ ہوا جو کچھ پہلے یہاں ہو چکا تھا... افراتفری کے دوران کروڑوں
روپے لٹ گئے چونکہ اس سے پہلے ایک جگہ اس قسم کا واقعہ پیش آ چکا تھا اس لئے آسمان پر تحریر
نمودار ہوتے ہی فوج طلب کر لی گئی تھی اور اس نے مذکورہ محلے کا محاصرہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے
باوجود بھی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ جہاں ایک اخبار نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر فوجیوں کے پاس
گیس ماسک بھی ہوتے تو شائد لوگوں کا مال و اسباب محفوظ رہتا۔ دھوئیں کی کثرت نے فوجیوں

کو محلے کے اندر گھسنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

دوسری خبر ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کے متعلق تھی۔ پولیس کا خیال تھا کہ اس کی لاش وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کی گئی ہے۔ لیکن اس کا مقصد کوئی نہیں جانتا۔ لاش وہاں سے کیوں ہٹائی گئی؟ یہ ایک راز ہے محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو باوثوق ذرائع سے اس کا علم قبل از وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایک دوسری ہی قبر کو ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سمجھ بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو نامعلوم آدمی اسٹیپلر کی لاش لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ خبر میں وہ طریقہ بھی درج تھا جو مجرموں نے محکمہ سراغ رسانی کے آدمیوں کو دھوکا دینے کے لئے اختیار کیا تھا۔

عمران نے یہ خبریں مورننگ نیوز میں پڑھیں۔ وہ اس وقت دلیری کے شراب خانہ میں موجود تھا... دلیری ابھی کاؤنٹر پر نہیں آئی تھی۔ وہ زیادہ تر اسی وقت آیا کرتی تھی جب گاہکوں کے آنے کا وقت ہوتا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں شراب خانے کا واحد بیرا بارمینی کے فرائض بھی انجام دیتا تھا اور گاہکوں کی میزوں پر شراب بھی پہنچا دیا کرتا تھا۔

ابھی صبح ہی تھی اور عمران کے علاوہ شراب خانے میں اور کوئی نہیں تھا۔ بیرا مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"صاحب کیوں خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو۔!" اس نے کہا۔

"ہائیں...!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کب تمہیں پریشان کیا تھا۔!"

"مجھے... میرا مطلب ہے میم صاحب کو...!"

"میم صاحب...!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ چند لمحے بڑی حسرت سے بیرے کو دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "بیٹھ جاؤ... بیٹھو... تکلف کی ضرورت نہیں۔ یہاں میرے علاوہ اور کوئی ہے۔!"

بیرا اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اسے چند لمحے دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ "کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے۔!"

"محبت... ہی... ہی... ہی...!" بیرا منہ دبا کر ہنسنے لگا۔

"نہیں کی...!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ورنہ اس طرح ہنسنے کی بجائے پھوٹ

پھوٹ کر روتے۔!"

بیرا بدستور ہنستا رہا!

آخر عمران نے کہا۔ "مجھے تمہاری میم صاحب سے محبت ہو گئی ہے۔!"

"کیا...!" دفعتاً بیرا سنجیدہ ہو کر اتنے زور سے اچھلا کہ کرسی الٹ گئی۔

وہ اس طرح آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران نے اسے قیامت کی آمد کی اطلاع دی ہو۔

"کرسی سیدھی کرو...!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ "ورنہ دلیری ڈارلنگ تمہیں کچا چبا جائے گی۔!" بیرے نے چپ چاپ کرسی سیدھی کی اور کاؤنٹر کے پیچھے چلا گیا۔ وہ متحیر ہونے میں قطعی حق بجانب تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران جیسا کوئی بانکا سجیلا نوجوان دلیری جیسی سیاہ فام بوڑھیا پر عاشق بھی ہو سکتا ہے۔

عمران پھر اخبار پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ بیرا تھوڑی دیر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر دوبارہ عمران کے قریب آیا۔

"مگر صاحب...!" اس نے پوچھا۔ "آپ میم صاحب کے دھندے میں کیوں گھپلا کرتے ہیں۔!"

"ہائے تم نہیں سمجھ سکتے...؟" عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر شعر پڑھا۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے کہ سمجھائی نہیں جاتی

"میں دلیری کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں... اور تم لوگ کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھتے ہو۔ حماقت میری ہے۔ جب معنی والفاظ میں لائی ہی نہیں جاسکتی تو پھر میں سمجھانے کی کوشش کیوں کرتا ہوں۔ ویسے کیا تم لاشعور کی نفسیات سے واقف ہو...!"

بیرے نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تب پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ تم نے فرائڈ کو نہیں پڑھا۔!"

"میں پڑھا لکھا نہیں ہوں جناب...!"

"پڑھے لکھے نہیں ہو جناب! تب بھی تمہیں فرائڈ کو ضرور پڑھنا چاہئے تھا۔ خیر اب پڑھ لینا۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔!"

"فرائی پان...!"

"ہاں تو فرائی پان میں ایک انڈا توڑ کر ڈال دو... تھوڑی سی امرود کی جیلی... دو قتلے اناناس
مربہ! دانہ الائچی خورد سائیدہ...!"

اچانک دلیری ناوقت شراب خانے میں آگئی۔ عمران کو بیٹھا دیکھ کر اس کی بھنویں تن گئیں۔

"میں آج آخری فیصلہ کرنے آیا ہوں۔!"

"کائیسا پھسلا...!" دلیری دہاڑی۔

"چیخو مت... ورنہ پاس پڑوس والے بھی اس راز سے آگاہ ہو جائیں گے۔!"

"تم سالا ہمارا مٹی کھراب کر دیں گا۔!"

"دلیری ڈارلنگ...!" عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کی آنکھوں سے شراب اُبلنے لگی۔

"کیا...؟" دلیری کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"بیرے کو باہر بھیج دو... پھر میں بتاؤں گا۔!" عمران نے بڑے دردناک لہجے میں کہا۔

دلیری جواب کافی سنجیدہ اور پر سکون نظر آنے لگی تھی کنکھیوں سے بیرے کی طرف دیکھنے لگی۔ بیرا کاؤنٹر کے پیچھے لگی ہوئی بوتلوں پر جھاڑن پھیرنے لگا تھا۔

"یا پھر میرے ساتھ چلو...!" عمران نے دوسری تجویز پیش کی۔ اب اس کی آنکھوں میں آنسو بھی آگئے تھے۔!

دلیری کچھ کہے بغیر اپنے نشست کے کمرے میں چلی گئی۔ عمران بھی آگے بڑھا۔ دونوں آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔ دلیری عمران کی طرف مڑی۔

وہ اس وقت اور زیادہ کریہہ المنظر معلوم ہونے لگی تھی۔ موٹے موٹے ہونٹ خفیف کھل گئے تھے آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ دھندلا گئی تھیں۔

"کیا بولتے چھوکرے۔!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"بس ایک بار میری طرف دیکھ کر مسکرا دو... اس کے بعد میں خود ہی اپنا گلا گھونٹ کر مر جاؤں گا۔!"

وہ کھڑی پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"مسکرا دو...!" عمران پھر گھگھیایا۔

دلیری نے بے اختیار دانت نکال دیئے اور عمران فرش پر گر کر لوٹنے لگا۔ وہ ہائے واویلا

کہ دلیری بوکھلا گئی۔

"چلو... یہاں سے اٹھو... اٹھو...!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"نہیں مجھے یہیں مر جانے دو...!"

"کیا کرتا بابا...!" دلیری عجیب سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"میں یہیں مر جاؤں گا... ورنہ مجھے اپنے گھر لے چلو...!"

"تم پاگل ہے... بالکل پاگل... پہلے دھندا کھراب کرتا تھا... اب یہ...!"

"نہ یہ نہ وہ... میں تم سے پریم کرتا ہوں۔!"

"ہٹ... ادھر... چھوکرے...!" وہ عمران کو پرے جھٹک کر شرما گئی۔

عمران اور زیادہ زور شور کے ساتھ سینہ کوبی کرنے لگا۔

"تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔!" دلیری نے انگریزی میں کہا۔

"دل سے مجبور ہوں۔!" عمران ابھی کچھ اور بھی کہتا۔ انداز سے یہ ہی معلوم ہو رہا تھا مگر ٹھیک اسی وقت ویٹر بوکھلایا ہوا اندر آیا۔

"میم صاحب... گٹیالی...!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔

"گٹیالی...!" دلیری نے پھٹی پھٹی سی آواز میں دہرایا... اور عمران کو جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔

"بھاگو...!"

عمران ابھی فرش سے اٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ بھاری قدموں کی آواز سنائی دی... اور دوسرے ہی لمحے میں ایک لحیم شحیم اور سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بڑی خوفناک تھیں... سرخ سرخ... انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔!" وہ پانی سے بھرے ہوئے بادل کی طرح گرجا۔

دلیری تو ایک گوشے میں منہ ڈال کر بُری طرح کانپنے لگی۔ لیکن عمران احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ بالکل اسی انداز میں جیسے اس سوال کا اس کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"یہ کون ہے دلیری...؟" آنے والا پھر دہاڑا... وہ انگریزی ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

"مم... میں... نہیں جانتی۔!"

"تم کون ہو...!" اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"میں عاشق ہوں...!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"آچ... چھا... تو تم... دلیری کی دولت ہتھیانے کی فکر میں ہو... دلیری...؟"

دلیری اس کی طرف مڑی... لیکن اس کے چہرے کی سیاہی میں ہلکی سی پیلاہٹ بھی نظر آنے لگی تھی۔

"اپنے سینڈل اتار دو...!" نووارد غرایا۔ "اور اس کے سر پر مارتی ہوئی اسے باہر سڑک تک لے جاؤ... چالو...!"

"ٹھہرو...!" عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا نام گٹیالی کیوں ہے؟"

"کیا مطلب...!" نووارد دہاڑا۔

"بالکل اچھا نہیں لگتا... تمہارے تن و توش پر یہ نام بالکل ایسا ہی لگتا ہے جیسے کسی ہاتھی کو چھپکلی کہہ دیا جائے... تمہارا نام تو ڈمباسٹر ہونا چاہئے تھا...!"

"مذاق اڑاتا ہے... میرا...!" گٹیالی گھونسہ تان کر عمران کی طرف جھپٹا... عمران حقیقتاً چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح دروازے کے سامنے سے ہٹ جائے کیونکہ اس وقت وہی ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔

عمران نے اس کا وار خالی دے کر اپنی ٹانگ لگائی اور وہ وہیں کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ اکیلے نہیں بلکہ ایک کرسی بھی اپنے ساتھ ہی لیتا چلا گیا۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔ دوسرے ہی لمحہ میں عمران نہ صرف اس کمرے بلکہ شراب خانے ہی سے باہر تھا۔



جولیانا فنٹز واٹر نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر سیکرٹ سروس کے ایک رکن مسٹر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو تنویر...!" اس نے کہا۔ "دلیری کے شراب خانے میں ایک آدمی گٹیالی نامی موجود ہے۔ اس کا تعاقب کرو... ایکس ٹو کا حکم ہے۔ اسے ان دنوں اسی آدمی کی تلاش تھی۔ یہ ایک لمبا تڑنگا اور سیاہ فام آدمی ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں... ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کی پیشانی پر سخت چوٹ آئی ہے توقع ہے کہ سر پر پٹی بھی بندھی ہوئی ملے گی...!"

"جولیا...! موسم بڑا خوش گوار ہے...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بک رہے ہو... تم نے نہیں سنا... یہ ایکس ٹو کا حکم ہے...!"

"جولیا یہ عشق ٹو کا موسم ہے۔ خدا غارت کرے ایکس ٹو کو... اس نے ہمیں مشینیں بنا کر رکھ دیا ہے۔ پتہ نہیں خود کس دھات کا بنا ہوا ہے۔ آچ... چھا... جولیا... میں جا رہا ہوں۔ مگر...!"

"مگر کیا...؟"

"آج رات کا کھانا...!"

"تمہارے ساتھ کھاؤں گی...!" جولیا نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "جلدی کرو... اگر وہ دلیری کے شراب خانے سے رخصت ہو گیا تو ایکس ٹو بہت بُری طرح پیش آئے گا...!"

"اچھا... اچھا...!" تنویر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا اور جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا وہ اس وقت باہر جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرنا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایکس ٹو کی مرضی کے مطابق کام نہ کرنے کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ اسے ایسے بہتیرے مواقع یاد تھے جب ایکسٹو نے اپنے ماتحتوں کو سزائیں دیں تھیں۔ ان دنوں کا آخری واقعہ سارجنٹ ناشاد کا تھا۔ ناشاد ایک مشرب شاعر بھی تھا۔ ہر وقت مست رہنے والا.... پیتا بھی بہت بُری طرح تھا۔ لیکن کچھ اُسی پر منحصر نہیں تھا۔ ایکس ٹو کا حکم تھا کہ اس کے ماتحت کبھی ایسی صورت میں کسی پبلک مقام پر شراب نہ پئیں جب ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوں۔ ناشاد نے اس کے حکم کی پرواہ نہ کر کے ایک رات ایک مقامی شراب خانے میں دو بازاری عورتوں کے ساتھ شراب پی کر خاصی ہڑبونگ مچائی وہ اتنی پی گیا تھا کہ اسے کسی بات کا ہوش ہی نہ رہا۔ دوسری صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو شہر کے ایک فٹ پاتھ پر پڑا پایا۔ اس کے گرد کافی بھیڑ موجود تھی اور لوگ بے تحاشہ قہقہے لگا رہے تھے۔ وہ اٹھا اور بدحواسی میں ایک طرف چل پڑا۔ راہ میں جو بھی اسے دیکھتا ہنس پڑتا۔ اس اثناء میں ایک بار اس کا ہاتھ چہرے پر گیا اور اس کا سارا جسم جھنجھنا اٹھا۔ اس کی گھنی مونچھیں غائب تھیں پھر گالوں پر چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی اور ساتھ ہی اسے اس عجیب کی بدبو کا بھی احساس ہوا جو پہلے بھی محسوس ہوتی رہی تھی۔ لیکن اُس نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ یہ بدبو کولتار کی تھی۔ اب جو اس نے ہاتھ کی طرف دیکھا تو انگلیوں میں کولتار بھرا ہوا نظر آیا۔ بس پھر کیا تھا اُس نے بدحواسی میں گھر کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر یہ بات آئینے ہی نے اسے بتائی کہ اس کے سارے چہرے پر کولتار کا غازہ موجود ہے اور بہترین

قسم کی چڑھی ہوئی مونچھیں غائب ہیں۔ جیب سے ایک پرچہ برآمد ہوا جس پر ٹائپ کے حروف میں درج تھا۔ "دوسری غلطی پر اس سے زیادہ سخت سزا دوں گا۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔!" اور نیچے تحریر تھا "ایکسٹو"

جولیا تنویر کے متعلق سوچنے لگی جو اسے اکثر چھیڑتا رہتا تھا۔ بعض اوقات ڈھکے چھپے الفاظ میں شادی کی درخواست بھی پیش کر بیٹھتا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ اسے بھی ایکس ٹو سے کوئی معقول سزا دلوائی جائے۔ ایسی سزا جو اسے زندگی بھر یاد رہے۔

جولیا تقریباً تین گھنٹے تک تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرتی رہی... اس دوران میں وہ دوبار ایکس ٹو کا فون ریسیو کر چکی تھی جو گٹیالی کے متعلق تنویر کی رپورٹ کا منتظر تھا۔ آخر ڈھائی بجے... تنویر کا فون آیا۔

"ہیلو... جولی...!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔ "کسی نے اسے گولی مار دی۔ گرانڈ ہوٹل کے غسل خانے میں۔ فائر کی آواز نہیں سنی گئی۔ خیال ہے کہ وہ کوئی سائیلنسر لگا ہو ریوالور تھا میں نے بھی صرف اس کی چیخ سنی تھی۔ گولی داہنی کنپٹی میں لگی ہے۔!"

"تم اس کی قیام گاہ تک نہیں پہنچ سکے۔!"

"نہیں... وہ دلیری کے شراب خانے سے نکل کر... گرانڈ ہوٹل تک گیا تھا... اور شائد دلیری سے اس کا جھگڑا بھی ہوا تھا کیونکہ شراب خانے میں وہ دونوں بہت بُری طرح چیخ رہے تھے۔"

"اچھا تنویر ایک بات میری سمجھ میں آرہی ہے۔!" جولیا نے کہا۔ "اب تم بھی خطرے میں ہو۔ میرا خیال ہے کہ اسے اس لئے گولی ماری گئی ہے کہ تم اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ لہٰذا اب تم کہیں چھپنے کی کوشش کرو۔ ایکس ٹو کا حکم ہے ہم میں سے جو بھی مجرموں کی نظر میں آجائے اسے چاہئے کہ بقیہ آدمیوں سے دور ہی دور رہے۔ خیر تم اس وقت کہاں ہو۔"

"گرانڈ ہوٹل میں...!" تنویر نے جواب دیا۔

"اچھا تو وہیں ٹھہرو... لیکن کسی ایسی طرف نہ جانا جہاں تنہائی ہو میں ایکس ٹو کو تمہارے حالات سے باخبر کئے دیتی ہوں۔ اسی صورت میں تم محفوظ رہ سکتے ہو۔!"

"اب جولیا نے سلسلہ منقطع کر کے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے۔ یہ نمبر ٹیلی فون ڈائریکٹری میں نہیں تھے اور انہیں بہت ہی خاص مواقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔

ایکس ٹو سے فون پر رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی۔ جولیا نے اسے رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا کہ اس نے تنویر کو کیا مشورہ دیا ہے۔

"جولیا نافٹنر واٹر...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم واقعی بہت ذہین ہو۔ تم نے اسے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ اب مطمئن رہو۔ سب کچھ کرلوں گا۔ تمہارا خیال صحیح ہے۔ گٹیالی حقیقتاً ایسا ہی آدمی تھا جس کے ذریعے ہم مجرموں تک پہنچ سکتے تھے۔ خیر... ابھی دوسری راہیں بھی موجود ہیں جنہیں میں نے آزمایا نہیں ہے۔!"

"مگر جناب... وہ گلاس فیکٹری جہاں کیپٹن خاور پر حملے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہاں سے بھی مجرموں تک رسائی ہو سکتی ہے۔!"

"نہیں وہ راستہ فضول ہے۔ میں نے دیدہ و دانستہ اسے ترک کردیا ہے۔ ویسے تو وہ دونوں آدمی بھی بظاہر کام کے تھے جنہیں میں نے انجکشن دیئے تھے۔ مگر یقین کرو کہ وہ محض کرائے کے آدمی تھے... اور انہیں بھی اس کا علم نہیں تھا کہ اصل مجرم کون ہے۔!"

"تنویر کا کیا بنے گا۔!" جولیا نے پوچھا۔

"تم بے فکر رہو... میں اسے بحفاظت تمام... گرانڈ ہوٹل سے نکلوا دوں گا۔!"

جولیا نے سلسلہ منقطع ہونے کے بعد ریسیور رکھ دیا۔ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے لگی۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ اپنی چھوٹی سی آسٹن کار میں بیٹھی ہوئی بازار کی طرف جارہی تھی۔ اسے دراصل کچھ کپڑے خریدنے تھے۔ بازار میں پہنچ کر اس نے محسوس کیا کہ اس کا بھی تعاقب ہو رہا ہے۔ وہ اس وقت اپنی کار ایک جگہ کھڑی کر کے مختلف دوکانوں پر کپڑے دیکھتی پھر رہی تھی۔ ایک بار تعاقب کرنے والا بالکل اس کے قریب آگیا اور اسے دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ تعاقب کرنے والا عمران ہے۔ وہ اسے اس وقت سے جانتی تھی جب وہ محکمہ سراغ رسانی میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز تھا... اور اب اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ آج کل بیکار ہے اور آئے دن محکمہ سراغ رسانی والوں کے معاملات میں ٹانگ اڑائے رہتا ہے۔

"مس جولیا نافٹنر واٹر...!" عمران اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "میرے پاس آپ کے لئے ایک دلچسپ اطلاع ہے۔!"

"میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں۔!" جولیا نے بے رخی کا مظاہرہ کیا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر حال وہ اطلاع بہت اہم ہے۔ اگر آپ اطمینان سے کہیں مل بیٹھنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔۔۔!"

"میرے پاس وقت نہیں ہے آپ ہیں کون۔۔۔؟"

"میں ٹکنی کلر میں بغداد کا چور ہوں۔ آپ اس کی پرواہ نہ کیجئے لیکن وہ اطلاع ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سے متعلق ہے۔۔!"

"میں آپ کی الٹی سیدھی باتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکتی۔!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "ویسے آپ سو فیصدی ٹکنی کلر میں ہیں۔ سبز کوٹ، نیلا پتلون، زرد قمیض، گلابی ٹائی اور سفید جوتے۔ اگر آپ بغداد کا چور نہ ہوتے تب بھی میں آپ کو مداری ہی سمجھتی۔!"

"سمجھتیں نا۔۔۔ ہاہا۔۔۔ بس اب آیئے۔۔۔ کیفے دلکشا میں چائے بھی پئیں گے اور باتیں بھی ہوں گی۔ بہت سی باتیں۔۔۔ ورنہ اگر میں ہالی وڈ واپس چلا گیا تو آپ کو افسوس ہوگا۔!"

"آپ اعلیٰ قسم کے مسخرے معلوم ہوتے ہیں خیر چلئے۔!" جولیا ہنستی ہوئی اس کے ساتھ ہولی۔ ویسے اسے حیرت ضرور تھی کہ وہ اس طرح اس سے کیوں آ ٹکرایا۔ کیفے میں پہنچ کر تھوڑی دیر تک وہ خاموشی سے ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر عمران نے کہا۔

"جس رات ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش غائب ہوئی تھی آپ کہاں تھیں۔!"

"دیکھئے۔۔۔ اگر آپ زیادہ بہکیں گے تو آپ کو مزہ چکھادوں گی۔!"

"چلئے میں چکھنے سے پہلے ہی اسے میٹھا تسلیم کئے لیتا ہوں۔ مگر مس جولیا یہ بہت اہم بات ہے کہ ڈاکٹر اسٹیپلر کے تابوت پر آپ کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔!"

"میں جا رہی ہوں مسٹر۔۔۔!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

"شوق سے جایئے۔۔۔!" عمران لاپروائی سے بولا۔ "لیکن سیکرٹ سروس والوں اور محکمہ سراغ رسانی کا یہ ٹکراؤ میں پسند نہیں کرتا۔ آخر آپ لوگ یہ سب کچھ کس کے حکم سے کر رہے ہیں محکمہ سراغ رسانی کو ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش چاہئے سمجھیں اور اس کے لئے میرا صرف ایک اشارہ کافی ہے آپ سمجھتی ہیں نا اور آپ کا یہ خیال بھی فضول ہے کہ آپ مجھے نہیں پہچانتی۔ میں شیطان کا خالہ زاد بھائی عمران ہوں۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں انجان بننے سے کام اور زیادہ بگڑ جائے گا مس جولیا۔۔۔ جی ہاں۔!"

"آپ خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں میں اسے پسند نہیں کرتی۔!"

"کسی حد تک میں آپ کی ناپسندیدگی کو بھی پسند کر سکتا ہوں۔ مگر مس جولیا میں آپ کے محکمے کے آٹھوں آدمیوں سے واقف ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج کل ان میں سے دو حضرات قطعی نظر نہیں آئے اور تیسرے نے آج ایک حماقت کر ڈالی ہے۔ لہٰذا وہ بھی غائب ہو جائے گا۔!"

"بے پر کی نہ اڑاؤ۔۔۔!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "مقصد کی طرف آؤ۔۔۔ کیا تم کسی بیمہ کمپنی کے ایجنٹ ہو۔!"

"صورت سے تو وہی معلوم ہوتا ہوں گا۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن آپ مجھے کسی دن صبح ہی صبح دیکھئے پھر اگر اس دن آپ کو دوپہر کا کھانا نصیب ہو جائے تو میرے منہ پر تھوک دیجئے گا۔!"

جولیا اسے چند منٹ تک خاموشی سے گھورتی رہی۔ پھر بولی "آپ کی باتیں پُر لطف ہیں۔ لیکن اب اصل موضوع پر آجایئے۔ کیا آپ مجھ سے جان پہچان پیدا کرنا چاہتے تھے۔!"

"میں مکھی پیدا کرنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جان پہچان تو بہت بڑی چیز ہے۔ اچھا مس جولیا کوئی بات نہیں۔ آپ کو پچھتانا پڑے گا۔ میں لاش کا قصہ کیپٹن فیاض کو سنا دوں گا۔ مگر اس سے پہلے میں آپ کو دو گھنٹے کی مہلت اور دے سکتا ہوں۔ آپ اپنے ساتھیوں سے بھی مشورہ کر لیجئے۔۔۔ یہ رہا میرا کارڈ۔۔۔ اس پر فون نمبر بھی درج ہے۔ آپ دو گھنٹے کے اندر اندر مفاہمت کے لئے مجھے فون کر سکتی ہیں۔ دو گھنٹوں سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دوں گا۔۔۔ اچھا ٹاٹا۔!"

عمران اٹھا اور اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گیا۔ جولیا نے جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کیا۔ وہ بظاہر عمران سے دو ٹوک گفتگو کرتی رہی۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ اسے چکر آرہے تھے۔۔۔ اور اس کی وجہ ایکس ٹو کا خوف تھا۔ ایکس ٹو کا کہنا تھا کہ اس کے آٹھوں ماتحت خود کو دوسروں سے چھپائے رکھیں کوئی ایسا نمایاں کام نہ کریں جو ان کی شخصیات پر روشنی ڈالنے کا موجب بنے۔ لیکن عمران آٹھوں کو نہ صرف جانتا تھا بلکہ اسے ان کی مشغولیات کا بھی علم تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایکس ٹو کی شخصیت سے بھی واقف ہو۔!

دوسرے ہی لمحے میں وہ اس طرح اٹھی جیسے اس کا یہ فعل مشینی نوعیت کا رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار گھر کی طرف واپس جا رہی تھی۔ فلیٹ کے دروازے تک پہنچتے

پہنچتے اس کی سانس پھول گئی۔ اس نے قفل میں کنجی گھمائی اور دروازے کو دھکا دے کر جیسے ہی اندر داخل ہوئی کسی نے اس کی گردن پکڑلی اور قبل اس کے کہ وہ ہونٹ بھی ہلا سکتی ایک مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا۔ اس کے سارے جسم میں صرف پلکیں حرکت کر رہی تھیں۔ گردن پر رکھے ہوئے ہاتھوں کی گرفت سخت ہونے لگی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ وہ دو آدمیوں کی گرفت میں ہے۔ اس کا سر دھمکنے لگا تھا... اور آنکھوں کے سامنے تاریکی لہریں لے رہی تھیں۔ گردن کی گرفت آہستہ آہستہ تنگ ہوتی گئی اور ذرا سی دیر میں تکلیف کا احساس ہی فنا ہوگیا۔

اُسے پتہ نہیں کہ بے ہوشی کب تک طاری رہی! بہرحال ہوش آتے ہی اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ حالانکہ اس وقت اندھیرے میں تھی۔ لیکن اس کی چھٹی حس یہی کہہ رہی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اسے احساس ہونے لگا کہ وہ کسی نرم گدیلے پر نہیں بلکہ ناہموار زمین پر پڑی ہوئی ہے... اور اس کے سارے جسم میں سنگریزے سے چبھ رہے ہیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور بے تکان اٹھ کر بیٹھ گئی بائیں طرف سے ہلکی ہی سرخ روشنی آرہی تھی لیکن وہ یہاں کا اندھیرا دور کرنے کے لئے کافی نہیں تھی۔ اس نے بائیں طرف مڑ کر دیکھا تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بڑا سا سوراخ نظر آیا... اتنا بڑا کہ ایک آدمی بیٹھ کر بہ آسانی اس سے گذر سکتا تھا۔ یہ سرخ روشنی اسی سوراخ سے اندر آرہی تھی۔ جولیا گھٹنوں کے بل سوراخ کی طرف رینگنے لگی۔

اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اُسے معلوم ہوگیا کہ وہ کہاں ہے۔ سوراخ کی دوسری طرف الاؤ جل رہا تھا۔ تین آدمی زمین پر سوئے پڑے تھے۔ ایک الاؤ کے قریب بیٹھا سلگتی ہوئی لکڑی سے اپنا پائپ جلا رہا تھا۔ اس کے قریب ہی دو تین رائفلیں ایک پتھر سے ٹکی کھڑی تھیں اور وہیں ایک بڑا سا کلہاڑا بھی پڑا ہوا تھا۔

رائفلیں سوراخ سے قریب ہی تھیں... جولیا خود میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ دراصل ایک بہت بڑا غار تھا جس کے دو حصے تھے اور وہ سوراخ ان دونوں کو ملاتا تھا۔ جولیا کا آدھا دھڑ سوراخ کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ آگ کے قریب بیٹھا ہوا آدمی اپنا پائپ سلگا کر زمین پر لیٹ گیا تھا۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک رائفل اپنے قبضہ میں کرلی اور اس کی نالی جاگتے

ہوئے آدمی کی طرف کرتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ ”بس خاموش ہی رہنا۔!“

اس آدمی نے بڑے اطمینان سے اس کی طرف کروٹ لی... اور اس انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا جیسے کوئی ننھی سی بچی کسی لکڑی کی بندوق سے اسے دھمکا رہی ہو۔ نہ اس کی آنکھوں میں خوف تھا نہ حیرت۔ بس ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی فکر مند باپ اپنی ننھی سی بچی کی خوش فعلیوں سے محظوظ ہونے کے موڈ میں نہ ہو۔!

”رائفل خالی ہے... اُسے رکھ دو...!“ اس نے تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہا... اور اپنی جگہ پر واپس جاؤ... یہ تینوں جو سو رہے ہیں بہت بُرے آدمی ہیں۔ میں نے انہیں بہت مشکل سے سلایا ہے۔!“

جولیا نے رائفل نہیں رکھی... اس آدمی نے پھر کہا۔ ”میرے کہنے پر عمل کرو... ورنہ نتیجے کی خود ذمہ دار ہوگی۔!“

”تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو...!“ جولیا نے پوچھا۔

”اس بات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ تم ابھی دوسری جگہ لے جائی جاؤ گی اور وہیں تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ میرے کہنے پر عمل کرو۔ رائفل وہیں رکھ دو جہاں سے اٹھائی ہے۔ اگر یہ لوگ جاگ پڑے تو تمہاری بقیہ زندگی جہنم بن جائے گی۔!“

جولیا چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر رائفل وہیں رکھ کر غار کے تاریک حصے میں واپس چلی گئی۔ وہ اس آدمی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ وہ اس کا کوئی جانا پہچانا سا چہرہ تھا۔ آواز میں بھی کوئی ایسی چیز موجود تھی جس کی بناء پر وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس سے قبل بھی کہیں اسے دیکھ چکی تھی۔ کہاں؟ ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی یاد نہ آسکا۔ پھر سوچنے لگی۔ ممکن ہے واہمہ ہو... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ چونکہ وہ خلاف توقع مہربانی سے پیش آیا تھا اس لئے ذہن کے تاریک گوشے اس سے کچھ نہ کچھ تعلق پیدا کر لینے کا جواز ڈھونڈ رہے ہوں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تاریکی میں ٹارچ کی روشنی نظر آئی۔ اس نے بائیں طرف والے سوراخ کی جانب دیکھا کوئی آدمی ٹارچ کی روشنی اس پر ڈال رہا تھا۔

پھر دو آدمی اندر آئے... اور انہوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر باہر نکالا اب اس غار میں چھ آدمی تھے۔ انہوں نے جولیا سے کوئی بات نہیں کی۔ سوئے ہوئے آدمی بھی اٹھ گئے تھے...

اور ان کا سامان ایک جگہ ڈھیر تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سفر کے لئے تیار ہوں۔ کسی نے جولیا کی کمر پر رائفل کا کندہ رکھ کر اسے آگے کی طرف دھکیلا اور وہ ایک لفظ کہے بغیر اپنے آگے چلتے ہوئے آدمی کے پیچھے چل پڑی۔

غار سے نکلتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے وہ برفیلے سمندر میں غوطے لگا رہی ہو۔ اس کے جسم پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو اسے جنگل کی سردی سے بچا سکتے۔

کچھ دور چلنے کے بعد رک جانے کا حکم ملا... اور ٹارچ کی روشنی ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن پر پڑی۔ قبل اس کے اسے کچھ کہا جاتا جولیا خود ہی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئی۔ چار آدمی اس کے ساتھ بیٹھے اور دو اگلی نشست پر چلے گئے۔ اندر پہنچتے ہی ان میں سے کسی آدمی نے جولیا پر کمبل ڈال دیا تھا۔

"اگر تم لیٹنا چاہو تو وہ سیٹ کافی ہے۔!" کسی نے کہا۔

"نہیں شکریہ...!" جولیا بولی۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں۔!"

اسٹیشن ویگن کا انجن گڑگڑایا اور وہ فراٹے بھرنے لگی۔ جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ لوگ کافی مہذب اور شائستہ ہیں۔ انہوں نے ابھی تک اسے کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ جولیا نے خود کو اچھی طرح کمبل میں لپیٹ لیا تھا۔ لیکن ٹھنڈی ہوا اب بھی اس کے چہرے پر تھپیڑے مار رہی تھی۔ اس کے باوجود بھی نہ تو وہ لیٹنا چاہتی تھی اور نہ چہرہ ڈھکنا چاہتی تھی۔

گاڑی ناہموار راستے پر چل رہی تھی۔ جھٹکے اور دھچکے بھی کہہ رہے تھے۔ یہ سفر تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ جولیا کو وقت کا احساس نہیں تھا ورنہ اس میں اتنی ہمت تو تھی کہ وہ ان لوگوں سے وقت پوچھ سکتی۔

آخر وہ سفر ختم ہوا... جولیا سے نیچے اُترنے کو کہا گیا۔ اس نے بے چوں وچرا تعمیل کی۔ باہر نکلتے ہی پھر اسے شدید ترین سردی کا احساس ہوا۔ کیونکہ ہوا بہت تیز تھی اور آسمان میں بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بجلی کی چمک طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہو رہی تھی۔

جولیا کو یاد نہیں کہ وہ کس طرح اس عمارت میں پہنچی۔ اسے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمارت تک پہنچنے میں کتنی دیر لگی تھی۔ اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا... اور ذہن پر برف کی سل سی رکھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بجلی کی چمک میں اس عمارت کی ایک جھلک ضرور دیکھی

تھی۔ لیکن اتنی دیر میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا مشکل ہی تھا۔ وہ ایک کمرے میں لائی گئی جس کی دیواریں بھورے رنگ کے پتھر سے بنائی گئیں تھیں اور وہاں بہت ہی بھدے قسم کا فرنیچر موجود تھا۔ اسے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے وہ کسی دیہاتی زمیندار کے مکان میں ہو۔

وہ لوگ اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئے... کمرہ گرم تھا۔ دیوار میں بنے ہوئے آتش دان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے۔ لیکن کمرے کے در و دیوار سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔

یہاں ایک ہی دروازہ تھا... نہ کھڑکیاں تھیں اور نہ روشن دان شائد پندرہ یا بیس منٹ تک وہ وہاں تنہا رہی۔ پھر یہ تنہائی رفع ہوگئی۔ آنے والا پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا مگر اس کے سر کے زیادہ تر بال غائب نہ ہوگئے ہوتے تو اس کی عمر کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا۔ اب یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بال قبل از وقت غائب ہوگئے اور وہ پچیس سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔

جولیا نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے کوئی اجنبی نہیں تھا۔ وہ صدہا بار علمی اور ادبی رسائل میں اس کی تصاویر دیکھ چکی تھی۔ یہ مشہور سائنس دان ڈاکٹر اسٹپلر تھا۔ ایک دیسی عیسائی... جس کی قبر سے خالی تابوت حاصل ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی تیز اور خوف ناک تھیں۔ جولیا ایک بار سے زیادہ اس سے آنکھ نہ ملا سکی۔

"تم بہت تھک گئی ہوگی۔!" ڈاکٹر اسٹپلر نے کہا... اس کی آواز بڑی نرم تھی اور چہرے کی کرختگی کے مقابلے میں جولیا کو بہت عجیب لگی۔

جولیا نے جواب نہ دیا۔

"میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں۔!" اسٹپلر نے کہا۔ "میں تمہیں اسی دن سے جانتا ہوں جب تم نے میرے دو آدمیوں کو دھوکا دے کر دانش منزل میں پہنچایا تھا۔!"

"تو آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں حقیقتاً کون ہوں۔" جولیا نے کہا۔

"مجھے یہ جاننے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کہ تم کون ہو...؟" ڈاکٹر اسٹپلر نے کہا۔ "لیکن یہ ضرور معلوم کروں گا کہ دانش منزل میں تمہارے علاوہ اور کون تھا۔!"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔!"

"ضد بری چیز ہے۔!" ڈاکٹر اسٹپلر مسکرایا۔

"میں یقین بھی نہیں دلانا چاہتی۔" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"تم خواہ کتنی ہی ضد کیوں نہ کرو... میں تشدد نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد تم خود بخود مجھے سب کچھ بتادو گی۔ اگر میرے دو آدمی پاگل ہو سکتے ہیں تو تم بھی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ سکتی ہو۔!"

"جو بات میں نہیں جانتی اسے کیسے بتاسکوں گی۔!"

"اچھا والٹن اور جعفری میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔!"

"مجھے اس کا بھی علم نہیں ہے۔ اس کا علم بھی اسی آدمی کو ہو سکتا ہے جو اس رات دانش منزل میں تھا۔ جس نے آپ کے دو آدمیوں کو...!"

ڈاکٹر اسٹپلر خاموش ہو گیا۔ وہ چند لمحے آتش دان میں دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "میری قبر کس نے کھودی تھی۔!"

"میں کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی۔!"

"محض اس لئے کہ میرے کسی آدمی نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں بھی رحمدلی سے پیش آرہا ہوں۔!"

"اور میں یہ بھی جانتی ہوں ڈاکٹر کہ میری زندگی کا انحصار میری زبان ہی پر ہے۔ میں اس وقت تک زندہ رہوں گی جب تک اپنی زبان بند رکھوں۔!"

"نہیں یہ ضروری نہیں۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر میں کوئی ننھی سی بچی نہیں۔ آپ نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ آپ مر چکے ہیں۔ میں آپ کو زندہ دیکھ رہی ہوں۔ کیا آپ کسی ایسے آدمی کو زندہ دیکھنا پسند کریں گے جو اس راز سے واقف ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ والٹن اس راز سے واقف رہا ہو۔!"

"تم کافی ذہین عورت ہو۔ لیکن والٹن کی موت سے میرا کوئی تعلق نہیں میں خود یہ جاننا چاہتا ہوں کہ والٹن کو کن لوگوں نے قتل کیا ہے... اور میری مصنوعی موت بھی ملک کے مفاد ہی کے لئے ہوئی تھی۔ تم کیا جانو کہ میں ملک و قوم کے مفاد کے لئے کیا کر رہا ہوں۔ اگر میں علی الاعلان اپنا کام جاری رکھتا تو ایک مغربی ملک کے جاسوس میرا کام تمام کر دیتے۔ لیکن تم لوگ کون ہو جو میرے کاموں میں روڑے اٹکا رہے ہو... میں صرف اس آدمی کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں جس نے میرے آدمیوں کے دماغ الٹ دیئے تھے۔!"

جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹپلر تیکھے خدوخال رکھنے کے باوجود بھی اسے رحم دل اور ایماندار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے آدمیوں نے بھی اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور کوئی سختی نہیں کی تھی۔ اسے زبردستی گھر سے اٹھا لائے تھے۔ اس کے بعد یہاں تک لے آنے کے دوران میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگی۔ کہیں وہ سچ مچ کوئی غیر ملکی جاسوس نہ ہو۔ اکثر ایسے واقعات پیش آئے تھے جب کسی سرکاری ادارے پر دوسرے ممالک کے جاسوسوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ وہ الجھن میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹپلر بڑا نیک نام آدمی تھا۔ اُس نے ملک و قوم کی بہتیری خدمات انجام دی تھیں۔

"تم کیا سوچ رہی ہو۔!" ڈاکٹر اسٹپلر نے کہا۔ "کیا تم تھوڑی سی برانڈی لینا پسند کرو گی۔!"

"نہیں شکریہ... میں شراب نہیں پیتی۔!"

"تم نسلاً سوئیس ہو...!"

"جی ہاں...!"

"لیکن تمہارے دوسرے ساتھی یہیں کے ہیں... کیا تم اس ملک کی وفادار ہو۔!"

"ہاں... میری ماں یہیں کی تھی۔ میں خود کو یہیں کی شہری تصور کرتی ہوں۔ مجھے اس سرزمین سے پیار ہے۔!"

"تم بکواس کر رہی ہو۔!" دفعتاً ڈاکٹر اسٹپلر کا موڈ بدل گیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں اور پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں وہ پھر دہاڑا۔ "تم کسی دشمن ملک کی جاسوسہ ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارا سرغنہ کون ہے۔!"

جولیا کانپ گئی۔

دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ "ڈاکٹر.... پولیس...!"

"کیا بکواس ہے۔!" ڈاکٹر غرا کر دروازے کی طرف مڑا۔

دروازے میں جولیا کو وہی آدمی نظر آیا جس سے غار میں اس کی گفتگو ہوئی تھی... اور جس نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ رائفل رکھ دے ورنہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔

وہ اندر آ گیا۔

"پولیس! تم کیا بک رہے ہو...!"

"ہاں ڈاکٹر... میرے اور آپ کے علاوہ اور سب گرفتار ہوگئے ہیں۔!"

"کیا تم نشے میں ہو۔!"

"آپ جانتے ہیں کہ مجھے نشے سے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

"کل رات بھی تم نے شراب پی کر کافی اودھم مچائی تھی... جاؤ یہاں سے۔!"

"ڈاکٹر... اس وقت میں نشے میں نہیں ہوں۔ اگر ہوتا بھی تو نشہ ہرن ہوجاتا۔ آپ خو[د] دیکھ لیجئے سارے ساتھی اسی کمرے میں بندھے پڑے ہیں۔!"

اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم جاتے ہو یا میں تمہیں ہوش میں لاؤں۔!" ڈاکٹر دانت پیس کر اسے مکہ دکھاتا ہوا بولا۔

"آپ کی مرضی...!" اس نے لاپروائی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "میں نے خطرے سے آگاہ کردیا۔!"

وہ چلا گیا اور ڈاکٹر پھر جولیا کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"ڈاکٹر اگر تم محب وطن ہو تو یہاں پولیس کا کیا کام...؟" جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ... وہ بکواس کررہا ہے۔ نشے میں ہے۔ میرے سارے ہی آدمی میری طرح سنجیدہ نہیں ہیں۔!"

اچانک جولیا کی نظر پھر دروازے کی طرف اٹھ گئی۔ وہی آدمی دوبارہ اندر آرہا تھا لیکن اس با[ر] اس نے ایک آدمی کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس۔ اسے فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھئے۔ ڈاکٹر... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

"کیا...؟ یہ کیا ارے...!" ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"جی ہاں... اور دوسرے وہاں اس کمرے میں ہیں۔!" اس نے کہا۔

ڈاکٹر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر جھپٹا... اور وہ آدمی جولیا کو آنکھ مار کر مسکرانے لگ[ا]۔ گھنی مونچھوں سے ہونٹ تو ظاہر نہیں ہوسکے لیکن اس کی آنکھیں بھی مسکراتی ہوئی معلو[م] ہورہی تھیں۔ جولیا نے جھینپ کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس۔ ڈاکٹر اسٹپلر کی غراہٹ سنی اور غیر ارادی طور پر اس کا چہرہ اس کی طرف مڑ گیا۔

"تم کون ہو...؟" ڈاکٹر اسٹپلر اس آدمی سے کہہ رہا تھا۔

"تم نارنگ نہیں ہو... ہرگز نہیں ہو... میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔!"

"تم کھا چکے اسٹپلر... تم ختم ہوگئے۔!" اس آدمی نے گھنی مونچھوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جولیا کے حلق سے ایک تحیر آمیز چیخ نکلی۔ اس کے سامنے وہی لفنگا عمران کھڑا تھا جس نے آج اسے ایک ریستوران میں مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ڈاکٹر اسٹپلر خود کو میرے حوالے کردو... بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ شائد مجھے تمہاری لاش یہاں سے لے جانی پڑے۔!" عمران نے کہا۔

"تم کون ہو...!"

"علی عمران... ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی (گورداس پور) اور ریاست ڈھمپ کا شہزادہ۔ انگریزی میں لوگ مجھے ڈیوک آف ڈھمپ کہتے ہیں۔!"

دفعتاً ڈاکٹر نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ڈاکٹر زمین پر اوندھا گرا لیکن پھر بڑی تیزی سے اٹھ کر عمران پر پلٹ پڑا۔

"ہائیں... ہائیں... ارے... ارے...!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "ہاتھا پائی شریفوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر تم بہت اونچے آدمی ہو۔ لفنگے نہ بنو...!"

اس بار ڈاکٹر اسٹپلر کا گھونسہ دیوار پر پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تارے ہی ناچ گئے ہوں گے کیونکہ اس نے اپنی پوری قوت سے حملہ کیا تھا۔ دیوار پر گھونسہ پڑتے ہی اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ بھی نکلی تھی۔

"صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔!" عمران نے ایک طرف ہٹ کر درویشانہ انداز میں کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے ابھی تک عمران کی حرکتوں کے متعلق صرف سنا تھا۔ قریب سے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اسے حیرت بھی تھی۔ جیسا سنا تھا اسے ویسا ہی پایا... اور شائد وہ تنہا بھی تھا۔ اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ ساتوں آدمی بے ہوش کیوں ہوتے جن کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے۔ شائد اس نے انہیں کسی تدبیر سے بے ہوش کرکے باندھ لیا تھا اور اب ان کے سرغنہ کو اس طرح زچ کررہا تھا جیسے کوئی بلی کا بچہ اپنے پہلے شکار کو کھلا کھلا کر مارتا ہے۔

ڈاکٹر اسٹپلر ذرا ہی سی دیر میں دیوار سے لگ کر ہانپنے لگا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ پھاڑتا ہوا بولا۔ "یہ تھکن کا بہترین علاج ہے۔ اگر کہو تو ایک پیش کروں... اس سے سانس بھی قابو میں آجاتی ہے۔!"

جواب میں اسٹیپلر نے اسے ایک گندی سی گالی دی۔

"توبہ... توبہ...!" عمران اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "یہ ایک عظیم سائنس دان بول رہا ہے۔!"

"شٹ اپ...!" ڈاکٹر اسٹیپلر حلق کے بل چیخا اور پھر عمران پر آپڑا... مگر عمران کہاں۔ اس نے تو سامنے والی دیوار پر ٹکر ماری تھی... اور عمران دور کھڑا سادھوؤں کی طرح ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ غصے کی آگ کا ایندھن عقل بن جاتی ہے... اور آدمی کسی جلی ہوئی عمارت کی طرح ویران ہو جاتا ہے۔ جو بے کار ہو جانے کے باوجود بھی زمین پر اپنا تسلط جمائے رکھتی ہے۔ اگر کنفیوشس کی شادی ہو گئی ہوتی تو وہ ایسی بات نہ کہہ سکتا۔!"

"کیوں... ڈاکٹر... کیا خیال ہے۔!"

مگر ڈاکٹر کو ہوش کہاں تھا۔ آخری ٹکر نے اس کے سر میں شگاف ڈال دیا تھا۔ جس سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا... اور وہ خود اوندھے منہ پڑا تھا۔ جولیا قریب ہی کھڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔



تھوڑی دیر بعد عمران آٹھ بے ہوش آدمیوں کو اسٹیشن ویگن میں ٹھونس رہا تھا۔ جولیا اس کے پاس خاموش کھڑی تھی۔

"تم یہاں اگلی سیٹ پر میرا انتظار کرو۔" عمران نے اس سے کہا۔ "میں بہت جلد واپس آؤں گا۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ زندگی بھر اس پہاڑی علاقے میں بھٹکتی پھرو گی۔ مجھے یقین ہے کہ آتے وقت تم نے راستے پر دھیان نہ دیا ہوگا۔!"

"میں انتظار کروں گی۔!" جولیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران پھر عمارت میں داخل ہوا جہاں اب اُلّو بول رہے تھے۔ وہ ایک کمرے میں آیا جس میں ایک ٹرانس میٹر سیٹ موجود تھا۔ عمران اس پر جھکتا ہوا بولا۔ "روشی... روشی...!" ریسیونگ پیس سے آواز آئی۔ "کون... عمران تم کہاں ہو۔!"

"وہیں... جہاں سے کچھ دیر پہلے بولا تھا۔ دیکھو... سکس تھری ایٹ نائٹ پر فون کر کے کہو سارجنٹ ناشاد... تم اپنے تین آدمیوں کو لے کر لینڈ کسٹم ہاؤز کے پاس جاؤ... ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا کہ یہ ایکس ٹو کا پیغام ہے اور پھر سارجنٹ ناشاد سے کہنا کہ کسٹم ہاؤز کے پاس سے گزرنے والی ہر اسٹیشن ویگن کی تلاشی لیتا رہے۔ عمران قیدیوں کو لا رہا ہے۔ اس کے ساتھ جولیا بھی ہے۔ تم زبردستی ان پر قبضہ کر لینا۔ اگر عمران لڑنے پر آمادہ ہو تو اسے اچھی طرح ٹھیک کر دینا۔ پھر ان قیدیوں کو دانش منزل پہنچا کر ایکس ٹو کے دوسرے حکم کا انتظار کرنا۔!"

"جولیا کون ہے...!" روشی نے پوچھا۔

"ایک بیمار اور بوڑھی عورت جو شائد راستے ہی میں مر جائے۔ فون نمبر پھر سے سنو اور لکھ لو... سکس تھری ایٹ ناٹ... سارجنٹ ناشاد... وہ تینوں آدمیوں سمیت... لینڈ کسٹم ہاؤز کے پاس موجود رہے۔ ہاں...!"

عمران ڈس کنکٹ کر کے پھر باہر آگیا۔ جولیا اگلی سیٹ پر موجود تھی۔ اسٹیشن ویگن چل پڑی۔

"اور یہاں یہ سب یونہی پڑا رہے گا۔!" جولیا نے کہا۔

"جہنم میں جائے۔ میں تو صرف کیپٹن فیاض کو چوٹ دینا چاہتا تھا۔ پولیس خود ہی سمجھتی بوجھتی رہے گی۔!"

"نہیں آپ انہیں براہِ راست پولیس کے سپرد نہیں کر سکتے۔ یہ سیکرٹ سروس والوں کا کیس ہے۔!"

"ہوگا...!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "سیکرٹ سروس والوں کو بھی دیکھ لیا۔ سب نکمے ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو یہ لوگ تمہیں مکھن کی ٹکیہ کی طرح کھا جاتے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ ویسے اگر چیونگم سے شوق کرنے کو دل چاہے تو میری جیب سے نکال لو۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ حقیقتاً اگر عمران وہاں نہ ہوتا تو نہ معلوم وہ لوگ ان کا کیا حشر کرتے۔ اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کیا آپ بہت پہلے سے ان لوگوں میں رہتے ہیں۔!"

"نہیں... یہ آج ہی کی بات ہے۔ میں ریستوران سے نکل کر ایک جگہ چھپ گیا تھا... اور وہاں مجھے پہلے ہی سے علم تھا کہ کچھ لوگ تمہاری نگرانی کرتے ہیں۔ وہ دراصل اسٹیپلر ہی کے

آدمی تھے۔ تم ریستوران سے باہر نکلیں... اور میں نے تمہارا تعاقب شروع کر دیا۔ میں دراصل تم پر اپنی گفتگو کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ تم اپنے فلیٹ میں گئیں اور میں باہر تمہارا انتظار کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ تم پھر باہر آؤ گی اس کے بعد میں دیکھتا کہ میری گفتگو تمہیں کہاں کہاں لے جاتی۔ لیکن تمہاری بجائے تمہارے فلیٹ سے دو آدمی نکلے جو ایک بہت بڑا صندوق اٹھائے ہوئے سڑک کی طرف آرہے تھے۔ صندوق حد سے زیادہ وزنی معلوم ہوتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اس صندوق میں تم ہی ہو سکتی ہو۔ کیونکہ یہ دونوں انہی آدمیوں میں سے تھے جو تمہاری نگرانی کیا کرتے تھے۔ پھر میں ان کا تعاقب کرتا ہوا اس غار تک پہنچا جہاں تم پہلے لے جائی گئی تھیں۔ وہاں دو آدمی اور تھے بس میں نے ان چاروں میں سے ایک کو منتخب کر لیا جس کا میک اپ مجھ پر چل سکتا تھا۔ اس کا نام شاید نارنگ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی وہیں جھاڑیوں میں بندھا پڑا ہو۔ کنفیوشس نے کہا تھا کہ اپنے جسم کو کاہل نہ ہونے دو... بیڑا پار ہو جائے گا۔ ہاں آج میں نے بہت محنت کی ہے۔ ان ساتوں کو شراب میں بیہوشی کی دوا دینی پڑی تھی۔!"

"کیا اس کے ساتھ بس اتنے ہی آدمی تھے۔!"

"نہیں شائد ڈیڑھ درجن شہر میں بھی ہیں۔!"

"سرخ تحریر کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں۔!"

"وہ سو فیصد سرخ ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ... وہ سب کچھ قیامت ہے۔ ایک دن ساری زمین پر پھیل جائے گی... اور کیا۔!"

جولیا اونگھ رہی تھی۔ اب وہ مطمئن ہو چکی تھی اس لئے اسے جلد ہی نیند آگئی۔ وہ پشت گاہ سے ٹک کر سو گئی۔ پھر اچانک دھچکا لگنے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسٹیشن ویگن رک گئی تھی۔ دفعتاً اس نے سارجنٹ ناشاد کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

"عمران صاحب... چپ چاپ اتر آیئے گا۔ ورنہ میں آپ کی کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔!"

"ضرور کر دو پیارے... میں اسے دماغ کی کھڑکی کہا کروں گا۔ ہوا اندر جاتی رہے گی اور دماغ کو کبھی گرم ہونے کا موقع نہ ملے گا۔!"

دوسرے ہی لمحہ میں ریوالور کی نال عمران کے سینے سے آلگی۔ دروازہ کھلا اور عمران کو زبردستی کھینچ لیا گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ...!" جولیا چیخی۔

"ایکس ٹو کا حکم۔!" سارجنٹ ناشاد اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر پچھلے حصے سے کسی نے کہا۔ "عمران ریوالور کا رخ تمہاری ہی طرف ہے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔!"

عمران نیچے سے چیخ کر بولا۔ "جولیا تم قیامت کے دن خدا کے سامنے گواہ رہنا کہ اسٹیپلر کو میں نے پکڑا تھا... اور کنفیوشس پر تو مجھے اس وقت غصہ آرہا ہے... جو دنیا کو نیکی کا سبق دیا کرتا تھا۔ بس قصہ... حاتم طائی ٹھیک ہے... دریا کر نیکی میں ڈال... اوہ نیکی... کر...!"

اسٹیشن ویگن فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔



دانش منزل کے ایک بڑے کمرے میں سیکرٹ سروس کے آٹھوں ارکان مؤدب بیٹھے ہوئے تھے اور ٹرانس میٹر سے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز منتشر ہو رہی تھی۔ وہ ہمیشہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتا تھا۔ اسی لئے اس کے ماتحتوں کا خیال تھا کہ وہ اپنی اصل آواز کو چھپانے کے لئے حلق کے بل بولتا ہے۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "ڈاکٹر اسٹیپلر... وہ راکٹ چرا کر لایا تھا۔ اُس نے انگلینڈ میں اس سائنسدان کو زہر دیا تھا جس نے وہ راکٹ بنایا تھا۔ خیال اس کا تھا اور ڈاکٹر اسٹیپلر نے اس کی تیاری میں مدد دی تھی۔ وہ راکٹ کچھ اس قسم کا تھا کہ فضا میں ہر قسم کی اڑان کر سکتا ہے۔ اس کے پچھلے حصے سے سرخ رنگ کی چمکدار گیس بھی خارج ہوتی ہے۔ راکٹ دراصل اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ چاند تک پہنچنے کا تجربہ کیا جائے۔ لیکن ڈاکٹر اسٹیپلر کی ذہانت نے شیطنت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وہ اسے یہاں اڑا لایا... اور اسے دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنے لگا۔ وہ راکٹ کو فضا میں اس طرح چکر دیتا کہ سرخ رنگ کا دھواں تحریر کی شکل اختیار کرتا جاتا۔ لوگ بدحواس ہو جاتے۔ پھر وہ آبادیوں پر دھوئیں کے غبارے پھینک کر سچ مچ قیامت کا منظر پیش کر دیتا اور اس کے گرگے اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چونکہ وہ گیس ماسک پہنے ہوئے ہوتے تھے اس لئے بے دھڑک دھوئیں میں گھستے چلے جاتے تھے۔ انہوں نے صرف دو ہی حملوں میں اربوں کی دولت لوٹ لی۔

ڈاکٹر اسٹیپلر جانتا تھا کہ یہ بات چھپی نہ رہے گی۔ لہٰذا اس نے یہاں آکر اپنی موت کا ڈھونگ

رچایا اس کے گروہ والوں نے ایک تابوت دفن کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں پتھر ہی بھرے گئے ہوں گے۔

والٹن دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ایک انسپکٹر تھا اور اسی راکٹ کے چکر میں یہاں آیا تھا۔ چونکہ وہ راکٹ تجرباتی ہی دور میں تھا اس لئے انگلینڈ کی حکومت چاہتی تھی کہ اس کی شہرت بھی نہ ہونے پائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ کوئی حریف ملک پہلے ہی فائدہ اٹھالے۔ اس لئے والٹن بہت ہی پوشیدہ طور پر یہاں آیا تھا... اور وہ مجھ سے مل کر اُسے تلاش کرنا چاہتا تھا۔ مگر اسٹیپلر کے آدمیوں نے اسے پہلے ہی ختم کر دیا۔ وہ راکٹ اب میرے قبضے میں ہے۔ جو محکمۂ خارجہ کے توسط سے انگلینڈ واپس بھیج دیا جائے گا۔ اگر میں اس سلسلے میں عمران کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی مگر شاید شکریہ اس تک نہ پہنچ سکے۔ وہ تم آٹھوں سے واقف ہے لیکن اسے میرے وجود کا علم نہیں ہے اور میں یہی چاہوں گا کہ کبھی نہ ہو! اسی میں میرے محکمے کی بہتری ہے۔ اچھا اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ پولیس آرہی ہے۔ وہ مجرموں کو لے جائے گی۔ پولیس والوں کو تمہارے وجود کا علم نہ ہونا چاہئے۔



ٹرانس میٹر بند کر کے عمران بُری طرح کھانسنے لگا۔ اتنی دیر تک اس طرح بولتے رہنے کی وجہ سے حلق میں خراش پڑ گئی تھی۔

روشی اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اس کا داہنا کان پکڑ کر زور سے اینٹھ دیا۔

"ارر... ارر... !" عمران اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا کراہا۔

"یہ مجھے آج معلوم ہوا ہے۔!" روشی نے کان چھوڑ کر کہا۔ "تم مجھ سے اتنے دنوں تک چھپائے کیوں رہے۔!"

"تم بھی کس کی باتوں میں آئی ہو۔!" عمران ہنس کر بولا۔ "یہ عمران بول رہا ہے... عمران جس کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں۔!"

"پچھلی رات بھی تم نے ایکس ٹو کا پیغام دینے کے لئے کہا تھا۔ مجھے بتاؤ ورنہ... !" روشی گھونسہ اٹھا کر بولی۔

"ہائیں... ہائیں... !" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔ "بتاتا ہوں... ہاں میں... محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر ہوں۔ اپنے ماتحتوں کے سامنے نہیں آنا چاہتا ورنہ وہ کمبخت مجھے چٹکیوں میں اڑا دیں گے۔ میری صورت ہی ایسی ہے۔ کسی پر میرا رعب نہیں پڑ سکتا۔ لوگ راہ چلتے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر گفتگو کرتے ہیں۔ اگر اپنے چہرے پر رعب پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔ ٹیلی فون یا ٹرانس میٹر پر ایکس ٹو کی آواز سن کر وہ لوگ بُری طرح کانپنے لگتے ہیں۔ لیکن عمران کی جو درگت انہوں نے پچھلی رات بنائی تھی اب تک یاد ہے۔ ایسی بے دردی سے اسٹیشن ویگن سے کھینچ کر زمین پر پھینک دیا تھا کہ عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کی ہڈیاں اور پسلیاں برابر ہو گئیں ہوتیں۔!"

"یہ جولیا کون ہے۔!"

"مر گئی بے چاری۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اس کا کیا قصہ ہے۔!" روشی نے پوچھا۔

"وہ بے چاری کم از کم پچانوے سال کی ضرور ہوگی۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کی نانی تھی اور اس کمبخت نے اسے بھی قید کر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی فرضی موت کے راز سے واقف تھی۔ ڈاکٹر اسٹیپلر نے سوچا کہیں کسی پر یہ راز ظاہر نہ کر دے۔ لہٰذا اس نے اُسے اپنی قید میں رکھ چھوڑا تھا۔!"

"جولیا... نام تو بڑا خوب صورت ہے۔!"

"اور کیا... !" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا دعویٰ ہے کہ جوانی میں وہ خود بھی بڑی خوبصورت رہی ہوگی۔ ہاں... لو چیونگم کھاؤ... !"

عمران اسے کنکھیوں سے دیکھتا ہوا اپنا سر کھجانے لگا۔ روشی دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ شائد اب بھی جولیا ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

﴿تمام شد﴾

عمران سیریز نمبر 10

لڑکیوں کا جزیرہ

(مکمل ناول)

پیشرس

دھوئیں کی تحریر کے بعد "لڑکیوں کا جزیرہ" پڑھیئے! اس میں بھی آپ عمران کو پہلے کی طرح کافی چاق و چوبند پائیں گے!.... آپ میں سے ہر ایک کی پسند الگ الگ ہے.... لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر ایک کو پسند آئے گا۔

ہر ماہ مجھے آپ کے سینکڑوں خط ملتے ہیں! اور میں نے اُن سے یہ اندازہ کیا ہے کہ اگر سب کی پسند کا خیال رکھنے کی کوشش کی جائے تو کم از کم پانچ ہزار صفحات کا ناول ضرور لکھنا پڑے گا! آپ میں سے کچھ صرف ایڈونچر پسند کرتے ہیں! کچھ واقعاتی ناول چاہتے ہیں! کچھ صرف سراغ رسی اور منطقی موشگافیاں پسند کرتے ہیں.... لیکن ایسے حضرات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو "دھول دھپے" کی زیادتی پر زور دیتے ہیں! لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں صرف صفحات نہیں بھرتا!

آپ نے اُن لوگوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جنہوں نے غیر قانونی طور پر میرے چند ناول چھاپ لئے ہیں۔ ان میں سے ایک آدھ ناول ایسے بھی ہیں جن کے نام بدل کر دھوکے سے آپ کی جیبیں خالی کرائی گئی ہیں۔ مجھے اس المیہ پر افسوس ہے!

مگر آپ مطمئن رہیں۔ خالد میر وزیر آبادی کے خلاف میرے مشیر قانونی جناب نجم الدین قریشی ایم اے ایل ایل بی (ایڈووکیٹ) سخت ترین قانونی کارروائی کر رہے ہیں۔ خالد میر نے دوہرا جرم کیا ہے.... ایک تو میری اجازت حاصل کئے بغیر میرے ناول چھاپ لئے.... دوسرے ایک ناول کا نام بدل کر پبلک کو دھوکا دیا یعنی آپ جو ناول پہلے خرید کر پڑھ چکے تھے اُسے آپ نے میرا کوئی نیا ناول سمجھ کر دوبارہ خرید لیا.... اس طرح پبلک کو دھوکا دینا بہت بڑا جرم ہے۔ اور یقین رکھئے کہ خالد میر وزیر آبادی کو اس کے لئے بھگتنا پڑے گا۔

ابن صفی

۱۵/ جولائی ۱۹۵۶ء

(۱)

سمندر کا پھوڑا.... آج بقعہ نور بنا ہوا تھا!.... لیکن اب وہ سمندر کا پھوڑا نہیں کہلاتا تھا۔ اس کے مختلف نام تھے! نوجوانوں میں وہ لڑکیوں کے جزیرے کے نام سے مشہور تھا! ویسے سرکاری کاغذات پر وہ سمندر کا پھوڑا ہی لکھا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اسے یہی نام دیا تھا! وہ بندر گاہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع تھا! ۱۸۷۷ء سے پہلے اس کا نام سمندر کا پھوڑا بھی نہیں تھا! اس وقت شاید اس کا کوئی نام ہی نہیں تھا!.... ہو سکتا ہے کہ ویران جزیرے کے نام سے اسے یاد کیا جاتا رہا ہو۔ ۱۸۷۷ء میں انگریزوں نے اس پر بحری فوج کی ایک چھوٹی سی چوکی قائم کی اور وہ جزیرہ آہستہ آہستہ آباد ہو گیا! پھر ٹھیک دس سال بعد ۱۸۸۷ء میں ایک رات وہ یک بیک تہ نشین ہو گیا۔ بہت تھوڑے آدمی اپنی جانیں بچا سکے!.... لیکن اس میں ان کے ارادے کو دخل نہیں تھا! سینکڑوں لاشیں بڑی بڑی لہروں کے ساتھ شہری ساحل سے آلگیں تھیں! ان لاشوں میں کچھ بیہوش آدمی بھی تھے جن کی جانیں بروقت طبی امداد کی بناء پر بچ گئی تھیں! اس جزیرے کا ڈوبنا انیسویں صدی کی سب سے بڑی ٹریجڈی تھی! اس کا ماتم عرصے تک ہوتا رہا! پھر آہستہ آہستہ لوگ بھول ہی گئے کہ وہاں کبھی کوئی جزیرہ بھی تھا!....

۱۹۰۵ء میں جزیرہ پھر سمندر کی سطح پر ابھر آیا!.... لیکن چونکہ اس سے بڑی تلخ یادیں وابستہ تھیں اس لئے اس کی طرف دھیان تک نہ دیا گیا! اور وہ اسی طرح ویران پڑا رہا! اور سرکاری طور پر "سمندر کے پھوڑے" کے نام سے یاد کیا جاتا رہا!....

دس پندرہ سال بعد اس کی ہیئت ہی بدل گئی۔ پہلے وہ ریت کا ایک بہت بڑا تودہ معلوم ہوتا تھا! مگر اب اس پر ہریالی نظر آنے لگی تھی.... خاصی زرخیز زمین معلوم ہوتی تھی! لیکن وہ ویران

ہی رہا!.... اکثر ماہی گیر وہاں شب بسری کر لیا کرتے تھے!....

پھر آہستہ آہستہ وہ ایک تفریح گاہ میں تبدیل ہوتا گیا! لوگ وہاں پکنک کے لئے جانے لگے۔

پھر ایک بار دوسری جنگ عظیم کے دوران میں وہاں ریڈ کراس چیرٹی فنڈ کے سلسلے میں کچھ تقریبات منعقد کی گئیں!.... اسی دن سے سمندر کا پھوڑا ایک بہترین تفریح گاہ قرار دے دیا گیا! شہر کی سالانہ قومی نمائش کے لئے اسے منتخب کر لیا گیا! لہٰذا آج بھی وہ جزیرہ روشنیوں کا جنگل معلوم ہو رہا تھا.... شہر سے یہاں تک بے شمار لانچیں اور بادبانی کشتیاں چل رہی تھیں۔ پہلے پہل تو نمائش کے منتظمین کے درمیان کچھ اختلاف رائے ہو گیا تھا.... کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ یہاں اس ویرانے میں تجارتی نقطہ نظر سے نقصان ہی ہوگا۔ مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا! کیونکہ پہلے ہی دن وہاں اتنا اژدھام ہو گیا کہ منتظمین کے ہاتھ پیر پھول گئے!....

صدہا سال کے ویران جزیرے پر رنگ و نور کا طوفان سا آ گیا تھا! شاید ہی کوئی ایسا درخت باقی رہا ہو جس پر رنگین برقی قمقمے نظر نہ آتے ہوں! مائیکروفون فضا میں موسیقی منتشر کر رہا تھا اور زمین پر حسن کی مورتیں متحرک نظر آ رہی تھیں! اور یہ اس وقت سچ مچ لڑکیوں کا جزیرہ معلوم ہو رہا تھا۔

تماشائیوں کا انہماک اتنا بڑھا ہوا تھا جیسے انہیں یہ رات یہیں گذارنی ہو! کوئی بھی جلدی میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔

آج نمائش کا پہلا ہی دن تھا!-- مگر عمران وہاں تفریح کی غرض سے نہیں گیا تھا۔ ان دنوں اس کے پاس ایک کیس تھا! حالانکہ کیس کی نوعیت ایسی نہیں تھی جس کا تعلق ایکس ٹو یا اسکے محکمے سے ہوتا مگر عمران اس میں دلچسپی لے رہا تھا! یہ ایک گمنام لڑکی کے قتل کا کیس تھا۔ جس کی لاش شہر کی ایک سڑک پر پائی گئی تھی!.... لڑکی گمنام ہی ثابت ہوئی تھی کیونکہ اس کی لاش کی شناخت نہیں ہو سکی تھی! مگر کیس پراسرار تھا۔

پراسرار یوں کہ جس شام کو شہر کے ایک بڑے آدمی کے منیجر کی لڑکی کے اغوا کی رپورٹ درج کرائی گئی اس رات کو لاش بھی ملی! مغویہ لڑکی کے حلیہ شناخت میں اس کا ایک زخمی پیر بھی شامل تھا جس پر پٹی چڑھی ہوئی تھی!....

لاش کے داہنے پیر پر بھی ویسی ہی پٹی پائی گئی.... سینے میں خنجر کا زخم تھا.... چہرے کی شناخت مشکل تھی! کیونکہ وہ کسی ٹرک یا کار کے پہیوں کے نیچے آ کر بری طرح کچلا گیا! لیکن اس

کے جسم پر وہی لباس تھا جو مغویہ لڑکی کے جسم پر بیان کیا جاتا تھا!

لڑکی کے باپ نے لاش شناخت کر لی! لیکن ماں نے نہیں تسلیم کیا کہ یہ اس کی لڑکی ہی کی لاش ہے۔ اس نے محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کو اپنی لڑکی رابعہ کی ایک خاص پہچان بتائی جو اس کے باپ کو بھی معلوم نہیں تھی!.... پھر کیپٹن فیاض بھی مطمئن ہو گیا کہ یہ مغویہ لڑکی کی لاش نہیں ہے! اب کیپٹن فیاض نے اس کے باپ کو پکڑا جو اسے مغویہ ہی کی لاش سمجھنے پر مصر تھا!.... بڑی رد و قدح کے بعد باپ رو پڑا اور اس نے بتایا کہ اسے بھی یقین نہیں ہے کہ یہ اس کی لڑکی ہی کی لاش ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ بات وہیں ختم ہو جائے! بدنامی کے اس دھبے کو موت ہی مٹا ڈالے!

پھر وہ لاش کس کی تھی اور اسے مغویہ لڑکی ثابت کرنے کی کوشش کیوں کی گئی تھی! یہ ایک الجھا ہوا سوال تھا جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا! کیپٹن فیاض مغویہ کے باپ سے کچھ معلوم نہ کر سکا۔

عمران اس کیس میں دلچسپی لے رہا تھا! اور حقیقتاً یہ الجھاؤ ہی اس کی دلچسپی کا باعث ہو سکتا تھا ورنہ اگر کوئی سیدھا سادا قتل کا کیس ہوتا تو شاید اس کی طرف توجہ بھی نہ دیتا!-- کیونکہ اس کیس کی تفتیش کا اس کے فرائض سے کوئی تعلق نہیں تھا!....

وہ یہاں اس لئے آیا تھا کہ کم از کم مغویہ کے باپ ہی پر ایک نظر ڈالے!.... یہاں اس سے گفتگو کرنے کا موقع بھی مل سکتا تھا! کیونکہ وہ بھی نمائش کے منتظمین میں سے تھا۔ مگر یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ وہ نہ مل سکا! عمران کو اتنا ہی معلوم ہوا کہ وہ کچھ دیر قبل وہاں موجود تو تھا! لیکن کسی ضرورت کے تحت شہر واپس چلا گیا۔

عمران منتظمین کے آفس سے نکل کر ایک جگمگاتی ہوئی روش پر آ گیا! یہاں جگہ جگہ خوشنما پودوں کی قطاروں کے درمیان روشیں بنائی گئی تھیں! عمران نے اس طرح پلکیں جھپکا کر اپنے دیدے نچائے جیسے وہ سچ مچ الو ہو اور اسے کوئی روشنی کے اس طوفان میں زبردستی چھوڑ گیا ہو! حالانکہ یہاں اس وقت اس قسم کی ایکٹنگ کی ضرورت نہیں تھی! مگر عمران عادتاً سچ مچ احمق ہوتا جا رہا تھا!

عورتوں اور مردوں کے غول کے غول اس کے قریب سے گذر رہے تھے!.... اور عمران

کے چہرے پر برسنے والی حماقت کچھ اور زیادہ بڑھ گئی تھی! اسے دوسری طرف جانے کے لئے تقریباً تین منٹ تک کھڑا رہنا پڑا!... کیونکہ ابھی تک اس روش سے گذرنے والوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں دکھائی دیا تھا جس سے گذر کر وہ دوسری روش تک پہنچ سکتا۔

اچانک دو لڑکیاں اس کی طرف مڑیں اور دفتر والی روش پر آگئیں... عمران سمجھا تھا کہ وہ اس کے قریب سے گذر کر شاید آفس میں جائیں گی! لیکن وہ دونوں اس کے سامنے رک گئیں!

"کیوں! یہی حضرت تھے نا!" ایک نے دوسری سے کہا۔

"شاید یہی تھے!" دوسری بولی!

"نہیں! سو فیصدی یہی تھے!"

"ہائیں!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا! "میں تھا نہیں بلکہ ہوں!"

"تم نے پچھلے سال مجھے گالی دی تھی!" پہلی لڑکی بولی!

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے! وہ میرے بڑے بھائی صاحب رہے ہوں گے! میری ہی جیسی صورت شکل والے ہیں!... خیر اب آپ کیا چاہتی ہیں! بات تو سال بھر پہلے کی ہے!"

"کہیں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی!" جواب ملا! "کیفے رونیک میں!... کیوں؟"

اس نے دوسری لڑکی کی طرف دیکھا اور وہ سر ہلا کر بولی "ٹھیک ہے!"

"ٹھیک ہے تو چلئے!" عمران لاپروائی سے بولا۔

"نہیں! انہوں نے گالی نہیں دی ہوگی!" دوسری لڑکی نے پہلی سے کہا۔

"یہ تو بڑے اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں!"

"جی ہاں! مجھے گالی آتی ہی نہیں!... صرف ایک جانتا ہوں! وہ کیا ہے! ارازمادہ... ہمار زادہ ارر یہ بھی بھول گیا... کیا کہتے ہیں اسے... لاحول ولا... نہیں یاد آئے گا! ارادمازہ..."

عمران کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی تھی! الجھن کے آثار تھے! بالکل ایسے ہی جیسے یاد داشت پر زور دیتے وقت پیدا ہو جاتے ہیں... لڑکیوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا! اور پھر بیساختہ مسکرا پڑیں، آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارے ہوئے اور پہلی بولی۔

"تو چلئے نا وہیں گفتگو ہوگی!"

عمران چل پڑا۔ اس کی چال بھی بڑی بے ڈھنگی نظر آرہی تھی!... لیکن اب لڑکیاں بھی

سنجیدہ ہوگئی تھیں!... وہ کیفے رونیک میں آئے!... نمائش میں شاید یہی سب سے زیادہ شاندار کیفے تھا!... ورنہ وہ لڑکیاں اسی کا نام کیوں لیتیں!

صرف تین یا چار میزیں خالی تھیں!... لڑکیوں نے ایک منتخب کرلی... جیسے ہی وہ بیٹھے ایک ویٹر سر پر مسلط ہوگیا!...

"کیا لاؤں!..." ویٹر نے جھک کر نہایت ادب سے پوچھا!

لڑکیاں عمران کی طرف دیکھنے لگیں اور عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا! "تت... تین... گلاس پھنڈا نانی...!"

"جی صاحب...!"

"ٹھنڈا پانی...!"

"اوہ... نو... نو!" ایک لڑکی ہنستی ہوئی دوہری ہوگئی! "گرلڈ چکن تین پلیٹ... تین اسٹیک اور کافی... جاؤ...!"

اب عمران کے چہرے کی حماقت انگیز سنجیدگی میں بوکھلاہٹ بھی شامل ہوگئی تھی!

"کیوں ڈیئر!... تم پریشان کیوں ہو!" ایک لڑکی نے عمران کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑی محبت سے کہا! اور عمران اس طرح اپنا ہاتھ کھینچ کر شرما گیا جیسے کسی کنواری لڑکی سے اس کے ہونے والے شوہر کا نام پوچھ لیا گیا ہو!

"تم مجھے بڑے اچھے لگتے ہو!" دوسری نے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا!

"میں گھر... جاؤں گا!..." عمران پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ اور اس کی کرسی الٹ گئی!... وہ بھی کرسی ہی پر تھا! پھر وہ کیوں نہ الٹتا! بہتیرے لوگ اچھل کر کھڑے ہوگئے! کچھ ہنسنے لگے! دونوں لڑکیاں سناٹے میں آگئیں! جب عمران پڑا ہی رہا تو وہ بھی اٹھ کر اس کی طرف جھپٹیں! عمران آنکھیں بند کئے گہری گہری سانسیں لے رہا تھا!

"انور بھائی... انور بھائی!" ایک لڑکی نے عمران کو جھنجھوڑ کر ہانک لگائی مگر عمران کے ہونٹوں میں بھی حرکت نہ ہوئی!

"کیا ہوا...!" کسی نے پوچھا!

"بیہوش ہوگئے ہیں!" دوسری لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

پہلی لڑکی عمران کے کوٹ کے بٹن کھولنے لگی اور عمران نے محسوس کیا کہ اس کا پرس اندرونی جیب سے اوپر کی طرف کھسک رہا ہے لیکن وہ دم مارے پڑا ہی رہا پرس اسی لڑکی نے اس کی جیب سے کھسکایا تھا جس نے روش پر اسے چھیڑا تھا!.... عمران نے اسے بھی محسوس کر لیا! کیونکہ وہی اس کے کپڑوں کو چھیڑ رہی تھی مگر اب بھی اسی طرح پڑے رہنا دانشمندی سے بعید تھا۔

عمران کو ہوش آگیا! وہ دو تین بار ہولے ہولے کراہا پھر اٹھ بیٹھا! اس کے گرد کافی بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی! لوگ بیہوشی کی وجہ پوچھنے لگے اور عمران کسی گھبرائے ہوئے بچے کی طرح ہاتھ اٹھا کر بولا!" باہر!"

لڑکیوں نے اس کے دونوں بازو پکڑتے ہوئے کہا" چلئے چلئے!" عمران لڑکھڑاتا ہوا باہر آیا.... اس کے پیچھے شور ہو رہا تھا! لوگ ہنس رہے تھے۔ قہقہے لگا رہے تھے!.... کبھی کبھی کوئی فقرہ بھی کس دیتا!.... بہر حال لوگوں کا خیال تھا کہ وہ پئے ہوئے ہے!

"آپ کو کیا ہو گیا تھا!" ایک لڑکی نے پوچھا!

"پتہ نہیں! میں نہیں جانتا! مجھے گھر پہنچا دیجئے!" عمران گھگھیایا!

"کیوں! اب گھر بھی پہنچادیں! واہ یہ ایک ہی رہی!"

"خدا کے لئے.... ورنہ میں لانچ سے سمندر میں گر کر.... ارے باپ رے!"

ایسا معلوم ہوا جیسے عمران سچ مچ سمندر میں گر کر ڈوب رہا ہو! وہ دونوں بے تحاشہ ہنسنے لگیں! ان میں ایک جس نے پرس اڑایا تھا کھسک جانے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی!

"یہ دورہ جب بھی پڑتا ہے ایک ایک گھنٹے کے بعد پڑتا ہی چلا جاتا ہے!.... خدا کے لئے مجھے گھر پہنچا دیجئے! جو معاوضہ چاہے لے لیجئے! ہزار دو ہزار.... پانچ....!"

"ہائیں، ہائیں! کیوں الو بناتے ہو!"

"میں کوئی مفلس آدمی نہیں ہوں! ایک بہت بڑی عمارت مین تنہا رہتا ہوں! لاکھوں کا مالک ہوں!"

"دوسرے گھر والے....!"

"سب! اللہ کو پیارے.... ہو گئے! ایک دن میں بھی مر جاؤں گا!"

"نہیں تم زندہ رہو گے! ڈارلنگ!...." دوسری اس کا بازو تھپ تھپا کر بولی!

"ہائیں.... ! ڈارلنگ.... میں کیا سن رہا ہوں!.... ڈارلنگ!...." عمران لفظ ڈارلنگ اس طرح مزے لے لے کر دہراتا رہا جیسے یہ لفظ زندگی میں پہلی بار اس کے لئے استعمال کیا گیا ہو.... پھر وہ ایک طویل سانس لے کر گلوگیر آواز میں بولا!" تم لوگ بڑی اچھی ہو! مجھے آج تک کسی نے بھی ڈارلنگ نہیں کہا!.... بچپن میں میرے ماں باپ بالکل مر گئے تھے!.... بالکل کیا بس مر گئے تھے!.... پھر آج تک کسی نے بھی مجھ سے پیار محبت سے باتیں نہیں کیں!"

لڑکیوں نے ایک دوسری کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر وہ لڑکی بولی جس نے پرس اڑایا تھا۔

"یہ تمہیں گھر پہنچادے گی! مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا ہے!"

"نہیں تم بھی چلو! چلو ورنہ میں یہیں کسی پتھر سے اپنا سر ٹکرا دوں گا!"

عمران نے کچھ اسطرح غل غپاڑہ مچانے کے سے انداز ظاہر کئے کہ دونوں لڑکیاں بوکھلا گئیں!

"اچھا! اچھا.... چپ رہو! ہم چلتے ہیں! تمہارے پاس کار ہے!" پرس اڑانے والی نے پوچھا!

"ایک نہیں تین ہیں!"

"تم صبح ہمیں کار سے شاداب نگر بھجوادو گے!"

"بالکل بالکل! دونوں کو الگ الگ کاروں سے.... پروانہ کرو!" عمران سر ہلا کر بولا! پھر دونوں لڑکیاں عمران کو چھیڑنے لگیں! اور عمران شرماتا اور لجاتا ہوا نمائش کے احاطے سے باہر نکلا!.... اب وہ ساحل کی طرف جا رہے تھے، جو ایک فرلانگ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا! یہاں بہت زیادہ بھیڑ تھی! خصوصاً اس حصے میں جہاں لانچ رکتے تھے انہیں بدقت تمام ایک لانچ میں جگہ مل سکی!

ساحل سے کافی دور نکل جانے کے بعد عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا! پرس اڑانے والی اس سے کچھ دور کھسک گئی! پھر اس نے اسے ہنستے دیکھا!

"کیا بات ہے۔" پرس اڑانے والی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ وہ اسے اس طرح ہنستے دیکھ کر کچھ خوفزدہ سی ہو گئی تھی!

"جیب صاف ہو گئی!" عمران نے قہقہہ لگا کر کہا!

"کیا!" دوسری لڑکی متحیرانہ لہجے میں بولی "اور آپ اس طرح ہنس رہے ہیں!"

"ارے کیوں نہ ہنسوں! گرہ کٹ بھی تو سر پیٹ پیٹ کر رویا ہوگا!"

"کیوں؟" پرس اڑانے والی نے پوچھا۔

"میرے پرس میں صرف ساڑھے چار آنے تھے!.... ہاہا.... ہاہا مرغا بنادیا سالے کو!"

"ساڑھے چار آنے؟"

"ہاں! میں جب کبھی بھیڑ بھاڑ میں جاتا ہوں تو پرس میں اتنے ہی پیسے ہوتے ہیں بڑے نوٹوں کے لئے ہمیشہ اپنے کوٹوں میں چور جیبیں بنواتا ہوں!...."

عمران نے اپنے پرس کے بارے میں جو کچھ بھی کہا تھا بالکل سچ کہا تھا! اس کے پرس میں ساڑھے چار آنے ہی تھے وہ زیادہ رقمیں عموماً چور جیبوں میں رکھا کرتا تھا!

"تو اب لانچ کا کرایہ ہم سے ادا کرواؤ گے!" ایک لڑکی نے کہا۔

"فکر نہ کرو پائی پائی ادا کروں گا! اس کے علاوہ اور بھی جو خدمت.... جی ہاں!"

شہر کے ساحل پر پہنچ کر عمران نے ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور کو دانش منزل کا پتہ بتایا....

دانش منزل جو سیکرٹ سروس کے پراسرار چیف آفیسر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

لڑکیاں کمپاؤنڈ کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی بڑبڑائیں!" واقعی آپ سچ کہتے تھے! مگر یہاں اندھیرا ہے!"

"اب میں روشنی کروں گا!"

"نوکر کہاں ہیں....!"

"میں پڑھے لکھے نوکر چاہتا ہوں! مگر سب جاہل ملتے ہیں۔ اس لئے نوکر رکھتا ہی نہیں ہوں!.... کھانا ہوٹل سے آتا ہے.... اور مروں گا ہسپتال میں۔ کیوں کیا خیال ہے!"

"شادی نہیں کی؟...."

"کم از کم ایسی بیوی چاہتا ہوں جو فرنچ اور جرمن.... بخوبی بول سکتی ہو! لاطینی اور عبرانی لکھ سکتی ہو!"

"کیوں؟"

"ہا!.... یہ ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔" عمران نے قفل میں کنجی گھماتے ہوئے کہا "میں

تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔ شاید تمہاری نظروں میں کوئی ایسی لڑکی ہو!"

دروازہ کھول کر اس نے راہداری میں روشنی کر دی۔ نیچے پوری راہداری میں قالین بچھے ہوئے تھے.... تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں عمارت کا ایک ایک کمرہ دیکھتی پھر رہی تھیں۔

"آپ بہت بڑے آدمی ہیں!" پرس اڑانے والی نے ایک جگہ رک کر کہا!

"ہاں مگر لوگ مجھے خبطی کہتے ہیں! اور میں ہوں بھی کچھ کریک!" عمران نے جواب دیا وہ انہیں نشست کے کمرے میں لایا!.... پھر جب وہ اطمینان سے بیٹھ گئیں تو عمران نے اس لڑکی کو مخاطب کیا جس نے پرس اڑایا تھا۔

"اب میرا پرس واپس کرو!" لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"ضروری نہیں کہ خوبصورت عورتیں دل کی بھی اچھی ہوتی ہوں! جی ہاں میرا پرس واپس کیجئے! بہتری اسی میں ہے۔"

دوسری لڑکی جھپٹ کر کھڑی ہو گئی۔ عمران کو چند لمحے گھورتی رہی پھر بولی۔

"آپ ہمارا کچھ نہیں کر سکتے۔ سمجھے اگر ہم نے شور مچادیا تو...."

"کوشش کرو! تم دیکھ رہی ہو کہ کمرے کے دروازے مقفل ہیں۔ ہاں وہ مقفل ہی ہیں!.... اس کمرے کی دیواریں ساؤنڈ پروف ہیں! لہٰذا تیز سے تیز آواز یہیں گونج کر رہ جائے گی.... شاباش کرو نا کوشش!...."

"آپ کیا چاہتے ہیں!" پرس اڑانے والی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا!

"اپنا پرس!" عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا!

لڑکی نے اپنے وینٹی بیگ سے اس کا پرس نکال کر اس کی گود میں پھینک دیا! عمران نے بڑی لاپروائی سے اس میں سے ساڑھے چار آنے نکالے اور اسے لڑکی کے سامنے پھینکتا ہوا بولا "انہیں رکھو!"

"میں جاؤں گی!" وہ اٹھتی ہوئی بولی!

"ابھی سے! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں شاداب نگر پہنچا دیا جائے گا.... اور ہاں اب مجھے یاد آگیا ہے کہ میں نے تمہیں شاداب نگر میں کہاں دیکھا تھا!"

"میں جاؤں گی!" وہ ہذیانی انداز میں چیخ کر ایک دروازے کی طرف جھپٹی اور اسے کھول لینے

کے لئے اپنا پورا زور صرف کرنے لگی۔ لیکن وہ ایک ساؤنڈ پروف کمرے کے آٹومیٹک دروازے تھے!.... جن کے اندر سیسہ بھرا ہوا تھا!.... اب وہ ایک مخصوص خود کار قفل کو استعمال کئے بغیر نہیں کھل سکتے تھے!

دوسری لڑکی چپ چاپ بیٹھی رہی، ویسے اس کے چہرے پر بھی گھبراہٹ کے آثار تھے۔!

بیکار ہے! محترمہ واپس آئیے.... آپ آخر کس بات سے ڈر رہی ہیں!" عمران نے کہا! "میں آپ کو پولیس کے حوالے نہیں کروں گا!"

وہ اس طرح واپس آئی جیسے خواب میں چل رہی ہو!

"بیٹھ جائیے! کیا آپ! شاداب نگر کے موڈل اسکول کی ایک استانی نہیں ہیں!"

لڑکی دھڑام سے کرسی میں گر گئی۔ اس کے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں تھیں!

"آپ کون ہیں!" دوسری لڑکی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا!

"میں پاگل ہوں! لیکن مجھے اپنی یادداشت پر بڑا اعتماد ہے میں نے یہ بات غلط تو نہیں کہی! کیا یہ محترمہ ٹیچر نہیں ہیں! اور کیا موڈل گرلز اسکول شاداب نگر سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

دوسری لڑکی نے بھی اس کا کوئی جواب نہیں دیا! ان دونوں کی حالت غیر ہوتی جارہی تھی! پھر پرس اڑانے والی نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

"تمہارا پیشہ بڑا معزز ہے! تم اپنی طالبات کو بھی اسی قسم کی تعلیم دیتی ہو گی! کیوں؟.... کیا تم اور زیادہ محنت کر کے اپنے اخراجات ایمانداری سے نہیں پورے کر سکتیں!"

لڑکی روتی رہی!.... عمران نے دوسری لڑکی سے کہا "اب تم بتاؤ! تم کون ہو! تم بھی مجھے کسی شریف ہی گھرانے کی فرد معلوم ہوتی ہو! کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"آپ کون ہیں!" لڑکی نے پھر سہمی سی آواز میں سوال کیا!

"میں کوئی بھی ہوں! تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہئے! اور میں ابھی تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکال دوں گا!" بری عورتوں کا حسن مجھے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں کر سکتا!"

"شیلا چپ رہو!".... رونے والی نے کہا....

"کیوں چپ رہیں شیلا!" عمران نے کسی جھلائی ہوئی عورت کی طرح کہا! "نہیں شیلا تم بولو! آخر تم مجھے کیا سمجھتی ہو!"

"شیلا! لڑکی چیخی!" یہ کوئی سرکاری جاسوس ہے!"

"اچھا تو پھر!.... کیا تم اسی لئے اسے گفتگو کرنے سے روک رہی ہو!"

اس کا کوئی جواب نہیں ملا! شیلا بھی بدحواس نظر آنے لگی تھی!

عمران نے کہا "تم اتنی کمینی ہو کہ تم نے اپنی ساتھی کا نام تک بتادیا! اگر نام نہ بتاتیں تو شاید میں تمہیں چپ چاپ یہاں سے چلا جانے دیتا.... شیلا.... یہ نام تو پولیس کی لسٹ پر بھی موجود ہے۔"

عمران اس جملے کا ردِ عمل شیلا کے چہرے پر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا! لیکن کوئی خاطر خواہ تاثر نہ پا کر پھر بولا۔ "اگر تمہارا نام شیلا ہے تو میں ابھی پولیس کے حوالے کر سکتا ہوں!"

"کر دیجئے!" شیلا نے مضمحل آواز میں کہا "میں اس زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہوں!"

پھر رونے والی کی طرف دیکھ کر بولی "ناہید! میں اب سب کچھ کہہ دوں گی.... ویسے بھی ان حالات میں مجھے خودکشی کرنی پڑتی! کبھی نہ کبھی ضمیر ضرور جاگ پڑتا!"

"نہیں! تم ایسا نہیں کر سکتیں!" ناہید یک بیک اچھل کر کھڑی ہو گئی! اب اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے۔ وہ چند لمحے شیلا کو گھورتی رہی پھر بولی "میں اپنی اندھی اور بوڑھی ماں کے لئے زندہ رہنا چاہتی ہوں!

میں اپنے چھوٹے بھائیوں کے لئے جینا چاہتی ہوں! تم اپنی زبان بند رکھو گی شیلا! خدارا رحم کرو! اتنی ظالم نہ بنو...."

"نہیں میں مجبور ہوں!" شیلا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں! ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا "ضمیر بہرحال ضمیر ہے.... وہ ماں باپ بھائی بہن کسی کی بھی پروا نہیں کرتا!.... ناہید بیٹھ جاؤ!"

"شیلا رحم کرو! اگر کسی نے ہمیں یہاں آتے دیکھ لیا ہو گا تو....!"

"تو کیا ہو گا...." عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا "کیا تمہیں اپنی بدنامی کا ڈر ہے!"

"مجھ سے سنیئے!" شیلا نے اسے مخاطب کیا!" مگر آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ سرکاری سراغرساں ہیں!"

"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے!.... میں کب کہتا ہوں کہ میں سرکاری سراغرساں

ہوں! مگر اب.... میں تم دونوں کا راز معلوم کروں گا! تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی تھیں!"

"تب تو پھر بتانے سے کوئی فائدہ نہیں!"

"شیلا!" ناہید پھر چیخی!

"نہیں میں کچھ نہ بتاؤں گی تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی یہ سرکاری جاسوس نہیں ہیں!"

"خدا کے لئے ہمیں جانے دیجئے!" ناہید نے رو دینے والی آواز میں کہا! "ویسے پرس نکالنے کے جرم میں جو سزا دل چاہے دے لیجئے!.... رحم کیجئے!"

"تم شاداب نگر کے ایک گرلز اسکول کی ٹیچر ہو نا!" عمران نے پوچھا!

"جی ہاں! مجھے اس کا اعتراف ہے!"

"وہاں تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے....!"

"ایک سو بیس روپے.... اس میں بسر اوقات نہیں ہوتی!.... پانچ چھوٹے بھائی ہیں! ایک اندھی ماں ہے! آج کل ٹیوشن بھی نہیں ملتے پھر بتائیے کیا کروں!"

"کیا تم لوگوں کے ساتھ ان کے گھر بھی چلی جاتی ہو!"

لڑکی نے اس کا جواب جلدی نہیں دیا!.... وہ چند لمحے خاموش رہی پھر سر جھکا کر مردہ سی آواز میں بولی "جی ہاں"

"میں سمجھا!" عمران سر ہلانے لگا! "مگر اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے تمہیں کسی سرکاری سراغرساں سے ڈرنا پڑے!.... اس شہر کی بہتیری عورتیں اس قسم کی حرکتیں کھلم کھلا کرتی ہیں!"

"جج۔ جی ہاں!.... مم.... مگر میں ڈرتی ہوں!.... اگر اسکول کے سیکرٹری کو اس کی اطلاع ہو گئی تو ملازمت جاتی رہے گی.... بس اب رحم کیجئے!...."

"تم تو اس طرح سینکڑوں کما لیتی ہو گی! لہٰذا تمہیں ایک سو بیس روپے کی ملازمت کی پروا ہونا بڑی غیر فطری سی بات ہے۔"

ناہید پھر کچھ سوچنے لگی.... شیلا کے چہرے پر اکتاہٹ کے آثار تھے اور اب وہ زیادہ خوفزدہ نہیں معلوم ہو رہی تھی!.... ناہید نے تھوڑی دیر بعد کہا! "کل جب میں بوڑھی ہو جاؤں گی میرا کیا بنے گا!.... اسی لئے میں ملازمت برقرار رکھنا چاہتی ہوں!"

"اب تم فلسفیوں کی سی باتیں کرنے لگیں.... کوئی بہت بڑی حقیقت چھپا رہی ہو! تم مجھے احمق ہی سمجھ کر یہاں آئی تھیں نا!.... لیکن اب بتاؤ کیا میں احمق ہوں...."

"نہیں ڈارلنگ!" شیلا اٹھلائی! "تم تو شرلاک ہومز کے بھی نانا ہو! اسے جانے دو! میں یہیں ٹھہروں گی اس کی اندھی ماں رو رو کر مر جائے گی!"

"تم یہاں رہو گی!"

"ہاں! میں ٹھہروں گی! مجھے بہت سی کہانیاں یاد ہیں! اگر تمہیں ان سے بھی نیند نہ آئی تو لوریاں سناؤں گی!"

"اچھا تو تم جا سکتی ہو!" عمران نے ناہید کی طرف دیکھ کر کہا! "لیکن جب کبھی میری مدد کی ضرورت محسوس ہو! دانش منزل کے پتہ پر ایک خط ڈال دینا!"

عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولا!.... ناہید اٹھی لیکن شیلا بدستور بیٹھی رہی! دونوں جیسے ہی باہر نکلے دروازہ خود بخود بند ہو گیا!

پھر جب وہ برآمدے سے نیچے اتر رہی تھی! عمران نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا "کیا تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے!"

"نہیں!" ناہید نے رکے بغیر جواب دیا! اور تیز قدموں سے پھاٹک کی طرف جانے والی روش طے کرنے لگی!.... عمران اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک کہ وہ پھاٹک سے نکل نہیں گئی!

پھر وہ اسی کمرے میں واپس آیا! شیلا ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھی!

"تین سو روپے!" وہ خواب آلود آواز میں گنگنائی!

"تین ہزار بھی میرے لئے کم ہیں!" عمران نے بھی راگ بنانے کی کوشش کی!

"مجھے کچھ بھی نہ چاہئے!" شیلا سیدھی بیٹھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی "مجھے اپنی حقیقت سے آگاہ کر دو! تم سچ مچ بہت چالاک معلوم ہوتے ہو! میں تمہیں بالکل گاؤدی سمجھی تھی!"

"ناہید نے غلط نہیں کہا تھا! میں سرکاری سراغرساں ہوں! ورنہ میں وہاں خود کو احمق ظاہر کر کے تمہیں یہاں کیوں لاتا!"

"کیا تم ہمارے متعلق پہلے سے بھی کچھ جانتے رہے ہو!"

"ہو سکتا ہے!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا!

"کیا جانتے ہو!"

"بہت کچھ جانتا ہوں! لیکن اگر تم خود ہی مجھے بتاؤ تو زیادہ اچھا ہو گا ویسے تم نے یہ تو دیکھ ہی لیا کہ میں کتنا رحم دل آدمی ہوں۔ میں نے ناہید کو چلی جانے دیا.... ورنہ...."

"ہاں یہ میں نے دیکھا ہے اب بھی محسوس کر رہی ہوں کہ تم کوئی برے آدمی نہیں ہو! مگر میں اطمینان کرنا چاہتی ہوں کہ تم سرکاری سراغرساں ہی ہو!"

"میں کہتا ہوں! اگر نہ ہوتا تو اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچتا!"

"نقصان.... یہ نہ پوچھو!.... میں جو کچھ بتاؤں گی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر بتاؤں گی! وہ لوگ بڑے چالاک ہیں انہیں ایک ایک پل کی خبر ہوتی ہے کہ کون لڑکی کیا کر رہی ہے!.... ایک نہیں، ایسی ہی کئی لڑکیاں موت کا شکار ہوتی ہیں اور اب میں بھی مرنا چاہتی ہوں! اس زندگی سے اکتا گئی ہوں! مجھے ہر وقت محسوس ہوتا ہے جیسے گردن تک غلاظت میں غرق ہو گئی ہوں!"

"میں تمہیں اس غلاظت سے نکال سکتا ہوں۔ یقین کرو! وہ کتنے ہی چالاک آدمی کیوں نہ ہوں مجھ پر قابو نہ پاسکیں گے!"

"آں -- ہاں!" شیلا نے ایک طویل انگڑائی لی! مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ میری زندگی کی آخری رات ہو!"

وہ عمران کی طرف نشیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی! اور اس کے ہونٹوں پر ایک مضمحل سی مسکراہٹ تھی.... عمران کچھ نہ بولا! اسے اب اس کا انتظار تھا کہ وہ خود ہی اصل موضوع پر آجائے۔

"کبھی میں بھی ایک اچھی لڑکی تھی!" شیلا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "مگر اب نہیں ہوں! انہوں نے مجھے غلاظت کا ڈھیر بننے پر مجبور کر دیا! میں ایک گرلز اسکول میں ٹیچر تھی، تعلق غریب گھرانے سے تھا۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد ملازمت کی فکر ہوئی! اسی دوران میں میری جان پہچان ایک ایسے گھرانے سے ہوئی جو بہت بارسوخ تھا! اس نے مجھے ایک ماہ کے اندر ہی اندر ایک گرلز اسکول میں ملازمت دلا دی! میں اس کی شکر گذار تھی! وہ مجھ سے برابر ملتا رہا!.... اس کے احسان کا بار میرے کاندھوں پر تھا! ایک دن اسی مروت میں اس کے ہاتھوں برباد ہو گئی.... پھر تو گناہ کی آندھیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں ایک خشک تنکے کی طرح ان میں چکراتی رہی! اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا! لیکن ایک دن وہ اچانک

غائب ہو گیا! آج تک غائب ہے۔ اس دن سے اس کی شکل نہیں دکھائی دی!.... بہر حال اس کے غائب ہونے کے دو ماہ بعد مجھے بذریعہ ڈاک چند تصویریں وصول ہوئیں! یہ میری اور اس آدمی کی ایسی تصویریں تھیں جو میری زندگی برباد کر سکتی تھیں۔ پہلے صرف تصویریں موصول ہوئیں! پھر ایک خط ملا جو کسی گمنام آدمی کی طرف سے ٹائپ کیا گیا تھا! جس میں کہا گیا تھا کہ صرف ایک ہی تصویر مجھے ملازمت سے برطرف کرا دینے کے لئے کافی ہو گی۔ میں بری طرح سہم گئی۔ میری ملازمت سے گھر والوں کو بڑا سہارا ہو گیا تھا! اور زندگی تھوڑی بہت خوشحالی میں بسر ہو رہی تھی! تیسرے دن ایک خط پھر ملا! اور مجھے یقین ہو گیا کہ خط لکھنے والا کوئی بلیک میلر ہے اس خط میں لکھا گیا کہ میں اس کے لئے ہر ہفتہ پچاس روپے مہیا کروں! روپیہ مہیا کرنے کی تدبیر بھی بتائی گئی تھی یعنی میں مردوں کو اپنے جال میں پھنسا کر روپے پیدا کروں!.... وہ ایک بڑا بھیانک تجربہ تھا! مجھے پچاس روپے مہیا کرنے پڑے۔ یہ میں نے قرض لئے تھے۔ کچھ دنوں تک قرض سے کام چلاتی رہی پھر قرض خواہوں کے تقاضے جان کو آئے اور پھر مجھے سچ مچ اپنے جسم کی تجارت کرنی پڑی!.... اب تو میں بہت مشاق ہو گئی ہوں! اب مجھے ہر ہفتہ پانچ سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسکول کی ملازمت عرصہ ہوا ترک کر چکی ہوں۔ گھر والوں سے اب کوئی تعلق نہیں رہ گیا کیونکہ وہ ایک طوائف سے کسی قسم کا تعلق رکھ ہی نہیں سکتے!"

"تو پھر اب تمہیں کس بات کا ڈر ہے!" عمران نے کہا۔ "اگر اب وہ بلیک میلر تمہیں بے نقاب کر دے تب بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا!"

"ٹھیک ہے! اب مجھے نہ اس کا خوف ہے کہ ملازمت سے برطرف کر دی جاؤں گی! اور نہ اس کا ڈر کہ گھر والوں کو علم ہو جائے گا۔ پھر بھی میں ہر ہفتہ پانچ سو ادا کرنے پر مجبور ہوں!"

"آخر کیوں؟"

"ٹھہرو! بتاتی ہوں!" وہ اپنے بلاؤز کے بٹن کھولنے لگی! پھر عمران کی طرف پشت کر کے بلاؤز اوپر اٹھاتی ہوئی بولی!" یہ دیکھو"

اس کی ساری پشت داغدار تھی! لمبے لمبے نیلے اور سیاہ رنگ کے نشانات سے بھرپور... اس نے بلاؤز ٹھیک کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا!" یہ کوڑے کے نشانات ہیں! جب دوسرے ہفتے بھی رقم نہیں پہنچتی تو مجھے اس وقت تک پیٹا جاتا ہے! جب تک میں بیہوش نہیں ہو جاتی!"

"تو تم انہیں جانتی ہو!" عمران نے مضطربانہ انداز میں کہا!

"نہیں میں ایک کو بھی نہیں جانتی!"

"یہ کیسے ممکن ہے!"

"میں بتاتی ہوں!.... اس دوران میں جہاں کہیں بھی ہوتی ہوں مجھے زبردستی اٹھا لیا جاتا ہے! کہاں؟.... یہ مجھے آج تک نہیں معلوم ہو سکا! کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ میں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی ہوں! آنکھ کھلی تو کوڑے پڑتے ہوئے محسوس کیے۔ ایسے مواقع پر میری آنکھیں چمڑے کے تسمے سے جکڑی ہوئی ہوتی ہیں! میں اندھوں کی طرح مار کھاتی ہوں پھر غشی طاری ہو جاتی ہے!.... اور جب ہوش آتا ہے تو خود کو اپنے پلنگ پر پڑا پاتی ہوں، اپنے ہی کمرے میں! لیکن مجھے یقین ہے کہ میں نے کبھی اپنے کمرے میں مار نہیں کھائی ورنہ وہ لوگ پکڑے جاتے! کیونکہ پٹتے وقت میں جانوروں کی طرح آسمان سر پر اٹھا لیتی ہوں۔ پھر بتاؤ ایسی صورت میں کیا میرے پڑوسیوں کو خبر نہ ہوتی! میرا کمرہ اس کمرے کی طرح ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔"

عمران تھوڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا! "تم وہ روپے کسے اور کس طرح ادا کرتی ہو!"

"پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے پتہ پر منی آرڈر کر دیتی ہوں!"

"کیوں مذاق کرتی ہو یار!" عمران ہنس کر بولا "یہ تو بہت آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ پوسٹ بکس نمبر کس کا ہے!"

"مگر اتنی ہمت کون کرے! دو تین لڑکیوں نے اس کی کوشش کی لیکن انہیں ملک الموت کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ کسی نہ کسی طرح مار ڈالی گئیں اور اس کی اطلاع شاید سارے شکاروں کو دی گئی تھی۔ ایک خط مجھے بھی ملا تھا جس میں تحریر تھا کہ یہ پوسٹ بکس نمبر کے متعلق چھان بین کرنے کا نتیجہ ہے کچھ لڑکیاں پولیس سے گٹھ جوڑ کر رہی تھیں۔ انہیں بھی ختم کر دیا گیا! اس کی اطلاع بھی مجھے اس بلیک میلر سے ملی تھی! ظاہر ہے کہ وہ دوسری لڑکیوں کو بھی اس سلسلے میں باخبر ہی رکھتا ہوگا۔ دیکھئے ٹھہریئے میں بتاتی ہوں! چند روز قبل بھی شہر میں ایک لڑکی کی لاش ملی تھی شاید آپ کو اس کا علم ہو!.... اس کا چہرہ کسی کار یا ٹرک کے پہیے کے نیچے آکر کچلا گیا تھا! اور سینے پر خنجر کا نشان تھا! وہ ہمیشہ مقتولوں کے چہرے کو ناقابلِ شناخت بنا دیتے ہیں!"

"اوہو!" عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا! پھر اس نے پوچھا! "کیا اس قتل کی اطلاع بھی تمہیں ملی تھی!"

"ہاں ملی تھی!"

"اور تم ان حالات کے باوجود بھی مجھے یہ سب بتا رہی ہو!"

"ہاں! میں اب مرنا چاہتی ہوں! مسٹر! کتنی بار کہوں! میرا چھٹکارا بس اسی طرح ہو سکتا ہے کہ میں مر جاؤں! آج کی دنیا شریف آدمیوں کے لئے نہیں ہے! ہر آدمی سے اس کی زندگی میں کوئی نہ کوئی کمینہ پن ضرور سرزد ہوتا ہے خواہ وہ کتنا ہی دامن بچائے!"

"ضروری نہیں ہے کہ تم بھی مر ہی جاؤ! میں تمہاری حفاظت کروں گا!"

"جس کے وہ لوگ دشمن ہوں اسے کوئی نہیں بچا سکتا! کیا ان لڑکیوں کو پولیس کا سہارا نہ ملا ہوگا! پھر وہ کس طرح قتل کر دی گئیں! مجھے تو یقین ہے کہ اس وقت یہ عمارت بھی ان لوگوں نے گھیر لی ہوگی!"

"یہ عمارت! نہیں یہ ناممکن ہے!" عمران نے مسکرا کر کہا! "یہ عمارت میرے قبضہ میں ہے۔"

"مگر تم یہاں تنہا ہو!...." "انہیں معلوم کیسے ہوگا کہ تم یہاں ہو! کیا وہ ہر لڑکی کے پیچھے لگے رہتے ہیں!"

"ناہید!.... وہ ضرور انہیں اطلاع دے گی! اسے یقین ہو گیا ہے کہ میں تمہیں ضرور کچھ نہ کچھ بتاؤں گی!...."

"وہ کیوں اطلاع دینے لگی۔ وہ خود بھی تو اس پیشے سے بیزار معلوم ہوتی ہے!" عمران نے کہا۔

"ہوگی بیزار....! لیکن شاید تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اگر اس کی دی ہوئی اطلاع ان لوگوں کے لئے صحیح ثابت ہوئی تو چار ہفتوں کی رقم معاف کر دی جائے گی.... یعنی ناہید کو دو ہزار روپے نہ دینے پڑیں گے۔ چار ہفتوں تک خواہ وہ اپنے لئے کمائے یا صرف آرام کرتی رہے!"

"تب تم نے بہت بڑی غلطی کی!.... اسے کیوں جانے دیا!" عمران نے تیز لہجے میں کہا!

"میں کتنی بار کہوں کہ میں سچ مچ مرنا چاہتی ہوں!"

"میں! تمہیں بچانے کی کوشش کروں گا!"

اچانک اس کمرے میں سرخ اور نیلی روشنی کے جھماکے ہونے لگے!.... "نیلے اور سرخ

بلب جلدی جلدی جل اور بجھ رہے تھے.... عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

(۲)

جولیانا فنرزواٹر نے سرہانے رکھا ہوا لیمپ بجھا دیا!.... اور لیٹے ہی لیٹے ایک طویل انگڑائی لی! پھر اس نے سونے کے لئے کروٹ لی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی! اس نے لیٹے ہی لیٹے اندھیرے میں ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

دوسرے ہی لمحہ میں اسے اپنے پر اسرار آفیسر ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی

"جولیا.... ہیلو.... جولیا...."

"یس سر!"

"دانش منزل کے کمپاؤنڈ میں کچھ مشتبہ آدمی موجود ہیں۔ اپنے تین آدمیوں کو فون کرو کہ وہ وہاں فوراً پہنچ جائیں۔ بات بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے! انہیں صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ لوگ کون ہیں! میرا خیال ہے کہ وہ لوگ عمارت کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں!"

"بہت بہتر جناب!.... ابھی!...."

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا!.... جولیانا فنرزواٹر نے سیکرٹ سروس کے ساتوں ارکان کے نمبر یکے بعد دیگرے ڈائیل کرنے شروع کر دیئے....! تیسرے آدمی کو ایکس ٹو کا پیغام دے کر اس نے ریسیور رکھ دیا اور ایکس ٹو کے خواب دیکھنے لگی! اسے اس پراسرار شخصیت سے عشق سا ہوتا جا رہا تھا!.... وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ اس سے ملنا چاہتی تھی! اسے خوشی تھی کہ ایکس ٹو جیسا ذہین ترین آدمی اس کی ذہانت کا مداح ہے.... اس کی قدر کرتا ہے! اسے اپنے ماتحتوں میں سب سے اونچا درجہ دیتا ہے!

وہ اس کے محیر العقول کارناموں کے متعلق سوچتی رہی! وہ کیسا دلیر.... کیسا پھرتیلا اور ہمہ داں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر وقت اس کی روح شہر پر منڈلاتی رہتی ہو!.... محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا عملہ محض اسی کی وجہ سے نیک نام تھا!....

جولیانا فنرزواٹر اس کی نئی نئی ذہنی تصویریں بناتی.... وہ ایسا ہو گا!.... وہ ایسا ہو گا!.... لیکن آواز سے کوئی بوڑھا خرانٹ معلوم ہوتا تھا!.... مگر آواز....! وہ اپنے دل کو سمجھاتی.... آواز تو یقیناً بناوٹی ہو گی.... ورنہ کوئی بوڑھا آدمی اتنا پھرتیلا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جولیا نے پھر ایک انگڑائی لی اور لیٹ گئی اسے اپنے سارے جسم میں میٹھا میٹھا سا درد محسوس ہو رہا تھا.... اس نے سونے کی کوشش کی! مگر نیند کہاں!.... دفعتاً وہ اٹھ بیٹھی!.... یہ بات تو اس نے ابھی تک سوچی ہی نہیں تھی کہ آخر اس وقت دانش منزل میں کیا ہو رہا ہے!.... وہ لوگ کون ہیں جن کی طرف ایکس ٹو نے اشارہ کیا تھا! اس نے کہا تھا کہ انہیں چھیڑا نہ جائے.... بات بڑھانے کی کوشش نہ کی جائے.... صرف یہ دیکھا جائے کہ وہ کون آدمی ہیں! کیا ایکس ٹو اس وقت دانش منزل ہی میں موجود ہے! جولیا جانتی تھی کہ اس عمارت میں ایک کمرہ ایسا بھی ہے جس کے در و دیوار ساؤنڈ پروف ہیں! اور اسی کمرے میں خطرے کی روشنیاں اور گھنٹیاں بھی موجود ہیں!.... وہ کمرہ ایسا ہے کہ باہر سے اس میں داخل ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے! جولیا نے کیپٹن خاور، کیپٹن جعفری اور تنویر کو وہاں بھیجا تھا! وہ ان کی طرف سے مطمئن نہیں تھی۔ ان کی دلیری میں شبہ نہیں تھا مگر وہ زیادہ چالاک نہیں تھے! اکثر دلیری کے جوش میں ان سے حماقتیں بھی سرزد ہو جاتی تھیں! اسے حقیقتاً وہ تین آدمی نہیں مل سکے تھے جنہیں وہ بھیجنا چاہتی تھی!.... یہ ساجد، پرویز اور سلطان تھے! سارجنٹ ناشاد کو تو وہ قطعی ناپسند کرتی تھی.... پتہ نہیں ایکس ٹو نے اسے اپنے اسٹاف میں کیوں رکھا تھا!.... جولیا اس کی شاعری سے تنگ آ گئی تھی! جب بھی وہ کوئی نئی غزل کہتا! انگریزی میں اس کا ترجمہ اسے ضرور سناتا اگر روبرو نہ سنا سکتا تو فون پر بور کرتا.... اسے عورت شعر اور شراب کے علاوہ دنیا کی کسی چوتھی چیز کی پروا نہیں تھی! ویسے وہ ڈرپوک بھی نہیں تھا!.... ایک اچھا نشانہ باز بھی تھا! مگر جولیا کا خیال تھا کہ وہ دو کوڑی کا آدمی ہے!

جولیا نے گھڑی کی طرف دیکھا! ایک بج چکا تھا! اس نے بڑی تیزی سے جیکٹ اور پتلون پہنی! اعشاریہ دو پانچ کا پستول جیب میں ڈالا اور فلیٹ سے نکل کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی! خنکی زیادہ نہیں تھی۔ سڑکیں قریب قریب سنسان ہو چکی تھیں۔ اس لئے وہ بے خطر اپنی چھوٹی سی آسٹن دوڑائے لئے جا رہی تھی۔

دانش منزل سے کچھ ادھر ہی اس نے کار روک دی اور پیدل ہی دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی!.... اسے پھاٹک بند نہیں ملا۔ کمپاؤنڈ میں اندھیرا تھا! اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے شانے پکڑ لئے....!

"حرکت نہ کرنا اپنی جگہ سے!" کسی نے آہستہ سے کہا۔ لیکن وہ اس کی آواز صاف پہچان گئی! یہ کیپٹن خاور تھا!

"میں ہوں!" جولیا نے جواب دیا!

"اوہو!" اس کے شانے چھوڑ دیئے گئے!

"کیا رہا!" جولیا نے پوچھا!

"نکل گئے! وہ چار تھے! اندھیرے کی وجہ سے ہم ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھ سکے!"

"تب پھر کیا کیا تم نے!" جولیا نے جھنجھلا کر کہا!

"کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ بات نہ بڑھائی جائے۔ صرف یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون ہیں!"

"کہا تھا!.... لیکن.... تم انہیں نہیں دیکھ سکے!"

"تم تو بعض اوقات حکومت ہی چلانے لگتی ہو!" کیپٹن خاور بھی جھنجھلا گیا۔

جولیا نے جواب میں کچھ نہیں کہا!.... اتنے میں تنویر اور جعفری بھی وہاں پہنچ گئے۔

"آہا!.... کون ہے!" تنویر نے کہا جو شاید جولیا کی آواز سن چکا تھا!

جولیا خاموش رہی! تنویر نے کہا!" میرا خیال ہے کہ ایکس ٹو اندر موجود ہے! کیوں جولیا کیا خیال ہے! اسے دیکھو گی!.... تمہیں بڑی خواہش ہے!...."

"ارے میں تو بیچاری عورت ہوں!" جولیا نے جلے بھنے لہجے میں کہا" تم مرد ہو! ذرا برآمدے ہی میں قدم رکھ کر دیکھو!"

"مگر اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے!" جعفری نے پوچھا!....

"کیا کرو گے؟" جولیا بولی" وہ تو نکل ہی گئے! کیا تم میں سے کوئی ان کا تعاقب بھی نہیں کر سکتا تھا!...."

"ہم نے انہیں پھاٹک سے نکلتے ضرور دیکھا تھا! لیکن! پھر پتہ نہیں وہ کہاں غائب ہو گئے!"

"کسی جاسوسی ناول کے مجرم رہے ہوں گے!" جولیا نے طنزیہ انداز میں کہا" زمین پھٹی اور وہ سما گئے! یا منہ میں جادو کا بٹن رکھا اور غائب...."

"یہ بات نہیں ہے!" جعفری نے غصیلی آواز میں کہا" تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتی ہو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہاں سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر ایک سنیما ہال ہے! سیکنڈ شو کے

تماشائی غول در غول ادھر سے گذر رہے تھے! وہ چاروں یقینی طور پر ان میں مل گئے ہوں گے۔"

"ختم کرو! مجھے کیا!" جولیا نے بیزاری سے کہا!" مجھے جو حکم ملا تھا تم تک پہنچا دیا! اس کے بعد میرا کام ختم ہو جاتا ہے!...."

"کیا عمارت میں داخل ہونے کے لئے نہیں کہا گیا تھا!" تنویر نے پوچھا!

"نہیں! اب تم لوگ جو کچھ بھی کرو گے اپنی ذمہ داری پر!" جولیا نے کہا اور پھاٹک سے نکل آئی۔

(۳)

عمران نے شیلا کی طرف دیکھا جو بڑے اطمینان سے سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی!.... اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے ہی مکان کے کسی کمرے میں بیٹھی ہو!

"تم مطمئن رہو! وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے!" عمران نے اس سے کہا!" خصوصاً اس کمرے میں!"

"تم اپنا وقت برباد کر رہے ہو!" شیلا لاپروائی سے بولی!

"کیوں؟"

"تم مجھے مرنے سے روک نہیں سکتے! میں خود مرنا چاہتی ہوں!"

"میں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں! لیکن تمہارے مرنے سے کسی کا کوئی فائدہ نہ ہوگا! کیونکہ تم مجھے ان لوگوں کے متعلق بہت کچھ بتا چکی ہو! ویسے تمہاری زندگی ملک و قوم کو ضرور فائدہ پہنچا سکتی ہے!"

"مجھے ملک و قوم سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے! کیونکہ اسی ملک و قوم میں میرا جسم بکتا رہا ہے...."

عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا.... تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا! پھر بولا "خیر۔۔ تم یہ رات تو اسی کمرے میں گزارو گی! تم نے وعدہ کیا تھا!...."

"وہ دوسری صورت تھی!.... اب بات کہیں اور جا پڑی ہے، پہلے یہ خیال تھا کہ میں تم سے کم از کم دو ہفتوں کی رقم ضرور اینٹھ لوں گی!"

"میں تمہیں چار ہفتوں کی رقم دے سکتا ہوں! لیکن تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا!"

"میرا پیچھا چھوڑو!" شیلا جھنجھلا گئی.... پھر تھوڑی دیر بعد نرم لہجے میں پوچھا!" کیا تم یہاں

شراب نہیں رکھتے!"

"یہاں شراب کا نام لینا بھی جرم ہے!"

"تمہارا کیا نام ہے....!"

"خچر!"

"خچر ہی معلوم ہوتے ہو! کوئی سمجھدار آدمی شراب کے متعلق ایسی سخت بات نہیں کہہ سکتا!... اگر تم میرے لئے شراب مہیا کر سکو تو میں رات یہیں گزار دوں گی!"

"شراب اس عمارت میں ممنوع ہے!"

"تب پھر تم مجھے یہاں روک بھی نہیں سکتے!"

"اچھا تو چلی جاؤ!" عمران ہاتھ پھیلا کر بولا!

"ان خود کار دروازوں پر تمہیں گھمنڈ ہے!" شیلا ہنسنے لگی! مگر یہ ہنسی بڑی کھوکھلی تھی! ایسا معلوم ہوا تھا جیسے یہ آواز کسی مشین سے نکلی ہو!....

عمران کچھ نہ بولا! وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا.... ایک بار وہ ایک دروازے کے قریب گیا اور اسے کھول کر باہر نکل آیا اور دروازہ پھر بند ہو گیا!.... اس نے گھوم پھر کر پوری عمارت کا جائزہ لیا پھر بیرونی برآمدے میں نکل آیا۔ کمپاؤنڈ سنسان پڑی تھی اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی!

وہ تقریباً دس منٹ تک وہاں کھڑا رہا! پھر نیچے اتر کر عمارت کے عقبی حصے کی طرف چل پڑا تھوڑی دیر یہاں بھی ٹھہر کر وہ دوبارہ صدر دروازے پر پہنچ گیا۔

اسے کہیں بھی کسی آدمی کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا!.... اس نے ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھولا لیکن دوسرے ہی لمحہ میں بری طرح بوکھلا گیا کیونکہ شیلا وہاں نہیں تھی!.... وہ وہاں سے نکل کر تیر کی طرح کمپاؤنڈ کے پھاٹک پر آیا.... مگر وہاں تو اب قدموں کی آہٹیں بھی نہیں تھیں! سامنے والی سڑک بالکل ویران ہو چکی تھی!

"شامت!" وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گیا۔

(۴)

دوسری صبح عمران دیر سے اٹھا! دھوپ پھیل چکی تھی اور اس کے فلیٹ پر الو بول رہے تھے! اس کا نوکر سلیمان تین دن سے غیر حاضر تھا.... پلنگ پر پڑے پڑے ہی اس نے ہاتھ پیر پھیلا کر ایک طویل انگڑائی لی اور گذشتہ رات کے سارے واقعات ایک ایک کر کے اسے یاد آنے لگے۔ اس نے ایک زبردست غلطی کی تھی! ایک نہیں بلکہ دو غلطیاں! پہلی غلطی تو یہ کہ اس نے شیلا سے ایک اہم ترین بات نہیں پوچھی تھی! ظاہر ہے کہ مجرم خود کو پس منظر میں رکھ کر بڑی رقمیں بنا رہے تھے! لہٰذا ان سے کسی ایسی غلطی کا ارتکاب ممکن نہیں تھا۔ جس سے ان کی گردن پھنس جاتی! پھر آخر ناہید نے انہیں کن ذرائع سے شیلا کے متعلق اطلاع دی ہو گی!.... اسے اس کے متعلق شیلا سے ضرور پوچھنا چاہیئے تھا! پھر! دوسری غلطی اس کی بے احتیاطی تھی! اس نے خود کار دروازوں کا استعمال اس طرح کیا تھا کہ شیلا اس سے واقف ہو گئی تھی! ویسے وہ یہی سمجھتا رہا تھا کہ شیلا اس سے لاعلم ہے! اب اس کے ہاتھ میں صرف دو کارڈ رہ گئے تھے! ایک تو پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ اور دوسرا کارڈ.... ناہید۔ اس کا پتہ اسے معلوم تھا!.... مگر یہ پوسٹ بکس نمبر والا معاملہ بھی اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ یہ بھی گردن ہی پھنسا لینے والی بات تھی!

بہرحال اس نے اسی دن سے تفتیش کا سلسلہ شروع کر دیا!.... پوسٹ بکس نمبر شہر کے سب سے زیادہ چھپنے والے ایک ماہنامے کا نکلا۔

ماہنامہ "کمر لچکدار" جس کی دھوم سارے ملک میں تھی!.... وہ ادب اور ثقافت کا علمبردار تھا! ادب کا علمبردار یوں تھا کہ اس میں فلم ایکٹرسوں کی کمزوریاں اچھالی جاتی تھیں! اور ثقافت کا علمبردار اس لئے کہا جا سکتا تھا کہ سرورق پر کسی لنگوٹی بند امریکن چھپکلی کی تصویر ہوتی تھی....!

عمران نے اپنا فائل نکالا جس میں اس کی کئی اوٹ پٹانگ کہانیاں تھیں! کسی زمانے میں اسے کہانیاں لکھنے کا خبط بھی تھا!.... اور اس نے لیکاک کے NONSE NSENOVEIS کے طرز پر کئی کہانیاں لکھ ڈالی تھیں!۔

اس نے ایک کہانی نکالی اور ماہنامہ "کمر لچکدار" کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا!

دفتر کافی شاندار تھا! تقریباً ڈیڑھ درجن آدمی مختلف قسم کے کاموں میں مشغول نظر

آرہے تھے!

"فرمایئے!" ایک نے عمران کو ٹوکا!

"میں ایڈیٹر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں!" عمران نے جواب دیا!

"کیا کام ہے!"

"کم کچھ بھی نہیں ہے! زیادہ ہی نکلے گا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا!

"کم نہیں کام!" اس نے تصحیح کی!۔

"اوہ.... کام.... ان سے جاکر کہہ دیجئے کہ ایک بہت بڑا افسانہ نگار ملنا چاہتا ہے!"

"ہوں!" وہ آدمی اس کی حماقت انگیز شکل دیکھ کر مسکرایا اور پھر اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا بولا "نام کیا بتاؤں!"

"ابن ہدہد!"

وہ ہنستا ہوا.... ایڈیٹر کے کمرے کی طرف چلا گیا! عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا! تھوڑی دیر بعد اس نے واپس آکر کہا "جایئے۔"

عمران اکڑتا ہوا کمرے کے دروازہ پر آیا چق ہٹائی اور اندر چلا گیا! ایڈیٹر دونوں ہاتھوں کو میز پر رکھے قہر آلود نظروں سے دروازے کی طرف گھور رہا تھا!

"تشریف رکھیئے!" وہ غرایا!

یہ ایک لمبا تڑنگا اور صحت مند آدمی تھا! عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی!

"آپ بھی ابن ہیں!" اس نے عمران کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا!

"جی ہاں! بندے کو ابن ہدہد کہتے ہیں!"

"کیا یہ ابن کوئی بیماری ہے! جسے دیکھئے نام کے ساتھ ابن لگائے چلا آرہا ہے! بیٹھئے نا! بہت سی باتیں کروں گا آپ سے!"

عمران بیٹھ گیا!....

"آپ کیوں آئے ہیں!"

"اپنی ایک کہانی لایا ہوں"

"مگر! آپ کو اپنا نام بدلنا پڑے گا! میرے پرچے میں جاسوسی کہانیاں نہیں شائع کی جاتیں!"

"اجی یہ رومانی افسانہ ہے!"

"پھر تو آپ کو نام بدلنا ہی پڑے گا....!"

"اچھا تو صرف ہدہد کر دیجئے گا! جی ہاں!.... چلے گا یا نہیں ویسے ابن ہدہد بھی چل جاتا!"

"نہیں! آپ نہیں جانتے! ہماری دشواریوں سے واقف نہیں ہیں! ابھی حال ہی میں میرے ایک دوست نے اپنے رسالے میں اردو کے ایک بہت اچھے شاعر کی نظم چھاپی تھی! اتفاق سے ان کے نام میں بھی "ابن" موجود ہے! آپ جانتے ہیں اس بیچارے کو اس سلسلے میں کس قسم کے خطوط موصول ہوئے ہیں!"

عمران نے نفی میں سر ہلا دیا! "ٹھہریئے!" ایڈیٹر میز کی دراز کھینچ کر اس میں رکھے ہوئے کاغذات الٹتا پلٹتا ہوا بولا "میں آپ کو ایک خط سناؤں گا! سنیئے اور عبرت پکڑیئے!"

اس نے ایک پوسٹ کارڈ نکال کر پڑھنا شروع کیا!

"جاناب اڈیٹر صاحب!

شالا تم کیا چار شو بیش ریشالہ نکالتا ہے! اوپر لکھتا ہے.... لکھنے والے ابن عبدل یہی نام تھا! یا دوسرا تھا.... یاد نہیں!.... ابن ضرور تھا!.... اوپر ابن لکھتا ہے اور اندر میں گجل ٹھونس دیتا ہے.... ہمارا پیشہ واپش کروا! ہم جاشوشی افشانہ سمجھ کر کھریدا تھا! یہ چار شو بیشی کا دھندا کب تک چلے گا! تم شالا پبلک کو دھوکا دیتا ہے۔

ہم ہے تمہارا باپ
اللہ رکھا"

"ارے توبہ! توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! لاحول ولا!.... میرا افسانہ.... جاسوسی ہرگز نہیں ہے! میں نام بھی بدل دوں گا! آپ مطمئن رہیئے! افسانے کا نام ہے! حاتم طائی!"

"نہیں چلے گا! بہت پرانی چیز ہے!"

"آپ دیکھئے تو سہی اسی میں جدت ہے.... یہ فینٹسی بھی نہیں ہے بس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے! بالکل نئی جدت دیکھئے گا.... غور سے سنیئے! ہاں!"

عمران صفحات کو اپنے چہرے کے برابر اٹھا کر پڑھنے لگا "صبح کا سہانا وقت تھا!...."

"ٹھہریئے!.... ٹھہریئے!.... ایڈیٹر ہاتھ اٹھا کر بولا "یہ نہیں چلے گا!.... صبح کا سہانا

وقت تھا تو پڑھنے والے کو اس سے کیا سروکار.... نہیں یہ بہت پرانا اسٹائل ہے!"

"اچھا.... اچھا.... میں پورا منظر نکالنے دیتا ہوں!.... خیر جانے دیجئے! آگے سنئے....
حاتم اپنے خیمے سے نکل کر ایک تمباکو فروش کی دوکان پر آیا!.... اور وہاں سے سویٹ کراپ کا تمباکو خرید کر طائی کے خیمے کی طرف چل پڑا...."

"کس خیمے کی طرف...." ایڈیٹر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا!

"طائی کے خیمے کی طرف! ط سے طائی.... تائی نہیں.... حاتم کی کوئی تائی نہیں تھی!.... طائی اس کی محبوبہ کا نام تھا....!"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ!" ایڈیٹر نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے عمران نے اسے کوئی بہت بری خبر سنائی ہو!

"کیا میں نے آپ کو کوئی صدمہ پہنچایا ہے!" عمران بوکھلا کر بولا!

"آپ تاریخ کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں...."

"کیوں جناب....!"

"آپ طائی کو حاتم کی محبوبہ بتاتے ہیں! حالانکہ حاتم قبیلہ بنی طے کا ایک فرد ہونے کی بناء پر طائی کہلاتا تھا!"

"کیا بات کہی ہے آپ نے!" عمران نے قہقہہ لگایا! دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔

"آپ کے فارمولا سے تو پھر مجنوں لیلیٰ کا باپ تھا!.... یا لیلیٰ قبیلہ بنی مجنوں سے تعلق رکھتی تھی!.... وامق قبیلہ بنی عذرا سے تعلق رکھتا تھا۔ ہیر رانجھا کی چچی تھی.... مہینوال سوہنی کا ابا تھا!.... کیا فضول باتیں کر رہے ہیں آپ.... میں اپنا سر پیٹ لوں گا!"

عمران کے چہرے پر یک بیک شدید ترین غصے کے آثار نظر آنے لگے۔

"کہیں آپ نشے میں تو نہیں ہیں" ایڈیٹر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"نشے میں ہوں گے آپ!.... اتنے بڑے ایڈیٹر ہو کر جہالت کی باتیں کرتے ہیں!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"آپ بدتمیز ہیں!" ایڈیٹر بھی کھڑا ہو گیا! عمران کی زبان پر جو کچھ بھی آ رہا تھا۔ بے تکان بکتا جا رہا تھا!.... کمرے میں کئی لوگ گھس گئے! ان میں ایک لڑکی بھی تھی! جس نے مردانہ

لباس پہن رکھا تھا.... نیلے رنگ کا جیکٹ اور سرخ پتلون!....

"آپ دنیا کے سب سے بڑے کریک ہیں!" ایڈیٹر نے ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے عمران پر نظر ڈال کر کہا!

"کیا بات ہے۔" کسی نے پوچھا!

"آپ ایک کہانی لائے ہیں! حاتم طائی.... جس میں طائی حاتم کی محبوبہ ہے۔" ایڈیٹر نے کہا۔ لوگ ہنس پڑے مگر لڑکی عمران کو سنجیدگی سے گھورتی رہی۔ اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی!

"اور اب آپ لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں!" ایڈیٹر مسکرا کر بولا۔ پھر عمران کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا "آپ اپنے پیروں سے چل کر جانا پسند کریں گے یا.... میں اپنے آدمیوں کو آپ کی خدمت پر آمادہ کروں! میرا خیال ہے کہ آپ کافی سمجھدار آدمی ہیں!"

"جی ہاں.... جی ہاں!" عمران نے غصیلے انداز میں دانت نکال کر کہا "میں جا رہا ہوں۔ آپ کی قابلیت کا بھانڈا بھی عنقریب پھوٹ جائے گا!.... مجھ سے غلطی ہوئی جو یہاں چلا آیا.... ماہنامہ "ترچھی نجریا" والے مجھے پوجتے ہیں۔!"

"گٹ آؤٹ!" ایڈیٹر حلق پھاڑ کر چیخا!

"جی ہاں!.... میں جا رہا ہوں!" عمران جانے کے لئے مڑا.... لیکن ابھی دو ہی چار قدم چلا تھا کہ مردانہ لباس والی لڑکی نے اس کی ٹانگوں میں ٹانگ ماری اور عمران دھڑام سے فرش پر گر گیا! ایک بار پھر قہقہوں کا طوفان امنڈا.... اور لڑکی بڑی سنجیدگی سے چھت کی طرف دیکھنے لگی۔ اس بار بھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تک نہیں تھی!

عمران اٹھا اور مڑ کر دیکھے بغیر جھپٹتا ہوا باہر نکل آیا.... سڑک پر پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور سامنے والے ریستوران میں گھس گیا! اس نے ایک ایسی میز منتخب کی جہاں سے ماہنامہ "کمر لچکدار" کے دفتر کے زینے صاف نظر آتے تھے!

وہ تقریباً دو گھنٹے تک اسی میز پر جما رہا.... پھر دفتر کے بند ہونے کا وقت آ گیا اور وہاں کام کرنے والے باہر آنے لگے! چار آدمی اس ریستوران کی طرف بھی آ رہے تھے! ان میں وہ لڑکی بھی تھی جس نے عمران کو گرایا تھا جیسے ہی ان کی نظر عمران پر پڑی وہ رک گئے! عمران پہلے ہی

سے اپنی کہانی کے صفحات سامنے رکھے ان میں فاؤنٹین پن سے کاٹ چھانٹ کر رہا تھا! وہ چاروں آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے! ادھر عمران کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ان کی آمد کی خبر ہی نہ ہو! وہ چاروں اس کی میز کے اطراف میں کرسیاں کھینچ کر بیٹھ گئے! اور عمران چونک کر احمقوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھنے لگا!

لڑکی عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی "کہو دوست کا کیا رنگ ہیں!"

"اوہو!" عمران جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولا "مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے!"

"ضرور دیکھا ہوگا!" لڑکی بڑے پیار سے بولی "کیا چائے نہیں پلواؤ گے!"

"اوہ... ضرور ضرور... اے بھائی صاحب... ارے بھائی صاحب!" اس نے ویٹر کو آواز دی!

وہ حد سے زیادہ بے ڈھنگے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا! ویٹر کو سب کے لئے چائے اور سموسوں کا آرڈر دے کر وہ پھر انہیں احمقوں کی طرح دیکھنے لگا!

"کیا لکھ رہے تھے....!" لڑکی نے پوچھا!

"مم.... میں افسانہ نگار ہوں!" عمران نے سر جھکا کر بڑے شرمیلے انداز میں جواب دیا۔

"کہیے!.... آپ کو یاد آیا کہ آپ نے ہمیں کہاں دیکھا تھا!" ایک آدمی نے پوچھا!

"نہیں یاد آیا! مگر میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کہیں دیکھا ضرور ہے!"

"آپ کا نام کیا ہے....!" لڑکی نے پوچھا!

"ابن ہدہد! آپ کو میرے نام پر ہنسی آئے گی!.... مگر میں بڑا جدت پسند آدمی ہوں!.... شاعر لوگ مختلف قسم کے پرندوں کا تذکرہ کرتے ہیں! لیکن بیچارے ہدہد کا کوئی نام بھی نہیں لیتا! حالانکہ ہدہد کا ذکر آسمانی کتابوں میں بھی آیا ہے.... ہدہد سلیمان اور ملکہ صبا کا قاصد تھا!"

"تو آپ کو صرف ہدہد ہونا چاہئے تھا اس میں ابن کیوں لگا دیا!"

"آج کل ابن ہی چالو ہے!" عمران نے دانشوروں کے سے انداز میں کہا۔

"نہیں صرف ہدہد.... "لڑکی نے سنجیدگی سے کہا "تم سو فیصدی ہدہد معلوم ہوتے ہو۔"

"ہوتا ہوں نا.... ہاہا.... اچھا اب اجازت دیجئے!" عمران اٹھتا ہوا بولا!

"ارے.... چائے تو منگوائی تھی".... ! لڑکی نے کہا۔

"کیا کروں! شاید وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔"

"کون؟"

"وہی جس سے چائے کے لئے کہا تھا! میں سمجھا تھا شاید یہیں سے لائے گا!"

عمران پھر بیٹھ گیا!.... اچانک اس نے محسوس کیا کہ لڑکی اب کچھ گھبرائی ہوئی سی ہے! وہ بار بار ایک کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی! یہ کھڑکی سڑک کی طرف تھی۔ دفعتاً لڑکی کچھ کہے بغیر اٹھی اور باہر نکل گئی! انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ اتنی سی دیر میں یہ بھی بھول گئی ہو کہ وہ وہاں تنہا نہیں آئی تھی بلکہ اس کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس کے اس طرح چلے جانے پر اس کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا! وہ بدستور اطمینان سے بیٹھے ہوئے عمران کو چھیڑتے رہے....

"میں جا رہا ہوں!" عمران اٹھتا ہوا بولا!

"اور چائے کا بل کون ادا کرے گا!" ایک آدمی نے کہا!

"میں کیا جانوں!"

"تم نے آرڈر دیا تھا...."

"آہا....!" عمران دیدے نچا کر بولا "تو کیا تمہارے لئے آرڈر دیا تھا! وہ چلی گئیں!.... اب میں بھی جا رہا ہوں۔ واہ یار.... ذرا اپنی شکل تو دیکھو! میں تمہیں چائے پلاؤں گا! ہاہا.... ہپ!"

"شرافت کے دائرے سے باہر نہ نکلو!...." اسی آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا!

"میں ازلی کمینہ ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "افسانہ نگار ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میری اصلیت بدل جائے!.... اگر لڑنے بھڑنے کا ارادہ ہو تو اس کیلئے بھی تیار ہوں!"

"اچھا نکلو باہر....! ہم دیکھتے ہیں تمہیں!"

اتنے میں بیرے نے چائے لا کر میز پر رکھ دی! جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ عمران نے اسے روک کر کہا! "میرا بل لاؤ اس چائے کے دام یہی لوگ ادا کریں گے!"

وہ تینوں پیچ و تاب کھا کر رہ گئے! لیکن کچھ بولے نہیں!.... ویٹر چلا گیا!....

"اچھا! پھر کبھی سمجھیں گے تم سے!" ان میں سے ایک آنکھیں نکال کر بولا!

"الجبرا اور جومیٹری سمجھا سکتا ہوں! ارتھمیٹک کمزور ہے!.... وہ کسی اور سے سمجھ لینا!"

"ہاں!" عمران بالکل اسی طرح بولا جیسے کوئی استاد اپنے شاگردوں سے ہمکلام ہو!

ویٹر بل لایا اور عمران نے اس کی قیمت ادا کی پھر تینوں کی طرف ایک چڑا دینے والی مسکراہٹ اچھالتا ہوا اٹھ گیا۔

وہ سمجھا تھا شاید وہ لڑکی فٹ پاتھ ہی پر مل جائے گی .... مگر اسے مایوسی ہوئی!.... وہ دراصل اس لڑکی کے متعلق الجھن میں پڑ گیا تھا!.... حالانکہ بظاہر کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کی بنا پر اسے اس لڑکی کی طرف سے کسی قسم کی تشویش ہوتی!.... ویسے اس نے "کمر لچکدار" کے دفتر میں اس سے بڑا مضحکہ خیز برتاؤ کیا تھا!

الجھن اس کی بھی نہیں تھی!.... فی الوقت وہ خود بھی اس الجھن کو نہیں سمجھ سکا!....

کبھی کبھی اس کے ساتھ ایسا بھی ہوتا تھا! وہ چند لمحے وہاں رک کر ایک طرف چل پڑا۔

ابھی اسے پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے متعلق مکمل معلومات نہیں حاصل ہوئی تھیں!.... اسے یقین تھا کہ وہ کوئی کلیو نہیں ہو سکتا.... مگر اس کے متعلق اسے ایک ایسی عورت نے بتایا جس کے سر پر شاید موت ہی سوار تھی! اس لئے وہ اسے نظر انداز بھی نہیں کر سکتا تھا!-- عمران خیالات میں اس طرح کھویا ہوا تھا کہ پیدل ہی چلتا رہا!.... دن بھر کی تھکی ہوئی بھیڑ کارخانوں اور دفتروں سے نکل آئی تھی!.... اور فٹ پاتھوں سے گذرتے وقت لوگ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ عمران کو اس بھیڑ کا احساس بھی نہیں تھا!.... وہ شانوں سے شانے رگڑتا.... رکتا.... رکا تا چلتا رہا! وہ سوچ رہا تھا کہ اسے محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض سے اس لڑکی کے متعلق کچھ اور بھی معلومات فراہم کرنی چاہئے جس کی لاش ڈیڑھ ہفتہ پہلے شارع عام پر پائی گئی تھی۔ وہ ایک پبلک کال بوتھ میں گھس کر فیاض کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ مگر یہاں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ فیاض گھر میں موجود نہیں تھا اور اس وقت آفس میں اس کی موجودگی ممکن تھی!.... عمران بوتھ سے باہر آگیا! فی الحال اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے تفتیش کا آغاز کہاں سے کرنا چاہئے اسے شیلا یاد آئی۔ مگر وہ اسے کہاں تلاش کرتا! ویسے وہ بری طرح ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی!

عمران پھر چلنے لگا!.... ماہنامہ "کمر لچکدار" کے آفس میں یا اس کے سامنے والے ریستوران میں اس نے وقت نہیں برباد کیا تھا!.... کم از کم وہاں کے ماحول سے اس نے یہی

اندازہ لگایا تھا کہ اگر وہ پوسٹ بکس نمبر وہیں کا تھا تو اسے کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور دی جا سکتی ہے!

کیا وہ ایک بار پھر اس جزیرے کا رخ کرے؟ اس نے سوچا! ساتھ ہی اسے یہ بات بھی یاد آئی کہ وہ وہاں گیا کیوں تھا؟.... اسے مقتولہ کے باپ سے ملنا تھا! لیکن اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی! اس کے پاس اس کی شہری جائے رہائش کا پتہ بھی موجود تھا!....

وہ چلتے چلتے ایک گلی میں مڑ گیا! دراصل وہ ایک ٹیکسی چاہتا تھا اور خالی ٹیکسی اسے دوسری سڑک پر مل سکتی تھی!۔

ٹیکسی کے لئے اسے زیادہ انتظار بھی نہیں کرنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مقتولہ کے باپ کا پتہ ٹیکسی والے کو بتا رہا تھا۔

لیکن تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد اسے ٹیکسی رکوا دینی پڑی کیونکہ ایک دوکان میں اسے وہی لڑکی نظر آئی تھی جس نے ماہنامے کے دفتر میں اسے گرا دیا تھا! وہ بڑی جلدی میں ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ میں کچھ رقم دیتا ہوا نیچے اتر گیا۔

مگر وہ کہیں رکا نہیں سیدھا اسی دوکان میں چلا گیا! یہ ایک جنرل اسٹور تھا! عمران لڑکی کے پیچھے کھڑا ہو کر شوکیسوں پر نظر ڈالنے لگا! پھر کچھ دیر بعد آہستہ سے بولا "آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے!"

لڑکی یکلخت اس کی طرف مڑی اس کی آنکھوں سے حیرت جھانک رہی تھی اس نے دوکان دار سے کہا۔ "میں پھر آؤں گی۔" اور باہر نکل گئی! لیکن عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ فٹ پاتھ پر پہنچ کر وہ رک گئی۔

"کیا ارادے ہیں!" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا!

"تمہیں چائے پلاؤں گا!"

"تم مجھے وہ نہیں معلوم ہوتے جو نظر آتے ہو!"

"میں حقیقتاً چمگادڑ ہوں! مگر عام طور پر لوگ مجھے طوطا کہتے ہیں!"

"کس چکر میں ہو!"

"تمہارے چکر میں! اب میں اتنا گاؤدی بھی نہیں ہوں کہ حاتم طائی کو لیلیٰ مجنوں کی طرح جوڑا بنادوں!"

"پھر؟" لڑکی کے ہونٹ بھنچ گئے! اس کی آنکھوں میں ایک خونخوار سی چمک لہرا رہی تھی!

"میں دراصل تم تک پہنچنا چاہتا تھا!" عمران نے سر جھکا کر شرمیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں؟"

"پتہ نہیں کیوں؟ جب سے تمہیں دیکھا ہے!"

"شٹ اپ.... کیا شامت آئی ہے!"

"مجھے یہی توقع تھی!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور مغموم انداز میں سر ہلانے لگا! پھر بولا "تم اس نابکار ایڈیٹر کو مجھ سے زیادہ قابل سمجھتی ہو۔"

"ہوش میں ہو یا نہیں! ہم پہلی بار ملے ہیں!"

"نہیں ہم میں تو بہت پرانی بے تکلفی ہے! اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم ٹانگ مار کر گراتی کیوں!"

"میں یہاں اس جگہ بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کر سکتی ہوں!"

"ارے جاؤ۔ جاؤ! میں کیا تم سے کمزور ہوں۔ اب کے گرا کر دیکھو چٹنی بنا کر رکھ دوں گا! یہ تو تمہیں شادی کے بعد ہی معلوم ہوگا کہ میں کیسا آدمی ہوں!"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے! اگر اب میرے پیچھے آئے تو خیریت نہیں۔"

"خیریت کی ایسی تیسی! وہ انگوٹھی کہاں ہے؟"

"کیسی انگوٹھی؟"

"منگنی کی انگوٹھی! جو پچھلے سال میں نے تمہاری انگلی میں ڈالی تھی! اس کے بعد تم غائب ہو گئی تھیں۔ آج ملی ہو! میں کہتا ہوں یہ رشتہ ضرور ہوگا۔ تمہارے والدین کو اب بھی منظور ہے!"

"میں کہتی ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ بہت برا ہوگا۔!"

"کیا برا ہوگا؟" ذرا ٹھہرو! میں اس ڈیوٹی کانسٹیبل کو بھی اطلاع دے دوں کہ تم میری منگیتر ہو۔ دیکھو بڑا بکھیڑا ہو جائے گا! بھیڑ لگ جائے گی یہاں! میں بڑا بے حیا آدمی ہوں۔ میرا کچھ نہ بگڑے گا۔ میں انسلٹ پروف ہوں۔"

"تم کیا چاہتے ہو!" لڑکی نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"وہ تمہارے گھر کا پتہ تاکہ مجھے بار بار دفتر کے چکر نہ لگانے پڑیں!"

لڑکی چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر اپنے پرس سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس کی طرف

بڑھا دیا۔

"میں کل ضرور آؤں گا.... شکریہ!"

"ٹھہرو!...." لڑکی ہاتھ اٹھا کر بولی!" مقصد کیا ہے!"

"جب تک تم پتلون پہننا نہ چھوڑو گی! میں تمہارا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ جس دن میں نے تمہیں غرارے، شلوار یا سکرٹ میں دیکھ لیا اسی دن سے تم میری شکل بھی نہ دیکھو گی!"

"تم سے مطلب میں جو چاہوں پہنوں! تم کون ہوتے ہو!"--لڑکی پھر جھنجھلا گئی۔

"میں تمہارا منگیتر ہوتا ہوں! اور اس وقت تک رہوں گا جب تک پتلون!.... تم مجھے نہیں جانتیں! مجھے ایک عورت کے چلنے کا انداز ناپسند تھا!.... لہٰذا میں نے اس کے شوہر سے اسے طلاق دلوا دی!.... حالانکہ میرے پانچ ہزار روپے ضرور خرچ ہو گئے!.... لیکن!.... شہر میں وہ چیز تو نہ رہی جو مجھے ناپسند تھی! تم پر بھی دو چار ہزار خرچ کر دوں گا۔ پھر تمہیں یا تو شہر چھوڑنا پڑے گا یا پتلون!"

"ارے تم خدائی فوجدار ہو!" لڑکی دانت پیس کر بولی!

"خدائی فوج کا حوالدار میجر!...." عمران نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا!

لڑکی چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی!" اگر میں شور مچادوں کہ تم مجھ سے بدتمیزی کر رہے ہو تو؟"

"ارے خدا کے لئے مچاؤ بھی! میں یہی چاہتا ہوں کہ تم شور مچاؤ! اتنی دیر سے میں جھک کیوں مار رہا ہوں! مقصد یہی ہے۔ کہ تم شور مچاؤ!...."

"کیا کرو گے تم....!"

"دنوں کا کام گھنٹوں میں ہو جائے گا! تم کل ہی سے پتلون پہننا چھوڑ دو گی!.... کہو تو پوری اسکیم بتا دوں!.... تم شور مچاؤ گی لوگ اکٹھا ہوں گے! میں کہوں گا کہ یہ میری بیوی ہے۔ دو سال گزرے اپنے دادا زاد بھائی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔ کارڈ پر تمہارا نام زیبا تحریر ہے۔ میں جنت بی بی بتاؤں گا!.... کہوں گا کہ یہ اسی لئے پتلون ڈالے پھرتی ہے کہ اسے کوئی پہچان نہ سکے.... چلو شور مچاؤ....ہاہا!"

"کتے کمینے!" وہ کلکلا کر زیر لب بڑبڑائی!

"میں صرف دو منٹ تک اور تمہارے شور مچانے کا انتظار کروں گا!"

لڑکی یک لخت دوسری طرف مڑ کر چل پڑی۔ عمران نے بھی وہی حرکت کی۔ وہ مخالف سمت میں مڑا تھا.... پھر چلتے چلتے دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر چل پڑے۔

بظاہر عمران کی یہ حرکت احمقانہ تھی!.... لیکن حقیقتاً اس کی تہہ میں بہت کچھ تھا.... زیبا کی بجائے اگر اور کوئی لڑکی ہوتی تو عمران کی اس حرکت پر ہلڑ مچائے بغیر ہرگز نہ مانتی.... مگر وہ صرف جھنجھلا کر رہ گئی تھی! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بڑی مشکل سے ضبط کر رہی ہے۔ عمران نے اس سے ایک ہی نتیجہ نکالا کہ اس کے ہاتھ ضرور ملوث ہیں اسی لئے وہ اپنی تشہیر سے ڈرتی ہے۔ اس وقت اس کا کسی قسم کا اقدام بھی پولیس کیس بن سکتا تھا۔ لیکن وہ پولیس کی نظر میں آنے سے کتراتی ہے۔ کیونکہ خود اس کا ضمیر بھی احساسِ جرم کا شکار ہے۔

(۵)

سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبر جزیرے والی نمائش میں چکراتے پھر رہے تھے۔ انہیں شیلا نامی ایک لڑکی کی تلاش تھی جس کا حلیہ ایکس ٹو نے بتایا تھا.... لیکن انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ایکس ٹو اس لڑکی کی تلاش میں کیوں ہے!....

جولیانا فنٹز واٹر اور سارجنٹ ناشاد ساتھ چل رہے تھے! سارجنٹ ناشاد بڑا پُر رُعب چہرہ رکھتا تھا۔ اس کی چڑھی ہوئی بھوری مونچھیں ہی چہرے پر سب کچھ تھیں! لوگ اس کی صورت ہی دیکھ کر لرز جاتے تھے۔ مگر وہ خوف اسی وقت تک قائم رہتا تھا جب تک وہ بولتا نہیں تھا۔ جہاں اس نے گفتگو شروع کی سارا وقار رخصت ہو گیا۔ جولیا کو اس سے کچھ چڑ سی ہو گئی تھی۔ لیکن کام کی حد تک تو برداشت کرنا ہی پڑتا تھا۔ ویسے اگر وہ تنہا ہوتی تو تنویر ساتھ لگ گیا ہوتا اور تنویر کی معیت مین کوئی کام کر لینا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا کیونکہ وہ اسے اپنے دکھے ہوئے دل کی پکار سنانا شروع کر دیتا تھا! سارجنٹ ناشاد کی بکواس کی دنیا صرف اس کے اشعار کے انگریزی ترجموں ہی تک محدود رہتی تھی۔ مگر آج وہ کچھ چپ چاپ سا تھا۔ جس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اسے شام سے شراب نہیں ملی تھی۔ یہاں نمائش کے کسی بار میں بیٹھ کر وہ اپنی پیاس کو بجھا سکتا تھا۔ مگر ایکس ٹو کا خوف! اسے ہر حال میں اطلاع ہو جاتی کہ سارجنٹ ناشاد نے ڈیوٹی پر شراب پی تھی۔

"یہ لڑکی شیلا...." وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "کہیں ہمارے ایکس ٹو کی کوئی منظورِ نظر نہ ہو۔"

"بکواس ہے.... ایکس ٹو جیسے لوگ عورتوں کی پرواہ کم کرتے ہیں۔" جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ وہ ایکس ٹو کے متعلق کوئی برا ریمارک سننا پسند نہیں کرتی تھی۔

"ایکس ٹو!" سارجنٹ ناشاد نے ایک طویل سانس لی۔ "وہ شاید ہماری قبروں میں بھی گھس آئے گا۔"

اچانک وہ چلتے چلتے رک گیا اور جولیا کو یہی محسوس ہوا جیسے ناشاد کو بتائے ہوئے حلیے کی لڑکی نظر آ گئی ہو۔ مگر ناشاد بڑبڑایا۔

"یہ عمران یہاں کیا کرتا پھر رہا ہے۔"

"وہی جو دوسرے ہزاروں آدمی کرتے پھر رہے ہیں۔ کیا تم بھول گئے کہ یہ نمائش گاہ ہے۔"

"میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں یہ بھی اسی لڑکی کے چکر میں نہ ہو۔"

"یہ کیونکر ممکن ہے۔"

"اس آسمانی تحریر والے کیس میں کیسے ممکن ہوا تھا! مجرم تک کون پہنچا تھا!" ہم یا عمران.... اسے کس نے پکڑا تھا، ایکس ٹو نے یا عمران نے...."

"اگر عمران نہ پکڑتا تو اسے ایکس ٹو ہی پکڑتا.... تمہیں کس نے اطلاع دی تھی کہ عمران اور جولیا مجرموں کو لا رہے ہیں۔!"

"تم ایکس ٹو کی اتنی طرفدار کیوں ہو...."

"وہ میرا آفیسر ہے.... کیا طرفدار ہونے کے لئے اتنا ہی جواز کافی نہیں ہے...."

"میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا.... میرا خیال ہے کہ عمران کو اس لڑکی کے سلسلے میں ٹٹولنا چاہئے.... مگر تم شاید اس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس نے ایک بار تمہاری جان بچائی تھی۔"

"یہ غلط ہے اگر عمران نہ ہوتا تب بھی ایکس ٹو کچھ نہ کچھ ضرور کرتا کیونکہ وہ حالات سے باخبر تھا!"

"میرے خدا....! تم بڑی احسان فراموش ہو جولیا!...."

"اس میں احسان فراموشی کی کوئی بات نہیں ہے!" اگر عمران بھی اس وقت کسی مصیبت میں پھنس جاتا تو کیا ہوتا! تم خود سوچو! کیا اس وقت ایکس ٹو ہم دونوں کو بچانے کی کوشش نہ کرتا۔!"

"اونہہ چھوڑو.... میں تو چلا.... کچھ دیر اس سے چھیڑ چھاڑ ہی رہے گی۔ اس سے

گفتگو کرنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔"

سارجنٹ ناشاد نے آگے بڑھ کر عمران کو جالیا۔ غیر ارادی طور پر جولیا بھی اسی طرف چل پڑی۔

"کس چکر میں ہو دوست!" سارجنٹ ناشاد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کچھ نہیں سوچ رہا تھا کہ ابابیل کو لاطینی میں کیا کہتے ہیں!" عمران نے مڑ کر جواب دیا۔ پھر جولیا پر نظر پڑتے ہی بولا "اوہ مس فولیا....!"

"جولیا" جولیا نے برا سا منہ بنا کر تصحیح کی!

"اوہ معاف کیجئے گا.... نام مجھے ہمیشہ اسی طرح یاد آتے ہیں اور میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ لوگوں کی! ویسے آج یہاں آٹھوں موجود ہیں۔!"

"یہ بہت بُری بات ہے کہ تم آٹھوں کو پہچانتے ہو!...." سارجنٹ ناشاد نے کہا! "شاید شہر میں تم تنہا آدمی ہو جسے ہمارا علم ہے۔"

"اس میں برائی کیا ہے سارجنٹ شاداب!"

"شاداب نہیں ناشاد.... ناشاد....!"

"ایک ہی بات ہے!.... ہاں تو کیا برائی ہے!" عمران نے لاپروائی سے سر ہلا کر کہا۔

"برائی تو اسی وقت معلوم ہو گی جب تم کسی سے اس کا تذکرہ کرو گے!"

"یعنی جس سے بھی اس کا تذکرہ کروں گا وہ تمہیں گالیاں دے گا! کیوں؟"

"تم تذکرہ کر کے دیکھ لو!.... کیا حشر ہوتا ہے تمہارا....؟"

"سارجنٹ ناشاد!" جولیا نے اسے مخاطب کیا!.... "اس جگہ کتنی دیر ٹھہرنے کا ارادہ ہے؟"

"جب تک بیچارہ عمران آپ لوگوں کی حیثیت نہ بھول جائے۔"

عمران نے سر ہلا کر مغموم لہجے میں کہا۔

"اچھا دوست پھر تم دیکھ ہی لینا...." سارجنٹ ناشاد کہتا ہوا آگے بڑھ گیا! جب جولیا بھی چلنے لگی تو عمران نے کہا! "کیا خیال ہے.... اس موسم میں کافی اچھی رہے گی۔"

"نہیں شکریہ!...." جولیا نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ عمران اس کا تعاقب نہیں کرے گا! اس کی دانست میں اسے اس کا علم ہی نہ رہا ہو گا کہ سیکرٹ سروس والے یہاں کیوں آئے تھے۔

ایک جگہ وہ سب آملے.... ان کی آپس کی گفتگو کا ماحصل یہ تھا کہ وہ شیلا کا پتہ لگانے میں اب تک ناکام رہے تھے.... عمران جولیانا فٹز واٹر اور سارجنٹ ناشاد کے علاوہ اور کسی کو نہیں ملا تھا اس لئے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا.... وہ سب ہی اسے پہچانتے تھے لیکن اس کے متعلق ان کی رائے اچھی نہیں تھی۔

"اب ہمیں واپس جانا چاہئے!" تنویر نے کہا۔

جولیا کے علاوہ اور سب نے اس سے اتفاق کیا۔ جولیا کا خیال تھا کہ وہ اس وقت تک ٹھہرے گی جب تک نمائش کا اختتام نہ ہو جائے اور اس نے ان سے بھی یہی کرنے کو کہا۔

"بے کار بات ہے!...." جعفری بولا۔ "ہم نے یہاں کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑی جہاں اسے تلاش نہ کیا ہو۔ اور پھر کیا یہ آرڈر تھا کہ نمائش کے اختتام تک ہم یہاں رکیں۔"

"میں تو رکوں گی...." جولیا نے کہا۔ اس کی یہ بات فیصلہ کن بھی تھی! کیونکہ تھوڑی ہی دیر بعد اس کے علاوہ اور سارے ممبر وہاں سے چلے گئے....

جولیا مختلف ہوٹلوں اور ریستورانوں کے چکر لگاتی رہی.... وہ آج بڑی پرکشش نظر آ رہی تھی کیونکہ آج اسکرٹ کی بجائے ساڑھی میں تھی۔ ساڑھی میں وہ ہمیشہ بہت اچھی لگتی تھی!.... اس کی عمر چوبیس سے کم نہیں تھی۔ لیکن نہ جانے کیوں ابھی تک چہرے پر پکا پن نہیں آیا تھا انداز میں بعض اوقات شرمیلے پن کی جھلکیاں نظر آنے لگتی تھیں.... اسے ایکس ٹو کے خواب آنے لگے تھے۔ جب بھی کوئی سنجیدہ اور پر وقار آدمی اسے نظر آتا وہ اس کے متعلق سوچنے لگتی کہ کہیں وہ ایکس ٹو ہی نہ ہو.... وہ ایسے آدمیوں کو دیر تک گھورتی رہتی حتیٰ کہ وہ لوگ بھی اسے محسوس کر لیتے۔ ان میں سے بعض تو غلط فہمی ہی میں مبتلا ہو جاتے.... جولیا سے یہ سب کچھ عموماً بے خیالی ہی میں سرزد ہوتا تھا اور پھر جب وہ خیالات کی دنیا سے باہر آتی تو اسے بڑی شرمندگی ہوتی۔ آج بھی کچھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ وہ چلتے چلتے تھک گئی تھی لہٰذا ستانے کے لئے ایک ریستوران میں جا بیٹھی ویٹر سے کافی کے لئے کہا۔ اگر ایکس ٹو کو شراب ناپسند نہ ہوتی تو شاید وہ شراب ہی طلب کرتی پہلے وہ کبھی کبھار پی لیا کرتی تھی۔ لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ ایکس ٹو شرابیوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ تب سے ایک بوند بھی اس کے لئے حرام ہو گئی تھی۔

وہ کافی کی چسکیاں لیتی رہی۔ ساتھ ہی اس کی نظر بھی چاروں طرف بھٹکتی پھر رہی تھی۔

یہاں درجنوں خوش پوش جوڑے نظر آ رہے تھے اچانک اس کی نظر ایک آدمی پر رک گئی اور اس کا دل دھڑکنے لگا یہ آدمی بھی ایسا ہی تھا جس پر ایکس ٹو کا دھوکا ہو سکتا تھا۔ یہ قریب قریب ویسا ہی تھا جیسا وہ ایکس ٹو کو سمجھتی تھی یعنی ایکس ٹو کی جیسی تصویر اس نے اپنے ذہن میں بنا رکھی تھی! بھرا ہوا سا پر وقار چہرہ، کشادہ پیشانی اور آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی سی! جسم پر معمولی کپڑے کا سوٹ، لیکن رکھ رکھاؤ میں سلیقہ اور ستھرا پن.... سادہ سی ٹائی!

وہ خیالات میں کھو کر اسے گھورتی رہی.... بار بار اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ چیف آفیسر ایکس ٹو ہے۔ اس سے سوال کر بیٹھے۔ اس سے پوچھے کہ کیا وہ اس کا پراسرار....

پھر وہ اس وقت چونکی جب بیرا خالی برتن سمیٹنے لگا اب وہ آدمی بھی اسے کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے جلدی سے بل ادا کیا اور باہر نکل آئی۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ کسی نے اس کے قریب ہی سے کہا۔ "ذرا سنئے گا۔"

جولیا رک کر مڑی۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ کیونکہ یہ وہی آدمی تھا، جسے وہ ریستوران میں ایکس ٹو سمجھ کر گھورتی رہی تھی۔

"کیا آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہیں!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

"جی.... ن.... نہیں! کیوں؟"

"میں سمجھا تھا شاید! آپ مجھے اسی طرح دیکھ رہی تھیں جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے!" جولیا نے کہہ کر آگے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ قریب سے گزرتی ہوئی بھیڑ میں سے کسی نے دھکا دیا اور وہ گرتے گرتے بچی، اچانک اس کے قریب کھڑے ہوئے آدمی نے مجمع پر ایک چھلانگ لگائی اور ایک کو گریبان سے پکڑتے ہوئے ایک طرف کھینچ لایا۔

"یہ کیا حرکت تھی؟" اس نے اس کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ یہ آدمی بھی خوش پوش ہی تھا وہ اس سے الجھ پڑا۔ لیکن ریستوران والا آدمی اس سے زیادہ طاقتور معلوم ہوتا تھا۔ اس نے دو ہی چار گھونسوں میں اسے زمین دکھا دی.... ان کے گرد مجمع اکٹھا ہو گیا۔ جولیا بری طرح بوکھلا گئی تھی۔ لوگوں کے پوچھنے پر اس آدمی نے کہا "اس نے ان خاتون کو جان بوجھ کر دھکا دیا تھا...."

"پولیس کو.... پولیس کو دو" چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔ اور وہ آدمی جولیا کی

طرف دیکھنے لگا۔ جولیا جلدی سے بولی "نہیں جانے دیجئے! میں خواہ مخواہ بات نہیں بڑھانا چاہتی.... آپ کا بہت بہت شکریہ!"

"آپ ہی لوگوں کی رحم دلی کی وجہ سے غنڈے سرکشی کرنے لگے ہیں!" اس نے جواب دیا۔

مار کھانے والا زمین پر بیٹھا بغلیں جھانک رہا تھا۔ اچانک وہ اٹھ کر بھاگا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔

"ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہئے۔" جولیا ہانپتی ہوئی بولی۔

"جیسی آپ کی مرضی! ویسے میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس بھیڑ میں موجود تھے۔ لیکن مصلحتاً خاموش رہ گئے۔ ہو سکتا ہے کہ نمائش کے باہر ان سے بھی نپٹنا پڑے۔"

"ہو سکتا ہے!" جولیا نے کہا "پھر آپ کیا کریں گے...."

"کچھ نہیں دیکھا جائے گا.... ان کم بختوں سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ پہلے یہ غیر ملکیوں سے گھبراتے تھے۔ اب انہیں بھی پریشان کرنے لگے ہیں۔ آپ شاید اطالوی ہیں۔"

"نہیں.... سوئیس...."

"اوہو! تب ہی آپ میں اتنی مشرقیت ہے۔ اطالوی اور سوئیس لڑکیاں ہماری ہی لڑکیوں کی طرح شرمیلی ہوتی ہیں.... دیکھئے آپ اس مشرقی لباس میں قریب قریب مشرقی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ ویسے میں صرف آپ کے لہجے ہی سے آپ کو غیر ملکی سمجھا تھا۔ اچھا چلئے۔ میں آپ کو گھاٹ پر پہنچا دوں۔"

"نہیں آپ کو تکلیف ہو گی۔"

"اس کی فکر نہ کیجئے! ورنہ آپ کو شکایت ہو گی کہ ایک اجنبی دیس میں آپ کے ساتھ بدسلوکی کی گئی تھی!"

"نہیں میرے دیس میں بھی برے آدمی بستے ہیں اور آپ کی طرح شریف بھی!"

وہ چلتے رہے حتیٰ کہ نمائش کے احاطے سے نکل آئے۔ باہر بھی آنے جانے والوں کی خاصی بھیڑ موجود تھی اور اس کا سلسلہ گھاٹ تک تھا۔

دفعتاً کسی نے قریب ہی سے کہا "یہی تھا" اور تین چار آدمی جولیا کے ساتھی پر ٹوٹ پڑے۔ جولیا اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی۔ لیکن اس کا ساتھی اتنی ہی دیر میں دو آدمیوں کو نیچے گرا چکا

تھا۔ پھر تیسرے کو بھی جولیا نے خلاء میں اچھلتے دیکھا۔ ایک ہی گھونسے نے اسے بھی زمین پر پہنچا دیا۔ بقیہ دو بھاگ نکلے لوگ پھر ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خاصی بھیڑ ہو گئی اور ان تینوں کو بھی نکل جانے کا موقع مل گیا۔ بمشکل تمام انہوں نے لوگوں کے استفسارات سے پیچھا چھڑایا.... اور اب وہ بھی تیزی سے گھاٹ کی طرف جا رہے تھے

"میں پھر کہتا ہوں کہ پولیس کو رپورٹ دے دی جائے۔" جولیا کے ساتھی نے کہا۔

"ہونا تو یہی چاہئے۔" جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "لیکن بعد کی پریشانیاں دردسر ہو جائیں گی۔ تفتیش ہو گی.... مقدمہ قائم ہوگا۔ ایسی دوسری سینکڑوں جھنجھٹیں!"

"ہاں!.... یہ تو ٹھیک ہے۔" اس کے ساتھی نے آہستہ سے کہا۔

بہر حال جولیا کی جان میں جان آئی کہ وہ اس بحث کو آگے بڑھانے کی بجائے اس سے متفق ہو گیا تھا۔

دونوں جلد ہی گھاٹ پر پہنچ کر ایک لانچ میں بیٹھ گئے۔

(۶)

ٹھیک تین بجے رات کو جولیا کے فون کی گھنٹی بجی۔ وہ بے خبر سو رہی تھی۔ گھنٹی متواتر بجتی رہی اور جاگنا ہی پڑا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ایکس ٹو کے علاوہ اور کون فون کر سکتا تھا.... جولیا اسے پوجتی تھی۔ لیکن میٹھی نیند شاید دنیا کی ساری لذتوں سے افضل ہوتی ہے۔ ورنہ وہ اس پر جھنجھلاتی کیوں؟ اس نے لیٹے ہی لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور اسے جواب میں ایکس ٹو کی آواز سنائی دی۔

"کیوں! کیا؟ وہ تمہارے گھر میں بھی آیا تھا!"

"کون؟"

"وہی جس نے تمہیں غنڈوں سے نجات دلائی تھی!...."

"تو کیا سچ مچ وہ آپ ہی تھے!" جولیا نیند کی جھونک میں پوچھ بیٹھی۔ وہ اب بھی اونگھ رہی تھی۔

"احمق لڑکیوں کی طرح خواب نہ دیکھا کرو!" ایکس ٹو کی غصیلی آواز نے اسے چونکا دیا.... وہ کہہ رہا تھا۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔ میں ایک ایسے گروہ کے چکر میں ہوں، جو شریف اور بھولی بھالی لڑکیوں کو پیشہ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔"

"اوہو!" جولیا کی نیند بالکل غائب ہو گئی۔ "میں نہیں سمجھی۔"

"حالانکہ تمہاری آواز سے صاف ظاہر ہے کہ تم سب کچھ سمجھ گئی ہو۔"

"جی.... تو کیا!"

"ہاں!.... تم اسی گروہ کے ایک آدمی کے چکر میں پڑ گئی ہو! وہ اسی وقت سے تمہارے پیچھے لگا ہوا تھا۔ جب تم اپنے دوسرے ساتھیوں سے الگ ہوئی تھیں۔ بہر حال کہنے کا مطلب یہ کہ اس آدمی سے ہوشیار رہنا وہ جو کچھ بھی ہوا تھا ایک اچھا خاصا ڈراما تھا!"

"تو کیا آپ نے اسی لئے مجھے وہاں بھیجا تھا؟" جولیا نے شکایت آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ تم ایک اسمارٹ قسم کی لڑکی ہو!.... مگر اسے کیا کہا جائے کہ ساڑھی میں تم بالکل بدھو معلوم ہونے لگتی ہو! ویسے حسن ضرور بڑھ جاتا ہے!...."

جولیا اس ریمارک پر شرما گئی....

"اچھا سنو!" ایکس ٹو کی آواز پھر آئی۔ "ہاں تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ کیا وہ تمہارے ساتھ تمہارے فلیٹ میں بھی آیا تھا۔"

"جی نہیں! میں نے اخلاقاً اسے کہا بھی تھا.... مگر وہ جلدی کا بہانہ کر کے چلا گیا!"

"اپنی شرافت اور بے غرضی ظاہر کرنے کے لئے! بہر حال وہ پھر تم سے ملے گا مستقبل قریب ہی میں! لیکن تم یہ نہ ظاہر ہونے دینا کہ اس کی طرف سے مطمئن ہو! اس سے خائف ہونے کی ضرورت نہیں! وہ تمہیں جب بھی ملے گا! میں تم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں گا!"

"کاش میں آپ کو دیکھ سکتی ہوں!"

"کیا کرو گی!-- یہ ایک فضول خواہش ہے جو شاید کبھی نہ پوری ہو سکے!"

پھر ایکس ٹو نے جولیا کے جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا! جولیا نے ایک طویل سانس لی اور ریسیور رکھ کر کھڑکی کے باہر جھانکنے لگی! اس کی آنکھوں میں غم کے سائے نظر آ رہے تھے۔

(۷)

دوسری شام عمران اسی لڑکی کے مکان کے سامنے موجود تھا! جس سے ماہنامہ "کمر لچکدار" کے دفتر میں ملاقات ہوئی تھی! پہلے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ گھر میں موجود ہے یا نہیں! شاید وہ ابھی دفتر سے واپس نہیں ہوئی تھی! عمران نے ذرا ہی سی دیر میں اس کے متعلق بہتیری معلومات فراہم کرلیں! وہ وہاں تنہا رہتی تھی.... پڑوسیوں سے اس کی شناسائی نہیں تھی! کبھی کوئی اس سے ملنے کے لئے نہیں آتا تھا! راتیں گھر ہی پر گذارتی تھی! پڑوسیوں کا خیال تھا کہ وہ بہت مغرور ہے!.... کسی نے آج تک اسے زنانہ لباس میں نہیں دیکھا تھا!.... سردیوں میں پتلون اور چمڑے کی جیکٹ پہنتی تھی! اور گرمیوں میں قمیض اور پتلون پتلونیں بھی زنانہ تراش کی نہیں ہوتی تھیں!

ٹھیک چھ بجے وہ مکان کی طرف آتی دکھائی دی! عمران نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا!.... لیکن وہ عمران کو دیکھتے ہی کچھ گھبرا سی گئی!

"ہائیں!...." عمران دیدے نچا کر بولا "پھر وہی پتلون!"

"یہاں تم پٹ جاؤ گے!" لڑکی نے خود کو سنبھال کر کہا! "بہتر ہے کہ چپ چاپ چلے جاؤ!"

"پٹ جانا میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا! سمجھیں!.... لیکن اب تمہیں یہ شہر چھوڑنا پڑے گا!.... تم شاید میری باتوں کو مذاق سمجھتی ہو!.... تمہیں یقین نہیں آئے گا کہ میں پچھلی رات ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سوسکا!.... رات بھر تمہاری پتلون مجھے غصہ دلاتی رہی! میری ہڈیاں سلگتی رہیں! اور آج صبح سے ہی میں نے تمہارے خلاف مواد اکٹھا کرنا شروع کردیا تھا!.... اس وقت میرے پاس اتنی اطلاعات ہیں کہ خدا کی پناہ!.... اب آخری بار پھر کہتا ہوں کہ یا پتلون پہننا ترک کردو! یا اس شہر سے کہیں اور چلی جاؤ!"

"شٹ اپ!" اس نے برا سا منہ بنا کر کہا اور آگے بڑھ گئی!

"پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ!" عمران نے بلند آواز میں کہا! اور وہ اچانک اس طرح پلٹی جیسے پشت پر گولی لگی ہو!.... وہ پلکیں جھپکائے بغیر دیر تک عمران کو دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے پاس واپس آگئی.... عمران نے اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر کہا۔

"شاید "کمر لچکدار" کے ایڈیٹر کو اس کی اطلاع نہیں ہے کہ تم بڑی رقموں کے منی آرڈر بھی وصول کرتی ہو!.... کیوں؟"

"تم کون ہو!" لڑکی نے آہستہ سے پوچھا۔

"خدائی فوجدار! تمہیں اس سے کیا غرض۔ بس پتلون پہننا چھوڑ دو! پھر کبھی میری شکل بھی نہ دیکھو گی! بس یہ ہے کہ آج صبح سے اب تک میں نے تم پر تقریباً پانچ سو روپے صرف کئے ہیں۔!"

"مجھ پر کیوں!"

"آہا تو کیا یہ معلومات مجھے مفت حاصل ہوئیں ہیں! اب اگر میں نے کل بھی تمہیں پتلون میں دیکھا تو تم جیل میں دکھائی دو گی!"

لڑکی کچھ نہ بولی اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بھرے بازار میں چوری کرتے پکڑی گئی ہو!

"بس میں کل تک اور انتظار کروں گا!" عمران بڑبڑایا! "اور صبح ہی تمہارے دفتر کے سامنے تم پر ایک نظر ڈالوں گا!.... اگر تم نے میرا کہنا مان لیا تو پھر تو کبھی مجھے اپنے قریب نہیں دیکھو گی۔ سمجھیں!.... دوسری صورت میں کیا ہوگا! یہ تم خود ہی سمجھ سکتی ہو۔ ویسے تمہیں اسکرٹ غرارے یا ساری میں دیکھ کر میں یہ بھی بھلا دوں گا کہ تم مجرموں اور سازشیوں کے ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہو!"

"اب میں پتلون نہیں پہنوں گی! وعدہ کرتی ہوں!"

"ہاہا!--ویری گڈ!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر واپسی کے لئے مڑا....

"سنیئے تو سہی!" لڑکی نے اسے روکا۔

"بس اب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے! پرواہ مت کرو!" عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔ اور تیز قدموں سے چلتا ہوا ایک گلی میں مڑ گیا!

(۸)

کیپٹن جعفری باہر جانے کے لئے تیار تھا! جیسے ہی اس نے کوٹ کی آستینوں میں ہاتھ ڈالے فون کی گھنٹی بج اٹھی.... جعفری نے جھلا کر کوٹ کو میز پر ڈال دیا اور ریسیور اٹھا کر دہاڑا۔

"ہیلو!"

"آہا!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم یقیناً اپنے فون کے میٹر کو صدمہ پہنچاؤ گے!"

"اوہ.... آپ! گڈ مارننگ سر!" جعفری بوکھلا گیا کیونکہ آواز ایکس ٹو کی تھی!

"مارننگ" دوسری طرف سے آواز آئی! "تمہارے لئے ایک کام ہے!"

"فرمایئے جناب!"

"ماہنامہ کمر لچکدار" کے دفتر میں ایک لڑکی کام کرتی ہے.... مس زیبا! نصروانجی بلڈنگ کے گیارہویں فلیٹ میں رہتی ہے! اس کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں۔ وہ کن لوگوں میں اٹھتی بیٹھتی ہے! اس کے متعلق صبح و شام تک کی رپورٹ مجھے ہر روز چاہئے! تمہاری آسانی کے لئے یہ بھی بتا دوں دفتر کے فرائض میں ڈاک وصول کرنا بھی اسی کے ذمہ ہے! اور وہ پوسٹ آفس جاکر براہ راست وہیں سے ڈاک وصول کرتی ہے! پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ ہے! تمہیں دیکھنا ہے کہ وہ روزانہ کتنے کے منی آرڈر وصول کرتی ہے اور دفتر میں کتنی رقم جمع کراتی ہے!"

"پوسٹ بکس نمبر.... کس پوسٹ آفس کا ہے!"

"جعفری کبھی کبھی عقل بھی استعمال کر لیا کرو۔"

"میں نہیں سمجھا جناب!" جعفری پھر بوکھلا گیا!

"جب پوسٹ بکس نمبر کے ساتھ آفس کا نام نہ لیا جائے تو وہ نمبر ہر حال میں جنرل پوسٹ آفس ہی کا ہوتا ہے!"

"اوہ.... جی ہاں.... جی ہاں! میں سمجھتا ہوں!"

"خیر.... تو فی الحال تمہیں اتنا ہی کرنا ہے!"

"بہت بہتر جناب!"

سلسلہ منقطع ہو گیا! اور جعفری ریسیور رکھ کر کوٹ پہننے لگا! ساتھ ہی وہ برا سا منہ بنائے ہوئے کچھ بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا۔

(۹)

سارجنٹ ناشاد ایک غزل کہہ رہا تھا!.... سامنے رکھے ہوئے کاغذ پر اس نے بہت سے قوافی لکھ رکھے تھے! ان قافیوں میں ایک ایک مصرعہ کہہ کر ان پر گرہیں لگاتا جا رہا تھا! اچانک ایک مصرعے میں اسے گاڑی رکتی ہوئی سی معلوم ہونے لگی! اس نے اس کی تقطیع شروع کر دی!

غم جاناں.... ابے کھٹ کھٹ.... لہو بن کر.... ابے کھٹ کھٹ.... ہا.... ٹھیک تو ہے.... غم جاناں لہو بن کر ٹپک آنکھوں سے کچھ یوں بھی.... ابے کھٹ کھٹ.... ابے کھٹ کھٹ.... ابے کھٹ کھٹ.... ابے کھٹ کھٹ!"

سارجنٹ ناشاد اسی طرح مصرعوں کی تقطیع کرتا تھا!.... "فاعلاتن فاعلات" کے بکھیڑے آج تک اس کی سمجھ ہی میں نہیں آتے تھے!.... ویسے وہ اکثر دوسرے شعراء کو عروض سے ناواقف اور بالکل ہی کندہ ناتراش بتایا کرتا تھا!

جب بھی کبھی کسی نشست میں شعر و شاعری کی بات چھڑتی سارجنٹ ناشاد عروض لے بیٹھتا!.... اور اس کے ہم نشین جو اس سے زیادہ نہیں ہوتے تھے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے!....

سارجنٹ ناشاد فوجی آدمی تھا! تعلیم بھی واجبی سی تھی! لیکن اس کے باوجود اسے جگت استاد ہونے کا دعویٰ تھا! اور اس کے ساتھ والے اس کی استادی کے قائل بھی تھے!.... کیونکہ اکثر اس کے اشعار میر و غالب جیسے اساتذہ کے اشعار سے بھی لڑ جاتے تھے!.... ایسے ہی ایک موقع پر کسی نے اعتراض کر دیا.... سارجنٹ ناشاد دھڑ سے بولا "تولد ہوا ہے!" اس پر ایک زور دار قہقہہ پڑا پھر اچانک اسے یاد آیا کہ اسے "تولد" نہیں "توارد" کہتے ہیں! مگر اب کیا ہو سکتا تھا! اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اب خود بھی قہقہوں میں شریک ہو جائے! مشاعروں میں بڑے ٹھسے سے جاتا!.... اس وقت اس کے جسم پر فوجی وردی کی بجائے چوڑی دار پاجامہ ہوتا.... اور پھولدار جامدانی کی اچکن!.... سر پر لکھنوی طرز کی ٹوپی! کلے میں پان دبا کر اس طرح چلتا جیسے پنڈلیاں درد سے پھٹی جا رہی ہوں!.... مگر اس وقت وہ نشے میں ضرور ہوتا تھا!۔

بہر حال یہ تھا ناشاد!-- اس محکمے میں کیوں تھا؟ اس کا جواب شائد عمران کے علاوہ اور کوئی نہ دے سکتا!

اس وقت ناشاد بہت زور و شور سے غزل کہہ رہا تھا!.... منتخب شدہ قوافی میں مصرعے ہو چکے تھے! صرف گرہیں لگانی باقی تھیں کہ فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے اسے کسی مشاعرے کے ڈائس سے نیچے پھینک دیا گیا ہو۔ وہ جانتا تھا کہ فون یا تو جولیا کا ہوگا یا ایکس ٹو کا! اس نے بڑی احتیاط سے ریسیور اٹھایا!

"ناشاد...." دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "غزل ہو رہی ہے!"

"نہیں جناب!.... میں پرانے کیسوں کے فائل الٹ رہا تھا! قسم لے لیجئے جو سال بھر سے آدھا مصرعہ بھی ہوا ہو!"

"اچھا تو سنو! تمہیں شاداب نگر جانا ہے! وہاں موڈل گرلز اسکول میں ایک استانی ہے، ناہید! اس کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں۔ کس قسم کی معلومات فراہم کرو گے؟"

"وہ یعنی.... یعنی کہ....!" سارجنٹ ناشاد ہکلا کر رہ گیا!

"میں اس کی عمر نہیں معلوم کرنا چاہتا!.... نہ عاشقوں کی تعداد سمجھے!"

"جی ہاں! جی ہاں!" ناشاد بوکھلا کر بولا!

"پھر کیا معلوم کرنا چاہتا ہوں؟"

"جی.... وہ.... یہ!"

"شٹ اَپ! وہ بہت حسین عورت ہے!" ایکس ٹو نے کہا! "تم اس پر نظم کہنے کی کوشش نہیں کرو گے! تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگوں سے ملتی جلتی ہے!.... اور یہ کہ کوئی اس کی نگرانی تو نہیں کر رہا ہے!"

"جی ہاں! میں سمجھ گیا!"

"تم شراب پی کر تفتیش کے لئے نہیں نکلو گے!"

"ارے جناب! لاحول ولا قوۃ.... میں نے بالکل ترک کر دی ہے! یعنی میرا مطلب ہے کہ ڈیوٹی پر بالکل نہیں پیتا۔ یقین فرمایئے!"

"اس سے عشق کرنے کی کوشش نہیں کرو گے!"

"بہت بہتر جناب!...."

(۱۰)

کیپٹن خاور ایکس ٹو کے حکم سے اس لڑکی کے باپ کے متعلق چھان بین کر رہا تھا جس کی لاش سڑک پر پائی گئی تھی.... اس نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے ایکس ٹو کے مخصوص نمبر ڈائیل کئے جو ٹیلیفون ڈائرکٹری میں نہیں تھے۔

"جی ہاں!...." اس نے ماؤتھ پیس میں کہا "اب وہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس کی لڑکی ہی کی لاش تھی! وہ مسٹر ہارپر کا منیجر ہے!.... ہارپر کو تو آپ جانتے ہی ہوں

گے!.... بے انداز دولت کا مالک ہے۔"

"ہاں میں ہارپر کو جانتا ہوں! تم نے مقتولہ کے متعلق اور کیا معلوم کیا!"

"وہ ایک خوش مزاج اور باسلیقہ لڑکی تھی! دائرہ احباب زیادہ وسیع نہیں تھا! جس لڑکے سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ اس کے والدین کو پسند نہیں تھا!"

"بس تم نے یہی ایک کام کی بات معلوم کی ہے!.... اچھا پھر اس لڑکے کا کیا بنا!"

"او ہو!-- اس کے متعلق تو میں بھی کچھ نہیں معلوم کر سکا!" کیپٹن خاور نے کہا!

"ہاں تمہیں سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ لڑکی کی خوش مزاجی اور خوش سلیقگی کے متعلق پہلے معلوم کرو!-- کیپٹن خاور!"

"عالی جناب!...."

"آج کل تم لوگوں نے اپنی عقلوں کو چھٹی دے رکھی ہے!...." ایکس ٹو نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "اچھا مجھے اس لڑکے کا نام اور پتہ بتاؤ!"

"عادل پرویز....! سردار منزل.... فلیٹ نمبر سات!"

"اچھا بس! تمہارا کام ختم!" ایکس ٹو نے کہا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

(۱۱)

جولیانا فٹزواٹر اس ملاقات کو اتفاقیہ سمجھتی اگر ایکس ٹو سے اس موضوع پر پہلے ہی گفتگو نہ کر چکی ہوتی!.... وہی آدمی جس نے لڑکیوں کے جزیرے میں اسے غنڈوں سے بچایا تھا ایک جنرل اسٹور میں مل گیا! جولیا کوسمیٹکس خرید رہی تھی! ایک بیک اس کی نظر کاؤنٹر پر داہنی طرف پڑی۔ اور اسے وہی آدمی نظر آیا! وہ مختلف قسم کے پائپ دیکھ رہا تھا اور اس میں اتنا منہمک تھا کہ شاید اسے وہاں جولیا کی موجودگی کی خبر ہی نہیں تھی-- پہلے تو جولیا نے سوچا کہ چپ چاپ نکل ہی جائے! لیکن پھر.... ایکس ٹو کی ہدایت کا خیال آگیا! وہ سوچنے لگی ممکن ہے ایکس ٹو بھی یہیں کہیں موجود ہو۔

دفعتاً ایک بار دونوں کی نظریں ملیں.... لیکن اس آدمی کے چہرے پر بدستور وہی اجنبیت کی پائی جاتی رہی! **....وہ پھر پائپوں کی طرف متوجہ ہوگیا! ....ایسا معلوم ہوا جیسے وہ جولیا کو** پہچانتا ہی نہ ہو جولیا نے کاسمیٹکس خریدیں اور انکا پیکٹ سنبھالتی ہوئی باہر نکل آئی۔ وہ شاید ابھی

تک کوئی پائپ منتخب نہیں کر سکا تھا!

جولیا غیر ارادی طور پر باہر رک گئی! اس کے بازوؤں میں سنبھلا ہوا پیکٹ زیادہ وزنی نہیں تھا! اس لئے اسے وہاں ٹھہرنا گراں بھی نہیں گزرا....

تھوڑی دیر بعد وہ بھی باہر آیا... فٹ پاتھ ہی پر رک کر چاروں طرف اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے اسے کسی کی تلاش ہو!... جولیا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی!... اس نے ایک بار پھر جولیا کی طرف دیکھا اور اس انداز میں دوسری طرف دیکھنے لگا! جیسے بعض اجنبی راہ گیر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں!

"کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا!..." جولیا نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

وہ چونک پڑا اور ندامت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا "معاف کیجئے گا یہ میری بد قسمتی ہے!... ویسے میں یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں نے آپ کو کہاں دیکھا تھا!"

"تعجب ہے آپ اتنی جلدی بھول گئے! ابھی چار ہی دن پہلے کی بات ہے! ہم دونوں جزیرے والی نمائش میں ملے تھے! اور آپ نے مجھے ان غنڈوں سے بچایا تھا!"

"اوہ--ہا!..اف فوہ!... میں بھی کتنا بھلکڑ ہوں!... مجھے یاد آ گیا کہیے آپ اچھی تو ہیں نا۔"

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ جلد سے جلد جولیا سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔ لیکن کسی مجبوری نے پیر پکڑ رکھے ہوں.... وہ بار بار سر اونچا کر کے ادھر ادھر دیکھنے لگتا تھا۔

"کیا آپ کو جلدی ہے!" جولیا نے پوچھا!

"آہاں!... جی ہاں!... مگر کوئی ٹیکسی نہیں نظر آ رہی! میری کار تین دن سے گیراج میں پڑی ہوئی ہے۔"

"اوہو! تو چلئے! میری گاڑی موجود ہے! اس میں پریشانی کی کیا بات ہے!"

"نہیں آپ کو تکلیف ہو گی!"

"ہائیں! اس میں تکلیف کی کیا بات ہے! مجھے تو خوشی ہو گی!"

وہ اسے اپنی کار کے قریب لے گئی اور وہ پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"وہیں بیٹھیں گے آپ" جولیا نے پوچھا۔

"جی ہاں ٹھیک ہے۔"

جولیا نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا! "کہاں چلئے گا۔"

"گیرال اسکوئر میں رہتا ہوں.... ریکسٹن اسٹریٹ!... دیکھئے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے!"

جولیا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا... اور کار چل پڑی!... ریکسٹن اسٹریٹ تک خاموشی ہی رہی.... نہ جولیا کچھ بولی اور نہ اس پراسرار آدمی ہی نے کچھ کہا!

گیرال اسکوائر کے سامنے کار روک کر جولیا بھی نیچے اتر آئی... لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے یہ دیکھا کہ وہ آدمی پچھلی سیٹ پر نہیں ہے! جولیا راستے بھر خیالات میں کھوئی رہی تھی!... اس نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی!....

ویسے یہ تو لازمی بات تھی کہ روانگی کی جگہ سے یہاں تک اس نے ٹریفک کانسٹیبل کے اشارے پر کئی چوراہوں کے قریب گاڑی روکی ہو گی۔ وہ پچھلی سیٹ کی طرف گئی! مگر سیٹ خالی نہیں تھی! اس پر کپڑے کی ایک گٹھری سی نظر آ رہی تھی! مگر اس نے یہ گٹھری اس پراسرار آدمی کے پاس نہیں دیکھی تھی!

وہ اسے کھولنے کے لئے جھک پڑی! لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی ہیلی کوپٹر میں بیٹھی ہوئی ہو! اور وہ ہیلی کاپٹر بڑی تیزی سے زمین کی طرف جا رہا ہو!... اس کی آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا! پیشانی پر پسینہ پھوٹ آیا۔

گٹھری میں ایک نوزائیدہ بچے کی لاش تھی! وہ اسے بدحواسی میں جلدی سے ڈھانک کر اگلی سیٹ کی طرف بڑھی!... اور دروازہ کھول کر اسٹیرنگ کے سامنے ڈھیر ہو گئی! وہ جلدی سے وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی!... ہر حال میں!... لیکن ابھی وہ کار اسٹارٹ بھی نہیں کر پائی تھی کہ ایک آدمی دروازہ کھول کر اس کے برابر آ بیٹھا! یہ صورت ہی سے کوئی لفنگا معلوم ہوتا تھا!... ہر لحاظ سے وہ کوئی برا آدمی تھا۔ جولیا کانپ کر رہ گئی! اس نے پرسکون لہجے میں کہا "گھبراؤ.... نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا!" اس نے جملہ انگریزی میں ادا کیا تھا! مگر لہجہ پڑھے لکھے آدمیوں کا سا تھا! اس نے پھر کہا۔ "گاڑی چلاؤ اور اسے دریا کی طرف لے چلو!... بقیہ باتیں راستے میں ہوں گی!"

جولیا نے بادلِ ناخواستہ کار اسٹارٹ کی.... لیکن اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے!... کار چل پڑی اور اس آدمی نے کہا۔ "محترمہ ایسے کام رات کی تاریکی میں انجام دیئے جاتے ہیں! وہ تو

کیجیے! میری نظر پڑ گئی! ورنہ آپ بڑی مشکل میں پڑ جاتیں.... اب میں بہت تھوڑے معاوضے پر آپ کا یہ کام کرادوں گا!.... کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی! مگر یہ کیا حماقت تھی! آپ بیچ سڑک پر کار روک کر گٹھری کھولنے لگیں!" جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔

"یہ شاید!" اس آدمی نے کہا "آپ کی کسی سہیلی کا بچہ ہے! یا آپ کی بہن کا! آپ کا تو نہیں ہو سکتا! مجھے یقین ہے!"

"میں کچھ نہیں جانتی!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "کسی نے مجھے پھنسانے کی کوشش کی ہے!"

"ارے اب مجھ سے کیا پردہ۔ میں تو آپ کی مدد کرنے جارہا ہوں۔ اس طرح اسے ٹھکانے لگاؤں گا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی!-- آپ صرف سو روپے مجھے دیجئے گا!.... غریب آدمی ہوں! زیادہ تکلیف نہیں دیتا! ویسے اگر آپ کسی بڑے دادا کے چکر میں پڑ گئی ہوتیں تو وہ ایک ہزار سے کم نہ لیتا!" جولیا کچھ ایسی بدحواس تھی کہ سب کچھ بھول گئی تھی اسے صرف بچے کی لاش یاد تھی اور یہ آدمی جو یک بیک اس طرح مسلط ہو گیا تھا....

اس نے پھر کہا! "ایسے کاموں کے لئے مجھے ہمیشہ یاد رکھیئے!.... میں آپ کو اپنا پتہ دوں گا! اوہ!.... ذرا ٹھہریئے!.... وہ اگلی گلی ہے نا!.... اس کے سامنے کار روک لیجئے گا! وہاں چائے خانے میں میرا ایک دوست ہے! اسے بھی ساتھ لے لوں وہ مجھ سے زیادہ چالاک ہے!"

جولیا نے سوچا موقع بہت اچھا ہے!.... یہ اپنے ساتھی کو بلانے کے لئے جائے گا اور میں چپ چاپ کھسک لوں گی۔ مگر وہ جولیا سے بھی زیادہ ہوشیار تھا!

جولیا نے گلی کے پاس کار روک دی! اسے توقع تھی کہ وہ اتر کر جائے گا لیکن اس نے کار ہی میں بیٹھے بیٹھے پان والے کو آواز دی!.... وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پکار کر کہا "ذرا شارٹی کو بھیج دے!"

پان والے نے جولیا کو اس طرح گھور کر دیکھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو! پھر وہ خود ہی اپنی دوکان سے کود کر چائے خانے میں جا گھسا!.... دو یا تین منٹ بعد ایک آدمی ہوٹل سے نکلا اور سیدھا کار کی طرف آتا دکھائی دیا.... وضع قطع سے کوئی دیسی عیسائی معلوم ہوتا تھا۔

"شارٹی! پیچھے بیٹھ جاؤ!" جولیا کے قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا!

"یہ خاتون مصیبت میں ہیں! میں ان کی مدد کرنا چاہتا ہوں!"

"بڑی اچھی بات ہے!" شارٹی نے پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا! کار پھر چل پڑی آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا "دریا کی طرف محترمہ!" پھر وہ شارٹی کو بتانے لگا کہ کس طرح اسے ایک بچے کی لاش دکھائی دی۔ جب وہ ریکسٹن اسٹریٹ میں کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اب اسے ہر حال میں ان خاتون کی مدد کرنی ہے۔

"تم بالکل گدھے ہو!" شارٹی بولا "خواہ مخواہ دوسروں کے پھٹے میں پاؤں ڈالتے ہو!.... آپ ہی سمجھ بوجھ لیتیں ان سے پوچھو دے بھی سکیں گی سو روپے! کام تو بڑا خطرناک ہے!"

اتنی دیر میں جولیا کو سچ مچ یہ محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ مجرم ہی ہو! نوزائیدہ بچے کی لاش اسی کی ذات سے تعلق رکھتی ہو!

"میں دوں گی.... سو روپے؟" اس نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا! "لیکن یہاں اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہیں۔"

"دیکھا بیٹا!" شارٹی نے قہقہہ لگایا! "میں نہ کہتا تھا! کیوں اپنا وقت برباد کر رہے ہو!"

"آپ کے پاس سو روپے نہیں ہیں!" آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے غصیلی آواز میں پوچھا!

"نہیں! یہاں نہیں ہیں! لیکن واپسی میں آپ میرے گھر چل سکتے ہیں!"

"میں گھر ور نہیں جانتا!" وہ ہتھے سے اکھڑ گیا! "یا تو آپ یہیں سو روپے ادا کیجئے۔ یا پھر میں آپ کو سیدھا پولیس اسٹیشن لے جاؤں گا۔"

پولیس اسٹیشن کے نام ہی سے جولیا بوکھلا گئی! وہ وہاں اپنی اصلی حیثیت بھی نہیں ظاہر کر سکتی تھی۔ اصلی حیثیت ظاہر کرنے کا تو یہ مطلب تھا کہ وہ محکمے ہی سے الگ کر دی جاتی! اور محکمے سے الگ ہو جانے کے بعد زندگی جیسی گذرتی ظاہر تھی! محکمہ اتنی معقول تنخواہ دیتا تھا کہ وہ ایک کار بھی رکھ سکتی تھی! رئیسوں کی طرح زندگی بسر کر سکتی تھی! اس کے خیال سے وہ کانپ گئی!.... ویسے اسے اطمینان تھا کہ ایکس ٹو کو ان حالات کی خبر ضرور ہوگی! اور وہ اس کی طرف سے غافل نہ ہوگا!.... مگر اس وقت وہ کیا کرتی! پولیس اسٹیشن تک معاملات کا پہنچ جانا ایکس ٹو کے لئے بھی ناقابل برداشت ہوگا۔

"دیکھئے آپ اتنی مہربانی کیوں نہیں کرتے۔" جولیا منمنائی۔

"ہم جیسے لوگ اگر مہربانی کرنے لگیں تو خود بھوکوں مر جائیں۔ ہم سے تو کسی کو ہمدردی بھی نہ ہو!"

"پھر آپ جو کچھ بھی کہیے میں کرنے کو تیار ہوں!"

"پولیس اسٹیشن!" وہ غرایا!

"یہ نہیں ہو سکتا! اس کے علاوہ---!"

"ٹھہریئے! میں بتاتا ہوں!" شارٹی نے پچھلی سیٹ سے کہا! "آپ ہمیں ایک تحریر دے دیجئے گا!"

"نہیں!" آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے غصیلی آواز میں "تحریر کیا ہوگی! نہیں روپے!"

"تم پھر گدھے پن کی باتیں کر رہے ہو!.... ایک شریف خاتون ہیں ان کا اعتبار کرو! بس ایک تحریر کافی ہوگی جب یہ ہمیں رقم ادا کر دیں گے ہم تحریر واپس کر دیں گے!"

"تحریر کیا ہوگی!" جولیا نے پوچھا!

"یہی کہ میں ایک نوزائیدہ بچے کی لاش چھپا کر پھینکنے کے لئے لے جا رہی ہوں! بچے کی بائیں ران پر ایک سیاہ داغ ہے۔ یہ میری سہیلی اوما دیوی کا ناجائز بچہ تھا! میں نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا میں اوما دیوی کو بدنامی سے بچانا چاہتی ہوں! میں یہ سب کچھ باہوش و حواس لکھ رہی ہوں!"

"اس تحریر سے کیا ہوگا!" جولیا نے پوچھا!

"اگر آپ روپے ادا کر دیں گی تو یہ تحریر آپ کو واپس کر دی جائے گی! ورنہ دوسری صورت میں اس کا پولیس اسٹیشن جا پہنچنا لازمی ہوگا! لاش ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے!"

جولیا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی! "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے!"

"بس تو پھر ٹھیک ہے!" گاڑی روکیئے! میں آپ کو کاغذ اور قلم دیتا ہوں! یہ رہی میری ڈائری بس اسی پر لکھ دیجئے! پھر ہم آپ کو آگے جانے کی بھی زحمت نہ دیں گے!"

جولیا نے سڑک کے کنارے کار روک دی! اب اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نہیں تھے! اس نے کہا "لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ تحریر دے دینے کے بعد بھی آپ مجھے دھوکا نہ دیں گے! یعنی ہو سکتا ہے کہ آپ اس کے بعد بھی لاش میری کار ہی میں چھوڑ جائیں!"

"نہیں! ہم بدعہدی نہیں کریں گے!"..... شارٹی نے اسے اطمینان دلایا!

تھوڑی دیر بعد جولیا اس کی ڈائری پر اس کے قلم سے لکھ رہی تھی۔ وہ جو کچھ بھی بولا جولیا لکھتی چلی گئی! آخر میں! اس نے اپنا صحیح نام اور پتہ بھی لکھ دیا وہ مطمئن تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ جو کچھ بھی کر رہی ہے ایکس ٹو کی پسند کے مطابق ہوگا! ہو سکتا ہے! وہ اسے چارہ بنا کر شکار کھیل رہا ہو۔ ایسی صورت میں اسے وہی کرنا چاہئے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں!....

"اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ نام اور پتہ درست ہی ہوگا!" شارٹی نے ڈائری واپس لیتے ہوئے کہا!

"اگر آپ میرا ڈرائیونگ لائسنس دیکھنا چاہیں تو پیش کر دوں! اس پر بھی یہی پتہ تحریر ہے"

"اوہ--ہاں! یہ ٹھیک ہے!.... ذرا دکھائیے!"

جولیا نے اسے اپنا ڈرائیونگ لائسنس دکھایا! اور وہ مطمئن ہو گیا!

"مگر" جولیا نے کہا "آپ ان روپیوں کی ادائیگی کس طرح چاہتے ہیں!"

"جب آپ کہیں!.... ہم وصول کر لیں گے!"

"آپ میں سے ایک آدمی اس وقت بھی میرے ساتھ چل سکتا ہے! لیکن دوسرے کو لاش اٹھا کر یہیں اترنا پڑے گا!"

"ارے بس ختم کیجئے!" شارٹی نے ہنس کر کہا! "ہمیں آپ پر اعتماد ہے۔ ہم کسی دن بھی آپ کے گھر پر آ جائیں گے!"

"جب دل چاہے۔" جولیا بولی!

وہ دونوں اتر گئے! شارٹی گٹھری اٹھائے ہوئے تھا! یہ لوگ دریا سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے! لہٰذا یہ سڑک بھی قریب قریب ویران ہی تھی! جولیا نے بڑی جلدی میں کار گھمائی اور شہر کی طرف بھاگ نکلی۔

(۱۲)

عمران کافی دیر سے زیبا کو ہنسا رہا تھا اور وہ اس طرح گھل مل گئی جیسے دونوں برسوں پرانے ساتھی ہوں! وہ اب ساری میں رہنے لگی تھی! اور آج خود ہی عمران کو سڑک کے ایک فٹ پاتھ پر ٹوکا تھا! ورنہ عمران تو منہ چرا کر نکلا جا رہا تھا!.... عمران نے اسے کہا بھی کہ وہ اسے نہیں پہچانتا.... دونوں زندگی میں پہلی بار مل رہے ہیں لیکن زیبا سر ہو گئی! وہ کہنے لگی جو کچھ بھی ہو!

وہ اس کی دوستی کی خواہشمند ہے اور اب زندگی بھر پتلون نہیں پہنے گی! پھر وہ دونوں ایک چھوٹے سے کیفے میں جا بیٹھے! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زیبا اسے چھوڑنا ہی نہ چاہتی ہو!

عمران نے کئی بار اٹھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن زیبا نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔

"اچھا زیبا صاحبہ! بر سبیل تذکرہ ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں! حالانکہ اس سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے!"

"ضرور پوچھئے! میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی! اپنے متعلق سب کچھ بتاؤں گی!"

"پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے متعلق بھی بتا دیجئے گا!" عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا! اور زیبا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ لیکن اس نے جلدی ہی خود کو سنبھال لیا!

"اس کے متعلق!" اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا "آخر آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں!"

"بس یونہی مجھے الجھاؤوں کو سلجھانے میں لطف آتا ہے.... تمہارے متعلق چھان بین کرتے وقت یہ چیز سامنے آئی تھی اور میں اب بھی الجھن میں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے پچھلے چار دنوں میں کتنی رقم وصول کی ہے اور کتنی ماہنامے کے دفتر میں جمع کی ہے!"

"یہ مجھ سے نہ پوچھئے!" زیبا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"خیر نہ بتاؤ!.... لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہیں ایک دن میری مدد کی ضرورت محسوس ہوگی!"

"آپ میری کیا مدد کریں گے!"

"میں!.... میں تمہیں اس طرح نہیں مرنے دوں گا جس طرح دوسری لڑکیاں مر جاتی ہیں! میں تمہارے چہرے پر کسی وزنی گاڑی کا پہیہ نہیں چلنے دوں گا! اگر تمہیں ایسے ہی انجام کا خوف نہ ہوتا تو تم نے میرے متعلق ان لوگوں کو بہت کچھ بتا دیا ہوتا!.... تم جانتی ہو کہ وہ تمہیں ایسی صورت میں زندہ رکھنا پسند نہیں کریں گے! جب تمہاری اصلیت کسی دوسرے پر ظاہر ہو جائے!.... ماہنامے کا ایڈیٹر تم پر اعتماد کرتا ہے لیکن تمہاری اصلیت سے واقف نہیں ہے!.... اور تم اسے دھوکا بھی نہیں دیتیں اس کی رقومات ان کے حساب میں جمع ہو جاتی ہیں!.... مگر بڑے منی آرڈروں اور بیموں کا اسے بھی علم نہیں ہے!"

"آپ بہت کچھ جانتے ہیں! سچ بتائیے آپ کون ہیں!" زیبا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ

ہانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں ایک بے ضرر شہری ہوں! بس اور کچھ نہیں!.... مجھے تفریحات کے لئے بہت وقت ملتا ہے! اور میری تفریح یہی ہے کہ میں بے تکی حرکتیں کرتا پھروں! مثلاً یہی کہ تمہیں پتلون کا استعمال چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا!"

"آپ میرے دوست ہیں!"

"یقیناً!" عمران سر ہلا کر بولا!

"تو پھر اب آپ اس گفتگو کو یہیں ختم کر دیجئے! ورنہ سچ مچ میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی!"

"ختم کر دیا! اچھا اب اپنے متعلق مجھے کچھ بتاؤ!.... ہم دوست ہی کیسے جب ایک دوسرے کے متعلق کچھ نہ جانیں!"

"میرے متعلق بھی آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے!"

"کچھ نہیں جانتا! سوائے اس کے کہ تمہارا نام زیبا ہے!.... لیکن زیبا خود تمہارا ہی منتخب کردہ نام ہے! ورنہ تمہارا نام زہرہ جمال ہے مگر تمہیں مرد بننے کا خبط ہے!.... ایک زمانے میں تم زہرہ جمال کی بجائے مریخ جلال ہو گئی تھیں! اور اسی وقت سے تم پتلون پہنتی آ رہی تھیں!.... پھر تم نے اپنا نام زیبا رکھ لیا.... کیونکہ مریخ جلال مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا!.... اس کے علاوہ اور میں کچھ نہیں جانتا! مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ تم اس گروہ میں کیسے آ پھنسیں تھیں!"

"گروہ--! میرے خدا!.... آپ سب کچھ جانتے ہیں! اور اگر آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں تو یقین کیجئے کہ آپ ایک بہت خطرے سے دو چار ہیں! وہ لوگ آپ کو زندہ نہ چھوڑیں گے!"

"میں سمجھتا ہوں! میں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں! مگر اب میں اس گروہ کا قلع قمع کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں! اسے توڑ دوں گا! تم دیکھتی رہو!"

"مجھے یقین نہیں ہے! کیا آپ کی پشت پر پولیس ہے!"

"نہیں میں بالکل تنہا ہوں! ہر وقت تنہا رہتا ہوں! حتیٰ کہ میری جیب میں ایک قلمتراش چاقو بھی تمہیں نہ ملے گا! اس کے باوجود بھی مجھے یقین ہے کہ میں اس گروہ کو توڑ دوں گا! کیا کبھی تمہارا ضمیر ملامت نہیں کرتا!"

"کبھی نہیں!" زیبا نے غصیلے لہجے میں کہا! "میرے دل میں انسانیت کے لئے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں ہے! میں تباہی اور برباد دیکھنا چاہتی ہوں نوع انسانی کی تباہی اور بربادی خواہ وہ ایٹم بموں کے ذریعے ہو! خواہ ان ایٹوں کے ذریعہ جو خود انسان کے جسم و ذہن میں پائے جاتے ہیں! میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں اس سے شرمندہ نہیں ہوں۔ مجھے آدمیوں ہی نے تباہ کیا ہے! مجھے میرے باپ نے تباہ کیا ہے! سوتیلی ماں نے تباہ کیا ہے۔ وہ دونوں مجھ پر بے پناہ مظالم کرتے تھے! میں بچی تھی! جوان تھی! اس وقت میرا باپ مجھے بیدوں سے پیٹا کرتا تھا! سوتیلی ماں جو عمر میں مجھ سے تھوڑی ہی بڑی تھی۔ مجھے بھوکا رکھتی تھی!.... خواہ مخواہ مجھے آوارگی اور بدچلنی کے الزام دیتی تھی! حالانکہ میں مقدس فرشتوں کی قسم کھا سکتی ہوں کہ اس وقت میں پاکدامن تھی! مجھے نفرت ہو گئی! عورتوں سے نفرت ہو گئی۔ مردوں سے نفرت ہو گئی!.... حتیٰ کہ ماں بننے سے بھی نفرت ہو گئی جو ہر عورت کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے! اب میں بہت خوش ہوں!.... لڑکیاں خود کو بیچتی ہیں! میں ان سے رقمیں وصول کر کے انہیں پہنچاتی ہوں جو ان لڑکیوں کو عصمت فروشی پر مجبور کرتے ہیں! وہ لڑکیاں خود تباہ ہوئی ہیں اور اب معاشرے کو تباہ کر رہی ہیں۔ میرے باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہو رہا ہے اور میری سوتیلی ماں ایسی لڑکیاں جن رہی ہے جو اس کا کلیجہ ٹھنڈا کریں گی.... اس سیلاب کو کون روک سکے گا!.... کوئی نہیں! کوئی بھی نہیں!"

"نہیں تم اتنی بری نہیں ہو! جتنی خود کو سمجھتی ہو!" عمران نے سر ہلا کر سنجیدگی سے کہا!

"تمہارا ضمیر زندہ ہے! تم اسے برا سمجھتی ہو۔ اسے تباہی سمجھتی ہو! مگر تم خود ایک آگ میں سلگ رہی ہو اس لئے تمہیں اس عظیم جہنم کی آنچ محسوس نہیں ہوتی ویسے تم اسے جہنم ہی سمجھتی ہو! جنت نہیں! وہ لوگ جو اس کے ذمہ دار ہیں ان کے ضمیر البتہ مردہ ہو چکے ہیں کیونکہ یہ ان کا بزنس ہے!.... ظاہر ہے کہ اس کام سے تمہیں مالی منفعت نہ ہوتی ہو گی!"

"نہیں میں اپنا پیٹ پالنے کے لئے ماہنامے کے دفتر میں کام کرتی ہوں! انہوں نے مجھ سے بھی پیشہ کرانا چاہا تھا مگر میں نے صاف کہہ دیا کہ میں مرد ہوں! پھر وہ کافی عرصہ تک مجھے نئی لڑکیوں کو پھانسنے کا کام سونپتے رہے! پھر اس کام پر لگا دیا! اچھا بس میں اب اور کچھ نہیں بتاؤں گی!"

"میں خود ہی نہ پوچھوں گا!.... کیونکہ اس سے زیادہ تم جانتی ہی نہ ہو گی۔ کیا تم اس آدمی سے واقف ہو جو اس گروہ کا سرغنہ ہے!"

"نہیں میں نہیں جانتی!"

"پھر تم سے کچھ پوچھنا فضول ہی ہے! میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تم وہ رقمیں کسے بھیجتی ہو!"

"میں اگر بتا دوں تو تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو گا!"

"ختم کرو.... میں جانتا ہوں کہ تم ساری رقم کو بڑے نوٹوں میں تبدیل کر کے ایک پیکٹ بناتی ہو اور سڑک کے کنارے لگے ہوئے ایک لیٹر بکس میں ڈال دیتی ہو۔ پیکٹ سادہ ہوتا ہے اور اس پر کسی کا نام یا پتہ تحریر نہیں ہوتا!"

"کیا آپ کوئی سرکاری سراغرساں ہیں!" زیبا نے اسے گھور کر پوچھا!

"نہیں میں ایک بیضرر شہری ہوں! تم اس کی فکر نہ کرو! اگر تمہارا دل چاہے تو اپنے گروہ والوں سے بھی میرا تذکرہ کر سکتی ہو۔ حالانکہ ان میں سے کسی کو بھی تم نہ جانتی ہو گی! میرے علم میں یہی ہے میں ان لوگوں کے طریق کار سے بھی واقف ہوں! تم اگر چاہو تو اس پیکٹ میں ایک خط رکھ سکتی ہو! سرغنہ کو میرے وجود کا علم ہو جائے گا!"

"میں ایسا نہیں کروں گی!"

"جان کے خوف سے!" عمران نے پوچھا!

"نہیں مجھے اپنی زندگی کی پروا نہیں ہے!...."

"پھر کیا بات ہے!"

"کچھ بھی نہیں! میں صرف اپنا کام انجام دینا جانتی ہوں! اور بس! میرے گرد و پیش کیا ہو رہا ہے اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں!"

"خیر--!" عمران نے ایک طویل انگڑائی لی! اس شہر میں ایک دن خون کے دریا ضرور بہیں گے! اس کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہی ہو گی!"

"ہاں تم مجھے ایسے ہی معلوم ہوتے ہو!" زیبا نے کہا اور خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی!

(۱۳)

فون کا ریسیور بڑی دیر سے جولیانا فٹنرواٹر کے ہاتھ میں تھا! اور وہ ایکس ٹو کو اپنی بپتا سنا رہی تھی۔ جب وہ خاموش ہوئی تو دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم بالکل پروا نہ کرو! سب کچھ میری نظر میں ہے!.... میں اس وقت بھی تم سے زیادہ دور

نہیں تھا! جب تم شارٹی کی ڈائری پر لکھ رہی تھیں!.... اگر تم اسے وہ تحریر نہ دیتیں تو مجھے بڑا صدمہ ہوتا!.... تم واقعی ذہین ہو!"

"مگر اس کا انجام!"

"انجام!.... تم مطمئن رہو! ان میں سے کوئی بھی تم سے سو روپے وصول کرنے نہیں آئے گا! اب سارا کام خط و کتابت کے ذریعہ ہوگا.... تم چونکہ غیر ملکی ہو! اس لئے اونچے طبقے میں بہت جلد مقبولیت حاصل کر سکتی ہو۔ لہٰذا خیال ہے کہ تم سے کم از کم ایک ہزار روپے ہفتہ دار کا مطالبہ کیا جائے گا!"

"لعنت ہے! میں ایک آدھ کو شوٹ کر دوں گی!" جولیا جھنجھلا گئی۔

"اس طرح تم سارا کھیل بگاڑ دو گی! میں کہتا ہوں نا کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔"

"اب میرے لئے کیا کام ہے!"

"اب تمہارے لئے ایک بہت ہی اہم کام ہے تمہارے علاوہ اور کوئی اسے انجام نہیں دے سکتا!.... سردار منزل کے فلیٹ نمبر سات میں ایک لڑکا عادل پرویز رہتا ہے! اس سے دوستی کرو۔ وہ اس مقتولہ کا دوست تھا جس کی لاش کچھ دن ہوئے ملی تھی!.... تم نہایت آسانی سے اس لڑکی رابعہ کی سہیلی بن سکتی ہو! بلکہ تم اس سے یہ بھی کہہ سکتی ہو کہ تم رابعہ کی رازدار تھیں! یعنی ان دونوں کے رومان کا تمہیں علم تھا!.... وہ کہہ سکتا ہے کہ رابعہ نے کبھی تمہارا تذکرہ نہیں کیا!.... اس کے جواب میں زیادہ باتیں بنانے کی کوشش نہ کرنا بلکہ لاپروائی سے کہہ دینا کہ نہ کیا ہوگا.... بقیہ میں تمہاری ذہانت پر چھوڑتا ہوں!"

"کیا آپ میرے کام سے مطمئن ہیں!...."

"بہت مطمئن ہوں! فٹنز واٹر!.... تم بہت ذہین ہو! بقیہ آدمیوں سے کہیں زیادہ!"

"میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں!" جولیانا نے کسی ننھی سی بچی کی طرح منمنا کر کہا!

"کیا کرو گی!.... اس سے کیا فائدہ! تم نے مجھے سینکڑوں بار دیکھا ہے! لیکن نظر انداز کر گئیں! میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ تم مجھے ایکس ٹو سمجھ سکو!"

"میں آپ کو....!" جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی!

"ہاں کہو! کیا کہنا چاہتی ہو!"

"اوہ کچھ نہیں! جناب!.... میں خود بھول گئی!" جولیا بوکھلا کر بولی!

"اچھا بس۔ اب اپنا کام شروع کر دو!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا!-- جولیا بڑی دیر تک ریسیور ہاتھ میں لئے کھڑی رہی!....

(۱۴)

شیلا غائب!.... ناہید غائب! شیلا کا تو خیر پتہ ہی نہیں معلوم تھا! لیکن ناہید فی الحقیقت شاداب نگر کے ماڈل گرلز اسکول کی ایک استانی تھی! گرلز اسکول میں معلوم ہوا کہ وہ ایک ماہ کی چھٹی پر ہے!.... اور گھر پر یہ معلوم ہوا کہ وہ پچھلے کئی دنوں سے لاپتہ ہے.... عمران کے لئے یہ ایک لمحہ فکریہ تھا! یوں تو اس کے سامنے بہتیرے مجرم تھے اور وہ انہیں ہر وقت پکڑ سکتا تھا۔ مگر فی الحال یہ اس کے پروگرام میں نہیں تھا! وہ تو دراصل اس گروہ کا طریق کار معلوم کرنا چاہتا تھا! کیونکہ اسی کے ذریعہ اس کی رسائی اصل مجرم تک ہو سکتی تھی پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے متعلق تفتیش کرا کے وہ زیبا تک پہنچا تھا!.... پھر زیبا کے ذریعہ وہ لیٹر بکس اس کے علم میں آیا جس میں وہ ایک مخصوص تاریخ پر بڑے نوٹوں کا پیکٹ ڈالا کرتی تھی! اب وہ لیٹر بکس اس کی توجہ کا مرکز تھا۔

ناہید کی تلاش اسے اس لئے تھی کہ وہ اس سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا تھا! وہی بات جس کی طرف شیلا نے اشارہ کیا تھا یعنی ناہید ان لوگوں کو اطلاع دے گی کہ شیلا ایک سرکاری سراغرساں کے چکر میں پھنس گئی ہے! شیلا کی یہ بات درست بھی نکلی تھی! کیونکہ تھوڑی دیر بعد دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں چند نامعلوم آدمی نہ صرف داخل ہوئے تھے بلکہ انہوں نے عمارت میں گھسنے کی بھی کوشش کی تھی!.... ایسی صورت میں فی الحال اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا تھا کہ ناہید ہی نے انہیں اطلاع دی ہوگی!.... لہٰذا اب عمران یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ناہید نے انہیں اطلاع دینے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا۔

عمران نے ناہید کے لئے بہت تگ و دو کی لیکن اس کا سراغ نہ مل سکا!.... ابھی ایک پیچیدہ مسئلہ اور باقی تھا مقتولہ رابعہ کی لاش!.... جسے اس کی ماں نے رابعہ کی لاش تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا! لیکن اس کے جسم پر رابعہ ہی کے کپڑے تھے! حتیٰ کہ پیر کے زخم پر پٹی بھی وہی

تھی جو رابعہ نے اپنے پیر کے زخم پر باندھی تھی!.... لیکن اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ رابعہ کی لاش ہرگز نہیں تھی۔ رابعہ کی ماں اگر اپنا بیان نہ دیتی تب بھی اس میں شبہ باقی رہ جاتا کہ یہ رابعہ ہی کی لاش ہے!.... کیونکہ پیر کے زخم کے متعلق پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کچھ اور ہی کہہ رہی تھی!.... ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ پیر کا زخم موت سے پہلے کا نہیں ہو سکتا! وہ موت کے بعد ہی وجود میں آیا ہوگا!.... بہرحال اس سے عمران نے نتیجہ اخذ کیا کہ کسی دوسری کی لاش رابعہ کی لاش بنا کر منظر عام پر لائی گئی تھی!.... مقصد جو کچھ بھی رہا ہو۔ مقصد ہی معلوم کرنے کے لئے جولیانا فٹز واٹر کو عادل پرویز کے پیچھے لگایا گیا تھا۔

آج تو عمران زیبا اور لیٹر بکس کے چکر میں تھا! کیونکہ آج معمول کے مطابق وہ اس پیکٹ کو لیٹر بکس میں ڈالنے والی تھی! عمران کو یقین تھا کہ زیبا نے اس کی اور اپنی گفتگو کے متعلق اپنے گروہ والوں کو مطلع نہ کیا ہوگا!.... وہ کافی چالاک تھی۔ اس نے بھی یہ سوچا ہوگا کہ گروہ والوں کو آگاہ کر دینے کے بعد وہ محفوظ نہ رہ سکے گی! وہ کسی ایسے آدمی کو کب چھوڑنے لگے جو پولیس کی نظر میں آگیا ہو!

عمران کی دانست میں ناہید اور شیلا کا غائب ہو جانا بھی اس بات کا کھلا ہوا ثبوت تھا کہ وہ گروہ والوں کی کسی نئی سازش کا شکار ہو گئیں! اور یہ بات اسے شیلا ہی نے بتائی تھی کہ گروہ کے لئے کام کرنے والی لڑکیوں کے برے انجام کی اطلاع ہر لڑکی کو دی جاتی ہے۔ انہیں متنبہ کیا جاتا تھا کہ پولیس کی نظر میں آجانے کے بعد ان کا بھی وہ انجام ہو سکتا ہے!

عمران آج صبح ہی سے زیبا کے پیچھے لگا رہا تھا! آج یہ کام وہ خود ہی کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے میک اپ بھی کرنا پڑا تھا.... چونکہ زیبا اسے بہت قریب سے دیکھ چکی تھی اس لئے اسے میک اپ کے بغیر چلنا دشوار ہی تھا!....

زیبا نے حسب معمول پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے منی آرڈر وصول کئے! پوسٹ آفس سے واپسی کے بعد بقیہ وقت دفتر ہی میں گذرا.... پھر اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑی۔ پانچ بجے سے آٹھ بجے رات تک فلیٹ میں رہی.... آٹھ کے بعد پھر باہر آئی.... ایک ٹیکسی لی اور کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوگئی! عمران اپنی ٹوسیٹر میں بیٹھا اس کا تعاقب کر رہا تھا! گیرال اسٹریٹ کے موڑ پر زیبا ٹیکسی سے اتر گئی! اب وہ گیرال اسٹریٹ میں پیدل چل رہی تھی۔ عمران

نے اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا ایک پیکٹ دیکھا!.... وہ اسے علانیہ لئے جا رہی تھی! اچانک ایک جگہ عمران نے اسے جھک کر کوئی چیز اٹھاتے دیکھا! وہ جلدی سے آگے بڑھ آیا! زیبا وہی پیکٹ زمین سے اٹھا رہی تھی۔ وہ غالباً ایک کیفے سے نکلنے والے پانچ چھ آدمیوں کی بھیڑ سے الجھ گئی تھی اور اسی دوران میں پیکٹ بھی اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا!.... جو بات بھی رہی ہو! عمران یہ نہیں دیکھ سکا کہ یہ پیکٹ کیسے گرا تھا....! زیبا پیکٹ اٹھا کر ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ عمران اس کے پیچھے چلتا رہا! لیکن اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے!....

لیٹر بکس گیرال اسٹریٹ کے آخری سرے پر تھا! زیبا نے وہ پیکٹ اس میں ڈال دیا اور بغیر توقف کئے آگے بڑھ گئی!.... عمران وہیں کھڑا رہا جہاں رکا تھا! پھر تھوڑی دیر بعد وہ بھی آگے بڑھا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر لیٹر بکس میں ڈالنے لگا۔ وہ دراصل لیٹر بکس میں لگے ہوئے قفل کی ساخت دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ پھر اپنی جگہ پر واپس آگیا!.... چونکہ پہلے سے اس مہم کا پروگرام تھا اس لئے ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ وہ رات بھر یہیں سڑک پر رک کر لیٹر بکس کی نگرانی کرنا چاہتا تھا! کار اس نے سڑک پر چھوڑ دی تھی!.... اسی کار میں پھٹے پرانے کپڑوں کا جوڑا تھا!.... عمران نے ایک دوکان سے سلیمان کو فون کیا کہ وہ کار وہاں سے لے جائے۔ اس کا نوکر سلیمان ایک اچھا خاصا ڈرائیور بھی تھا!.... اسے فون کرنے کے بعد کار کی طرف آیا! اس میں سے پرانے کپڑوں کی گٹھری نکالی اور قریب ہی کے ایک پبلک پیشاب خانے میں جا گھسا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ وہاں سے برآمد ہوا تو حلیہ ہی اور تھا! جسم پر وہی پھٹا پرانا لباس تھا اور وہ اس طرح لنگڑاتا ہوا چل رہا تھا جیسے پیر میں شدید ترین تکلیف ہو! بغل میں ایک گٹھری تھی جس میں شاید وہ کپڑے تھے جنہیں کچھ دیر قبل پہنے ہوئے تھا!

ٹھیک لیٹر بکس کے سامنے سڑک کی دوسری طرف اس نے ڈیرہ ڈال دیا.... رات بھیگتی جا رہی تھی ایک بجے تک سڑک سنسان ہوگئی! عمران ایک عمارت کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا۔ وہ تنہا نہیں تھا! دونوں طرف فٹ پاتھوں پر کئی بے خانماں پڑے سو رہے تھے! کچھ دیر بعد عمران بھی لیٹ گیا لیکن اس کی نظر لیٹر بکس ہی پر تھی!.... پھر کہیں کے گھڑیال نے چار بجائے!

عمران نے اپنی رانوں میں زور زور سے چٹکیاں لے کر نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا تھا! نہ جانے کیوں یہاں اس فٹ پاتھ پر اسے گھر سے زیادہ آرام مل رہا تھا۔ آرام اور نیند میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے.... نیند آتی رہی اور وہ اسے اپنے ذہن سے جھٹک دینے کی کوشش کرتا رہا!

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا...." وہ اس وقت بڑبڑایا جب اجالا پھوٹنے لگا! رات بھر لیٹر بکس کے قریب کوئی سایہ تک نظر نہیں آیا تھا!

اب وہ اس پیکر کا انتظار کرنے لگا جو ڈاک نکال کر لے جاتا! اس نے سوچا ممکن ہے.... وہ پیکر بھی اسی گروہ کا کوئی آدمی ہو! مگر یہ بات قرین قیاس نہیں تھی! ضروری نہیں کہ ایک ہی آدمی ہمیشہ ڈاک نکالتا رہے! لہٰذا یہ طریقہ تو اختیار کیا ہی نہیں جاسکتا! پھر دھوپ بھی پھیلنے لگی! عمران جہاں تھا وہیں رہا۔

تقریباً سات بجے ایک آدمی ڈاک نکالنے کے لئے لیٹر بکس کا قفل کھولنے لگا! عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے خطوط نکالے ان میں سرخ رنگ کا وہ پیکٹ موجود تھا! نہ جانے کیوں پیکر نے اسے اٹھا کر دور سڑک پر پھینک دیا۔

لیٹر بکس کے قریب والی پان کی دوکان کا مالک اپنی دکان کھولنے جارہا تھا! اس نے پیکر سے پوچھا! "کیوں چاچا! کیا پھینک دیا!"

"ارے لالہ۔ وہی پیکٹ! نہ جانے کون حرامزادہ مجھ سے مذاق کرتا ہے۔" پان والا اپنا کام روک کر پیکٹ کی طرف جھپٹا اور پھر اسے وہاں سے اٹھا کر واپس آیا۔ وہ اسے چاک کرتا ہوا کہہ رہا تھا پچھلی بار والے پیکٹ سے دو تین بڑی مزیدار تصویریں نکلی تھیں!"

اس نے پیکٹ کو کھول ڈالا مگر دوسرے ہی لہجہ میں بولا "دھت تیری کی! یہ تو پرانا اخبار ہے۔" اور پھر اس نے اخبار نکال کر زمین پر پٹخ دیا! اور لفافے کے پرزے اڑا دیئے! عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں! اور وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا! یہ تو کچھ بھی نہ ہوا وہ سوچنے لگا!.... ان دونوں کی گفتگو سے یہی ظاہر ہوا تھا جیسے اس سے پہلے بھی وہ اسی قسم کے پیکٹوں سے دو چار ہو چکے ہیں۔ خصوصاً پیکر کا رویہ.... اس نے جھلاہٹ ہی میں اسے دور پھینک دیا تھا! گویا اس سے پہلے بھی پرانے اخبار ہی کی طرح کی فضول چیزیں پیکٹوں سے برآمد ہوتی رہی تھیں۔ یہ بھی تو ممکن نہیں تھا کہ کسی نے اصل پیکٹ لیٹر بکس سے نکال کر اس کی جگہ

دوسرا ڈال دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا بھی تو عمران کو کیوں نہ خبر ہوئی کیونکہ وہ رات بھر لیٹر بکس کی نگرانی کرتا رہا تھا۔ عمران الجھن میں پڑ گیا آخر اس پیکٹ میں ردی اخبار ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

عمران وہاں سے اٹھ کر دوسرے فٹ پاتھ پر چلا آیا! اسی پان والے سے دو سگریٹ خریدے ایک سلگا لیا اور دوسرے کو کان پر رکھ کر نیچے پڑا ہوا اخبار اٹھانے لگا!....

اخبار کو اٹھا کر وہ وہاں سے چل پڑا.... وہ سوچنے لگا! کیا زیبا نے اسے الو بنایا تھا! مگر وہ تو ابھی حال ہی میں اس بات سے واقف ہوئی تھی کہ کوئی اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا ہے!.... ڈاک نکالنے والے پیکر اور پان والے کی گفتگو کا ماحصل اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ اس قسم کے پیکٹ ہمیشہ لیٹر بکس میں ملتے رہے ہیں اور ان میں سے فضول چیزیں ہی برآمد ہوتی رہی ہیں۔ یہ مسئلہ چکرا دینے والا تھا!

گھر پہنچ کر اس نے غسل کیا اور لباس تبدیل کرنے کے بعد ناشتے کے لئے غل غپاڑہ مچانے لگا! اس کی دوست روشی اب اس کے ساتھ نہیں رہتی تھی!.... سارا کام اس کا نوکر سلیمان ہی سنبھالے ہوئے تھا۔

ناشتہ کر چکنے کے بعد عمران نے وہی اخبار میز پر پھیلا دیا جو اس پیکٹ سے نکلا تھا پچھلی تاریخوں کا اخبار تھا۔ ایک جگہ حاشیے پر اسے نیلی روشنائی کی تحریر نظر آئی.... مگر یہ کچھ بھی نہیں تھا!.... کچھ رقمیں جوڑی اور گھٹائی گئی تھیں! اکثر لوگ اخبار کے حاشیوں پر اس قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں! پھر اسے کچھ دستخط نظر آئے اور عمران بے ساختہ جھک کر انہیں غور سے دیکھنے لگا! پھر یک بیک کرسی سے اچھل پڑا!....

(۱۵)

جولیانا فٹز واٹر وہ خط دیکھ کر سراسیمہ ہو گئی! حالانکہ ایکس ٹو نے پہلے ہی اس کی پیشگوئی کر دی تھی!.... خط کسی نامعلوم آدمی کی طرف سے بھیجا گیا تھا!.... تحریر ٹائپ میں تھی.... اس میں جولیا سے کہا گیا تھا کہ وہ ہر ہفتہ سات سو روپے ادا کرے ورنہ اس کی وہ تحریر پولیس کے حوالے کر دی جائے گی جو اس نے ایک نوزائیدہ بچے کی لاش کے سلسلے میں دی تھی!.... رقم پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے پتہ پر بھیجنی چاہئے اور بہتیری دھمکیاں تھیں.... آخر میں کہا گیا تھا کہ وہ یہ رقم ادا کر سکتی ہے کیونکہ اگر وہ چاہے تو اعلیٰ طبقے کے لوگوں کو بہ آسانی پھانس سکتی

ہے! بہر حال لب لباب یہ تھا کہ اگر وہ جائز طریقوں سے رقم حاصل نہیں کر سکتی تو اسے اپنی جان بچانے کے لئے کوئی ناجائز طریقہ اختیار کرنا ہی پڑے گا۔

جولیا نے خط لکھنے والے کو بے شمار گالیاں دیں اور فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کرنے لگی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا!.... پھر اس نے کئی بار اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی! اس کے پاس عادل پرویز کے متعلق بھی ایک اہم خبر تھی!

دو بجے کے قریب خود ایکس ٹو کا فون آیا۔ جولیا اسے موصول ہونے والے خط کے متعلق بتا کر بولی۔ "عادل پرویز کے متعلق سنیئے اب اس نے وہ بات مجھے بتائی ہے جو پولیس کو بھی نہیں بتائی تھی! وہ کہتا ہے کہ حقیقتاً ان دونوں نے فرار ہو جانے کا پروگرام بنا لیا تھا! مگر عین وقت پر وہ پراسرار طریقہ پر غائب ہو گئی!.... اس کا بیان ہے کہ وہ شادی کرنا چاہتے تھے مگر رابعہ کا باپ اس رشتے کو پسند نہیں کرتا تھا! وہ دونوں ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں!"

"یعنی مسٹر ہارپر کے دفتر میں!" ایکس ٹو نے پوچھا!

"جی ہاں!...." جولیا نے جواب دیا! "مگر یہ مرد بھی بڑے الو کے پٹھے ہوتے ہیں! عادل پرویز کو مجھ میں رابعہ کی جھلکیاں نظر آنے لگی ہیں! وہ گھنٹوں میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے روتا رہتا ہے.... کہتا ہے کہ تم دن میں ایک بار اپنی صورت ضرور دکھا دیا کرو۔ ورنہ میں مر جاؤں گا!"

جواب میں ایکس ٹو نے قہقہہ لگایا اور بولا "عورتیں بھی ایسی ہی الو کی پٹھی ہوتی ہیں! کوئی خاص بات نہیں ہے۔ وہ آدمی کو بری طرح الو بناتی ہے.... وہ ورڈ سورتھ ہو جاتا ہے کیٹس ہو جاتا ہے.... بائرن ہو جاتا ہے.... میر ہو جاتا ہے غالب ہو جاتا ہے دفتر کے دفتر سیاہ کرتا ہے!.... مگر مقصد.... مقصد ان سب کا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک بچے کا باپ بننا چاہتے ہیں!.... یہ ایک بحث طلب مسئلہ ہے.... مگر میرے پاس فی الحال وقت نہیں ہے! پھر کبھی سمجھانے کی کوشش کروں گا!"

"آپ بڑے کھردرے ہیں!" جولیا بولی!

"ہاں میں کھردرا ہوں.... اس لئے ہر وقت خوش رہتا ہوں! مجھے کوئی غم نہیں ہے!"

جولیا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کہے.... اور ایکس ٹو نے بھی سلسلہ منقطع کر دیا!.... نہ جانے کیوں جولیا اداس ہو گئی تھی....

(۱۶)

عمران زیبا سے پھر ملا! وہ دونوں ماہنامہ "کمر لچکدار" کے دفتر کے سامنے ہی ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے! زیبا اسے دیکھ کر ہنس پڑی!

"میں آج کل دن رات تمہارے متعلق سوچا کرتی ہوں، نہ جانے کیا بات ہے!"

"سوچتی ہوگی کہ اس کی بدولت ضرور جیل نصیب ہوگی۔"

"ہونہہ! اس کی مجھے پروا نہیں ہے اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو تمہیں اتنا کچھ کبھی نہ بتاتی!"

"مجھے ان ساری لڑکیوں سے ہمدردی ہے جو اس جال میں پھنس گئی ہیں!" عمران نے کہا۔

"اچھا سچ بتانا پتلون کا کیا قصہ تھا!...."

"کچھ بھی نہیں! مجھے عورتیں صرف اپنے لباس میں اچھی لگتی ہیں!.... اچھا آؤ چلو کہیں بیٹھیں گے!"

وہ کچھ دور تک پیدل چلتے رہے پھر ایک ریستوران میں جا بیٹھے!

"تمہارا خیال غلط ہے!" عمران اس سے کہہ رہا تھا! "میرا تعلق پولیس سے نہیں ہے! لیکن میں اس گروہ کا قلع قمع کئے بغیر نہ مانوں گا!"

زیبا ہنسنے لگی بالکل اسی طرح جیسے کسی بچے کی لاف وگزاف پر ہنس رہی ہو! عمران چڑ گیا!

"کیا تم مجھے اُلو سمجھتی ہو!"

"نہیں تم نے حالات کا غلط اندازہ لگایا ہے! یہ گروہ بہت بڑا ہے! اور ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ جس کے سپرد جو کام کر دیا گیا ہے وہ اسے آنکھیں بند کر کے انجام دیتا رہتا ہے! میری ہی مثال لے لو.... میں منی آرڈر اور بیمے وصول کرتی ہوں اور انہیں ایک پیکٹ میں رکھ کر ایک مخصوص لیٹر بکس میں ڈال دیتی ہوں لیکن مجھے علم نہیں کہ وہ پیکٹ کس کے پاس پہنچتا ہے! کیونکہ اس پر نہ تو کسی کا پتہ لکھا جاتا ہے اور نہ ٹکٹ لگائے جاتے ہیں!"

"کل والے پیکٹ میں کیا تھا!"

"نوٹ تھے!...."

"کیا وہ ہمیشہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے!"

"ہاں ہدایت یہی ہے!...."

عمران کچھ سوچنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا" کل وہ پیکٹ تمہارے ہاتھ سے پہلی بار گرا تھا! یا اکثر اسی طرح گر جاتا ہے!"

"اوہو!" زیبا چونک کر عمران کو گھورنے لگی پھر آہستہ سے بولی!" تو تم میرا تعاقب کر رہے تھے!.... خیر مجھے اس سے بحث نہیں البتہ پیکٹ کے گرنے کا معاملہ عجیب ہے! وہ ہمیشہ کہیں نہ کہیں میرے ہاتھ سے گرتا ضرور ہے! شروع سے دیکھتی آرہی ہوں! اور اس کے مطابق ہدایت یہ ہے کہ میں اسے لیٹر بکس میں ڈالنے کے لئے علانیہ طور پر لے جاؤں!"

"اور وہ پیکٹ کسی بھیڑ ہی میں پھنس کر گرتا ہوگا!"

"ہاں یہی ہوتا ہے! لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو!"

"کچھ نہیں یونہی.... خیر ہٹاؤ.... دیکھو تم اس شلوار اور جمپر میں کتنی اچھی لگتی ہو!" پھر وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے اور عمران تھوڑی دیر بعد وہاں سے اٹھ گیا!

(۱۷)

مقتولہ رابعہ کا باپ بہت پریشان تھا!.... پولیس نے اتنے دنوں میں اسے تنگ کر ڈالا تھا!.... دوسری طرف عادل پرویز اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ اسی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ تھا.... اور وہ خود منیجر.... کاروبار مسٹر ہارپر کا تھا!.... یہ فرم بڑے پیمانہ پر ایکسپورٹ اور امپورٹ کا کام کرتی تھی!۔

رابعہ کا باپ کمزور دل کا آدمی تھا!.... عادل پرویز اٹھتے بیٹھتے اسے دھمکیاں دیتا رہتا!.... اسے ڈراتا اور سہاتا!.... آخر تنگ آکر آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ کم از کم عادل پرویز کو تو اس فرم سے نکلوا ہی دے گا!.... وہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے رات کو سٹر ہارپر کی کوٹھی پر پہنچ گیا!

ہارپر آج کل اس پر بہت مہربان تھا! کارڈ ملتے ہی اس نے اسے اندر بلوالیا.... ہارپر ایک اچھے تن و توش کا آدمی تھا! عمر زیادہ نہیں تھی! جوان ہی معلوم ہوتا تھا ایک دیسی عیسائی تھا!

"عادل پرویز میرے لئے بہت تکلیف دہ ہوگیا ہے جناب!" اس نے کہا!

"کیوں کیا بات ہے!.... عادل پرویز!.... میرا خیال ہے کہ تمہاری لڑکی کے سلسلے میں میں نے اس کا نام بھی سنا تھا!"

"جی ہاں!.... میں بڑا بدنصیب ہوں! لڑکی جان سے گئی۔ میں بدنام ہوگیا!.... اور اب وہ

مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دیتا ہے!"

"وہ کیا قصہ ہے سنا ہے تمہاری بیگم اسے اپنی لڑکی کی لاش تسلیم نہیں کرتیں!...." ہارپر نے پوچھا!

"جی ہاں! اور مجھے بھی شبہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ میری لڑکی کی لاش ہی نہیں تھی! کسی نے اسے میری لڑکی کی لاش ثابت کرنے کی کوشش کی تھی!"

"ایسا کون ہو سکتا ہے! جسے تمہاری لڑکی کا وہ لباس مل سکے جو وہ پہنے ہوئی تھی۔" ہارپر نے حیرت سے کہا!....

رابعہ کے باپ نے کوئی جواب نہیں دیا! پھر ہارپر ہی نے تھوڑی دیر بعد کہا" کیا وہ عادل پرویز نہیں ہو سکتا! میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ دونوں شادی کرنا چاہتے تھے! لیکن تم اس کے مخالف تھے!"

"جی ہاں! یہ درست ہے! میں یہ رشتہ پسند نہیں کرتا تھا! آپ سے کیا پردہ!"

"اچھا! تم اسے ایک ماہ کا نوٹس دے کر برطرف کر سکتے ہو! اس کے بعد میں اس کے خلاف انکوائری کراؤں گا!.... تم مطمئن رہو!.... اگر اس میں اس کا ہاتھ ہے تو خاطر خواہ سزا ملے گی!.... بس یا اور کچھ کہنا چاہتے ہو!"

"بس اتنا ہی! آپ کا بہت بہت شکریہ! میں عادل پرویز کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا!"

"اور کوئی بات...."

"جی نہیں!.... اب آپ آرام فرمائیں!...." رابعہ کا باپ اٹھ کر کمرے سے چلا گیا! ہارپر نے سگریٹ کے ڈبے سے ایک سگریٹ نکالا!.... اور اسے ہونٹوں میں دبا کر شاید سلگانا بھول گیا! وہ خیالات میں ڈوبا ہوا کمرے میں ٹہل رہا تھا! اچانک اس کی نظر کھڑکی پر پڑی جہاں ایک سیاہ رنگ کا ہاتھ اندر کی طرف رینگتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ ہارپر ٹہلتے ٹہلتے رک گیا! پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک سر تا پا سیاہ آدمی کمرے میں آکودا.... اس کا چہرہ بھی سیاہ تھا! لیکن خد و خال ندارد.... صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں!.... اس کے ہاتھ میں ایک عجیب وضع کا ریوالور تھا۔

ہارپر بڑے پر سکون انداز میں کھڑا رہا اس کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ تھی! دونوں خاموش تھے! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان میں سے کوئی بھی بولنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہو! مسٹر ہارپر۔۔۔۔!" سیاہ فام آدمی نے کہا!

"نہیں مجھے تمہارے مقدر پر ہنسی آ رہی ہے!۔۔۔۔" ہارپر نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"کیونکہ تم جس آسانی سے یہاں آئے ہو اسی طرح واپسی نہ ہو گی!"

"میں واپس جانے کے لئے نہیں آیا۔۔!" سیاہ فام نے لاپروائی سے کہا۔

"خیر!" ہارپر بولا "اب مقصد کی طرف آ جاؤ!۔۔۔۔ کیا تمہیں اپنی تجوری کی کنجیاں دوں!"

"ہم انیسویں صدی میں نہیں ہیں مسٹر ہارپر!" سیاہ فام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ انیسویں صدی کے کسی لٹیرے کا بہروپ نہیں ہے!۔۔۔۔ اور آج کل کوئی آدمی بھی گھر میں بڑی رقمیں نہیں رکھتا!"

"پھر کیا تم مجھے بھیرویں سنانے آئے ہو!۔۔۔۔"

"ہو سکتا ہے بھیرویں ہی کا وقت آ جائے!"

ہارپر پھر خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا!۔۔۔۔

"تم ابھی عادل پرویز کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے!۔۔۔۔" سیاہ فام نے پوچھا۔

"اچھا!" تو تم عادل پرویز ہو!۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں پہلے کیوں نہ پہچان سکا!" ہارپر نے مسکرا کر کہا!

"میں کوئی بھی ہوں! اس سے تمہیں کیا!۔۔۔۔ یہ معلوم کر کے تم نہ فائدے میں رہو گے اور نہ نقصان میں!"

"شٹ اَپ!۔۔۔۔" دفعتاً ہارپر بہت زور سے چیخا۔۔۔۔ "میں بدتمیزوں کو کبھی معاف نہیں کرتا!۔۔۔۔ اپنی حیثیت کو نہ بھولو۔۔۔۔"

"اور میں تمہیں ایک دوسری نصیحت کروں گا!۔۔۔۔" سیاہ فام نے آہستہ سے کہا۔

"بیکار حلق نہ پھاڑو۔۔۔۔ کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا!۔۔۔۔ ویسے بھی غل غپاڑا سن کر مجھے اختلاج ہونے لگتا ہے! دل بہت کمزور ہے! اسی لئے ریوالور بھی بغیر آواز کا رکھتا ہوں!"

"کیوں! میری مدد کے لئے کیوں نہ آئے گا!"

"سنتھیلک گیس کے صرف تین غبارے ان کے لئے کافی ہوئے ہیں! انہیں گھنٹوں ہوش نہیں آئے گا! سمجھے! اور اب تم میرے بے آواز ریوالور کے رحم و کرم پر ہو!"

"تم کیا چاہتے ہو!۔۔۔۔"

"رابعہ کی واپسی!۔۔۔۔"

"کیا بکواس ہے! تم کس رابعہ کی بات کر رہے ہو!"

"عادل پرویز کی محبوبہ کی بات ہے۔۔۔۔ ڈیر مسٹر ہارپر!۔۔۔۔"

"میں اسے کیا جانوں۔۔۔۔"

"آہا اتنے بھولے نہ بنو!۔۔۔۔ کیا تم نے اس وقت اسے اپنے آدمیوں سے نہیں اٹھوالیا تھا جب ریلے سے تھوڑے فاصلے پر عادل پرویز کا انتظار کر رہی تھی!۔۔۔۔ کیا تم عرصہ سے اس پر نظر نہیں رکھتے تھے! کیا وہ اکثر تم سے بھی نہیں ملتی رہتی تھی!۔۔۔۔ میرے پاس واضح ثبوت ہے۔۔۔۔"

ہارپر کچھ نہ بولا! اس کی آنکھوں میں حیرت تھی!

"اور ناہید اور شیلا کا پتہ بھی تم ہی سے پوچھوں گا!"

"تم کون ہو۔۔۔۔!" ہارپر کی زبان سے بیساختہ نکلا!۔۔۔۔

"میں ان سب لڑکیوں کی موت کا ذمہ دار تمہیں ٹھہراتا ہوں، جن کی بگڑی ہوئی لاشیں شہر میں اب تک مل چکی ہیں۔"

"تم کون ہو۔۔۔۔" ہارپر نے پھر وہی سوال دہرایا!

"میں تمہیں الزام دیتا ہوں کہ تم بیشمار شریف لڑکیوں سے پیشہ کراتے ہو!"

"تم بکواس کر رہے ہو!" ہارپر نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ ثبوت مہیا کئے بغیر چلا آتا!۔۔۔۔ ویسے میرے پاس ایک اقرار نامہ بھی تیار ہے جس پر تمہیں اپنے دستخط کرنے پڑیں گے۔۔۔۔!"

"کیوں!"

"کیونکہ تمہیں ایک ایسی بھی رقم ملتی ہے جس پر انکم ٹیکس نہیں ادا کرنا پڑتا! ہر ہفتہ تم ہزاروں روپے کماتے ہو! اس میں میرا بھی حصہ ہونا چاہیے!"

"اوہ۔۔! تم جو کچھ بھی بک رہے ہو اس کے لئے تمہارے پاس کوئی ثبوت بھی ہے!"

"ایک نہیں درجنوں ثبوت ہیں!۔۔۔۔ میں رابعہ۔۔۔۔ ناہید!۔۔۔۔ اور شیلا کو اسی عمارت سے برآمد کرا سکتا ہوں کیا سمجھے! شیلا اور ناہید کو بھی تم ختم کر دیتے مگر فی الحال تم مزید لاشیں سامنے

نہیں لانا چاہتے تھے۔ کیوں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"تم جھک مار رہے ہو!" ہارپر غرایا! "جن لڑکیوں کے تم نام لے رہے ہو! میں نے آج تک ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھیں۔ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ!"

"وہ لڑکیاں تمہاری کوٹھی ہی سے برآمد کی جاسکتی ہیں!"

"تم نے میرے آدمیوں کو بیہوش کر دیا ہے! یہ تمہارا ہی بیان ہے! ایسی صورت میں تین کیا تین ہزار لڑکیاں یہاں داخل ہو سکتی ہیں!...."

"تو گویا میں تمہیں خواہ مخواہ پھانسنے کی کوشش کر رہا ہوں!" سیاہ فام آدمی ہنسا!

"یقیناً!.... پتہ نہیں تم کون ہو!.... اور مجھ سے کیوں پُرخاش رکھتے ہیں!"

"پُرخاش! ارے یہ تم کیا کہہ رہے ہو مسٹر ہارپر! میں تو تم سے بڑی محبت کرتا ہوں! زیادہ نہیں صرف تیس ہزار روپیہ ماہانہ پر کام چل سکتا ہے! جب اکتیس دن کا مہینہ ہو تو اکتیس ہزار.... فروری جب اٹھائیس دن کا ہو تو بتیس ہزار.... انتیس کا ہو تو.... چالیس ہزار شاباش.... تو پھر میں نکالوں نا اقرار نامہ!"

"شائد تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!"

"ہاں دماغ کی خرابی ہی تو تھی جس کی بناء پر مجھے پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کی معلومات حاصل ہوئیں! زیبا سے ملاقات ہوئی میں نے وہ سرخ پیکٹ بھی دیکھے جو زیبا گیرال اسٹریٹ کے لیٹر بکس میں ڈالا کرتی ہے.... پھر ان پیکٹوں سے ردی کاغذ بھی برآمد ہوتے دیکھے!.... تم کس صفائی سے نوٹوں والا پیکٹ اڑا لیتے ہو۔ یہ بھی دیکھا ہے!.... اسی لئے تم نے ایک مخصوص رنگ کے پیکٹ میں نوٹ رکھنے کا حکم دے رکھا ہے! وہ پیکٹ ہاتھ میں لے کر چلتی ہے تم چند آدمیوں کی ایک بھیڑ لئے ہوئے اس سے ٹکراتے ہو! اس کے ہاتھ والا پیکٹ غائب ہوتا ہے اور تم ویسا ہی ایک دوسرا پیکٹ اس طرح گرا دیتے ہو کہ وہ اسے اپنا ہی پیکٹ سمجھتی ہے کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

ہارپر کچھ نہیں بولا اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے تھے! تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے کہا!

"تیس ہزار بہت ہیں!...."

"اس سے کم پر میں قیامت تک نہیں تیار ہوں گا!"

وہ پھر سوچنے لگا! آخر اس نے کہا! "اقرار نامہ نکالو!.... مگر تیس ہزار بہت ہیں کچھ کم کرو!"

"چلو دس پانچ کم کر لو!.... اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے! تمہیں شرم آنی چاہئے! اتنا کماتے ہو پھر بھی صرف تیس ہزار ماہانہ پر جان نکلتی ہے!.... میرے اخراجات بہت وسیع ہیں ورنہ میں یکمشت دو چار ہزار کم کر دیتا!— یہ لو.... یہ رہا اقرار نامہ! اسے اچھی طرح پڑھ لو تاکہ بعد میں کوئی شکایت نہ پیدا ہو اور ہمارے تعلقات خوشگوار رہیں!"

ہارپر اقرار نامہ اس کے ہاتھ سے لے کر پڑھنے لگا! یہ شاید اس کی سیاہ کاریوں کی پوری روداد تھی کیونکہ آہستہ آہستہ اس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑتی جارہی تھی اور وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا!

"تم بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو! میرے ساتھ مل کر کام کرو.... ! بہت فائدہ میں رہو گے!" اس نے کہا!

"میں مفت کی روٹیاں توڑنے کا عادی ہوں! کام مجھ سے نہیں ہو سکتا! جب تیس ہزار گھر بیٹھے ملیں گے تو مزید کام کرنے کی کیا ضرورت ہے!"

"اچھا فی الحال ایک کام کر دو!.... اس کے لئے میں تمہیں پچاس ہزار دوں گا!"

"چلو بتاؤ! ممکن ہے! میں وہ کام کسی نہ کسی طرح کر ہی ڈالوں! مگر آدھی رقم کام سے پہلے لے لوں گا! آدھی بعد میں!"

"منظور ہے! کام یہ ہے کہ کسی طرح ان تینوں لڑکیوں کو ٹھکانے لگا دو! آج کل میرے ستارے گردش میں ہیں اس لئے میں یہ کام خود نہیں انجام دینا چاہتا!"

"دیکھو! میں خود تو نہیں کر سکتا یہ کام لیکن میرے پاس ایسے آدمی ضرور ہیں جو یہ کام انجام دے ڈالیں لیکن وہ کم از کم دس ہزار کا مطالبہ کریں گے اس لئے پچاس ہزار کم ہے! ہاں ساٹھ ہزار پر معاملہ طے ہو سکتا ہے۔"

"اچھا تو آؤ میرے ساتھ!"

"پہلے اس پر دستخط کر دو....!"

"یہاں میرے پاس قلم نہیں ہے!"

"میرے پاس ہے قلم!" سیاہ پوش نے قلم نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہارپر ایک کرسی پر بیٹھ گیا!

"آہا!--" سیاہ پوش بولا!" نہیں دوست!.... میں وہ دستخط چاہتا ہوں جو تم اپنے چیکوں پر کرتے ہو!.... کاروباری کاغذات پر کرتے ہو! وہ دستخط چاہتا ہوں۔ جو اس ہفتے والے پیکٹ کے پرانے اخبار پر تھے۔ انہیں دستخط کی بناء پر تو میں تم تک پہنچا ہوں اور ہاں آئندہ کے لئے نصیحت پکڑو! اپنے دستخط اِدھر اُدھر نہ بنایا کرو! اگر اس اخبار پر تمہارے دستخط نہ ملتے تو میں قیامت تک تمہیں نہ پاسکتا!"

"تم واقعی بہت چالاک ہو! تم سے چالاکی نہیں چل سکے گی!" ہارپر ہنس کر بولا! اور اپنے وہی دستخط بنادیئے جو سیاہ پوش چاہتا تھا! پھر بڑے خلوص سے کہا!" اب تو اپنی شکل دکھادو!"

"کیا ان سینکڑوں لڑکیوں نے تمہاری شکل دیکھی ہے! جنہیں تم بلیک میل کرتے ہو! آج سے میں تمہیں بلیک میل کروں گا اور تم زندگی بھر پتہ نہیں لگا سکو گے کہ میں کون ہوں! سیاہ پوش اس کے پیچھے کھڑا تھا، جیسے ہی وہ اقرار نامے کو میز سے اٹھانے کے لئے جھکا ہارپر نے اچھل کر اس کے چہرے پر اپنا سر مار دیا! سیاہ پوش اس غیر متوقع حملے کیلئے تیار نہیں تھا! وہ کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا! چوٹ شاید اس کی ناک پر لگی تھی پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا! قبل اس کے کہ وہ اٹھ سکتا ہارپر نے جھپٹ کر پستول اٹھالیا! نال سیاہ پوش کی طرف اٹھی اور ٹریگر دبا دیا گیا! لیکن اس میں سے گولی کی بجائے پانی کی دھار نکلی!.... دوسری طرف سیاہ پوش نے قہقہہ لگایا! پھر اگر وہ ایک طرف ہٹ نہ گیا ہوتا تو پستول اس کی پیشانی پر پڑتا!

یہ وار بھی خالی جاتے دیکھ کر ہارپر بھاگ نکلا!.... سیاہ پوش اس کے پیچھے جھپٹا! لیکن وہ میز پر سے اقرار نامہ اٹھانا نہیں بھولا تھا!....

ہارپر کوٹھی سے باہر نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا! لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی! شاید سیاہ پوش نے اس کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا!.... اس نے ہارپر کو ایک کمرے میں گھستے دیکھا!.... وہ تیزی سے آگے بڑھا!.... لیکن کمرہ خالی تھا! ہارپر کہیں نظر نہ آیا! دوسری طرف کوئی دروازہ بھی نہیں تھا! سیاہ پوش نے معنی خیز انداز میں سر ہلایا! ایسا معلوم ہوا جیسے اسے کچھ یاد آگیا ہو.... پھر وہ اس گول میز کی طرف جھپٹا، جو کمرے کے وسط میں بچھی ہوئی تھی! اس کا اوپری حصہ دونوں ہاتھوں سے گھمانے لگا! اچانک ایک کھٹاکا سنائی دیا اور کمرے کے فرش میں ایک جگہ ایک چھوٹی

سی خلا پیدا ہو گئی! اتنی چھوٹی کہ ایک ہی آدمی اس سے گذر سکتا تھا!.... سیاہ پوش بڑی تیزی سے اس خلاء میں اتر گیا!.... جیسے ہی وہ آخری زینے پر پہنچا اوپر کی خلا ایک آواز کے ساتھ بند ہو گئی! وہ ایک تہہ خانے میں تھا! لیکن یہاں کافی روشنی تھی اور گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا! وہ کچھ اسی طرح بنایا گیا تھا۔ مگر تہہ خانے کے اس حصے میں سناٹا تھا!.... یہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ سیاہ پوش آگے بڑھا۔ اور دروازے سے گذر کر دوسرے کمرے میں پہنچا! یہاں تین لڑکیاں موجود تھیں۔ اور چوتھا ہارپر تھا! سیاہ پوش کو دیکھ کر اس کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی اور وہ اس پر ٹوٹ پڑا۔! مگر اس بار سیاہ پوش نے بڑی پھرتی دکھائی! وہ ایک طرف ہٹ گیا! اور ہارپر دیوار سے جاٹکرایا! تینوں لڑکیاں کھڑی ہو گئی تھیں۔ ان کے پیروں میں زنجیریں تھیں! اور وہ ایک ایک گز سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتی تھیں۔

ہارپر پھر پلٹا! لیکن اس بار سیاہ پوش کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور لڑکیاں بے تحاشہ ہنسنے لگیں! ہارپر گالیاں بکتا ہوا فرش سے اٹھ رہا تھا!....

"کیوں خواہ مخواہ جان دے رہے ہو!" سیاہ پوش ہنس کر بولا!" ابھی اتنے دن تو جیو کہ لوگ تمہاری پھانسی کی خبر سن سکیں!...."

ہارپر اٹھ کر چپ چاپ کھڑا ہو گیا اس کا چہرہ زرد تھا! اور ہونٹ خشک ہو گئے تھے!

"چالیس ہزار ماہانہ!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اب تم نے عقلمندی کی بات کی ہے!" سیاہ پوش ہنس کر بولا" اچھا ان لڑکیوں کی بیڑیاں کھول دو!"

"کیا کرو گے؟"

"انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا مگر ساٹھ ہزار!"

"میں دوں گا!" ہارپر نے کہا اور اپنی جیبیں ٹٹول کر ایک کنجی نکالی! دوسرے لمحے میں وہ جھکا ہوا بیڑیاں کھول رہا تھا! لڑکیاں آزاد ہو گئیں!

"اب تم چپ چاپ! ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ!"

"کیوں؟"

"ان لڑکیوں سے تمہیں جوتے کھلواؤں گا!" سیاہ پوش نے زہریلے لہجے میں کہا!

لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں! اور ہارپر چیخا! "تم ایسا نہیں کر سکتے!"

"ضرور کروں گا! میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں!"

ہارپر ایک بار پھر اس پر جھپٹ پڑا۔ مگر اس دفعہ سیاہ پوش نے اسے اپنے سر سے بلند کر کے اس زور سے فرش پر پٹخ دیا کہ ہارپر کی چیخیں نکل گئیں! اب ہارپر میں اٹھنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی!.... وہ فرش پر پڑے ہی پڑے مغلظات اڑا رہا تھا!

"کیوں لڑکیو!" سیاہ پوش بولا "کیا تم اس پر جوتے نہیں برساؤ گی!"

"نہیں ہم اس کمینے کی بے بسی سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے!" شیلا نے کہا!

"واقعی تم شریف ہو.... اپنا سب کچھ کھو چکنے کے بعد بھی تم نے کچھ نہیں کھویا!" سیاہ پوش نے کہا پھر رابعہ کی طرف دیکھا جو ان دونوں سے کہیں زیادہ حسین تھی!

"تم اس کے ہاتھ کیسے لگی تھیں!" سیاہ پوش نے اس سے پوچھا!

"اس نے مجھے زبردستی پکڑوا لیا تھا!" رابعہ نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"کیا اسے معلوم تھا کہ تم عادل پرویز کے ساتھ فرار ہونے والی ہو!"

رابعہ نے اس کا جواب فوراً نہیں دیا! اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے! سیاہ پوش کے دوبارہ استفسار پر اس نے کہا "وہ مجھ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ میں اس سے سول میرج کر لوں۔ لیکن میں تیار نہیں ہوئی! اس نے کسی طرح پتہ لگا لیا ہو گا کہ عادل پرویز میرا دوست ہے!"

"ہوں! اور ناہید! تم نے اسے کسطرح اطلاع دی تھی کہ شیلا دانش منزل میں ایک جاسوس کے چکر میں پڑ گئی ہے!" ناہید رونے لگی! بڑی مشکل سے اس کے حلق سے آواز نکل سکی!

"میں نے کیفے اٹالیانو کے منیجر کو فون کیا تھا!"

"ہوں! تو وہ بھی اس کا آدمی ہے۔ خیر -- اب باہر چلو!"

"کیا آپ وہی ہیں!" شیلا نے پوچھا!" جو اس رات مجھے ملے تھے! دانش منزل والے....!"

"نہیں! -- وہ آدمی تو ایک عام شہری ہے! اس نے ہمارے محکمے کو اطلاع دی تھی!"

(۱۸)

دوسرے دن اخبارات کا انداز چیخنے کا سا تھا! پولیس کی غفلت اور محکمہ سراغرسانی کی لاپروائی کو جی بھر کے اچھالا گیا تھا! اخبارات کو اس کا علم نہ جانے کیسے ہو گیا تھا کہ یہ کیس

سیکرٹ سروس والوں کی طرف سے محکمہ سراغرسانی کو سونپا گیا تھا! محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹیں قابلِ دید تھیں! وہ صبح سے افسرانِ بالا کے سامنے قلابازیاں کھا رہا تھا!.... اور سیکرٹ سروس والوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا! جنہوں نے اس چیز کی بھی تشہیر کرا دی تھی کہ یہ کیس انہوں نے محکمہ سراغرسانی کو دیا ہے۔

اسی شام کو عمران زیبا سے ملا.... وہ آفس سے نکل رہی تھی! عمران کو دیکھتے ہی اس کی طرف جھپٹی۔

"معاف کیجئے گا! میں نے آپ کو پہچانا نہیں!" عمران نے بے رخی سے کہا!

"ارے.... مجھے نہیں پہچانا! یا اب میرے بھی ہتھکڑیاں لگوانے آئے ہو! کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے!"

"نہیں میرا تعلق کسی سے بھی نہیں ہے! میں نے تم سے کہا تھا کہ گروہ ٹوٹ جائے گا! وہ ٹوٹ گیا میں نے تم سے کہا تھا کہ تم پتلون پہننا چھوڑ دو گی۔ تم نے چھوڑ دیا! اب میں کہتا ہوں کہ تم آئندہ شرافت سے زندگی بسر کرو گی! -- یہ بھی تمہیں کرنا پڑے گا!"

زیبا کچھ نہ بولی وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہی تھی!

"آج میں نے ایک کہانی لکھی ہے!" حاتم کی خالا" کیا تمہارے رسالے میں چھپ جائے گی!"

"تم دوسروں کو الو کیوں بناتے ہو!"

"پھر کیا بناؤں! الو کے علاوہ اور کوئی پرندہ مجھے پسند نہیں۔"

"تم آخر ہو کیا بلا!"

"ایک بگڑا ہوا رئیس! لیکن تم میرے متعلق کسی سے کچھ نہیں کہو گی! ورنہ تمہیں بھی عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا اور پھر تم باعزت طور پر زندگی بسر نہ کر سکو گی! اس دفتر سے الگ کر دی جاؤ گی! اور پھر کوئی دوسرا ادارہ بھی تمہیں لینے پر تیار نہ ہو گا!"

"میں سمجھتی ہوں! میں کبھی کسی سے تذکرہ نہیں کروں گی!" زیبا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے! اور عمران ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا!....

اس نے گھر واپس آکر جولیا کو فون کیا!

"اوہ!" دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی!" آپ نے اکیلے ہی یہ مہم سر کر ڈالی۔"

"ہاں! یہ موقع ہی ایسا تھا!"

"مجھے اس کے متعلق بتائیے!"

عمران نے اسے بتایا کہ وہ ہارپر تک کیسے پہنچا تھا!.... اس سلسلے میں اسے یہ کہانی شروع سے چھیڑنی پڑی۔ کس طرح وہ لڑکیوں کے جزیرے میں پہنچا تھا! کس طرح ناہید اور شیلا ملیں اور اس کے بعد ہی سے کڑیاں ملتی چلی گئیں پھر بات زیبا سے گذرتی ہوئی اس پرانے اخبار تک پہنچی جس پر ہارپر کے دستخط ملے تھے! ہارپر صاف پڑھا جاتا تھا۔ اس نے ہارپر کے بینکوں میں تفتیش کی اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی اخبار پر ہارپر ہی کے دستخط تھے۔

"اب میں نے ہارپر کے متعلق تفتیش شروع کی!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا" اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ہارپر بھی اس میں یقیناً ملوث ہے! مگر اس وقت تک مجھے یقین نہیں تھا کہ ہارپر ہی اس گروہ کا سرغنہ ہوگا! میں نے اپنی کئی راتیں اس کی کوٹھی میں برباد کیں۔ اسی دوران میں مجھے اس تہہ خانے کا سراغ مل گیا جس میں تینوں لڑکیاں قید تھیں! لیکن اب بھی میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ ہارپر ہی سرغنہ ہے! ویسے شبہ ضرور تھا! لہٰذا اس شبہے کی تصدیق کرنے کے لئے مجھے بھی ایک بدمعاش کا روپ دھارنا پڑا..... بہر حال اس نے مجھے بھی اپنی ہی برادری کا کوئی آدمی سمجھ کر سب کچھ اگل دیا! -- اسے یقین آگیا تھا کہ میں صرف اسے بلیک میل کرنا چاہتا ہوں! بہر حال اسکے اعتراف کرتے ہی میں نے اقبال جرم کے مسودے پر اس کے دستخط لے لئے۔"

"یہ کیس پولیس یا محکمہ سراغرسانی کے بس کا نہیں تھا!" جولیا کی آواز آئی!

"اخباروں نے اچھی دھجیاں اڑائی ہیں!"

"پتہ نہیں! انہیں کیسے علم ہوگیا کہ یہ کیس میرے محکمے نے انکے سپرد کیا ہے!" عمران نے کہا!

"یہ اطلاع میں نے بہم پہنچائی تھی!" جولیا نے فخریہ انداز میں کہا!

"جولیا!" عمران کا لہجہ سخت ہوگیا" تم آئندہ ایسا نہیں کرو گی!"

"بہت اچھا جناب! میں معافی چاہتی ہوں!"

"میری رائے لئے بغیر کوئی کام نہ کرو!"

"بہت بہتر -- جناب!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

روشی دروازے میں کھڑی اسے گھور رہی تھی!

"کون تھی!" اس نے پوچھا!

"خالا سوہان!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا!" ان کی بکری نے بچہ دیا ہے.... لہٰذا وہ مجھ سے زچہ و بچہ کے حق میں دعائیں وصول کر رہی تھیں!"

"تم جھک مارتے ہو!" روشی بگڑ گئی!" مجھے بتاؤ کہ یہ جولیا کون ہے!"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے! ویسے میں اس کے نواسے کا نام تمہیں بتا سکتا ہوں۔ اس کا نام ڈاکٹر اسٹیپلر تھا! مگر تم یہ سب پوچھ کر کرو گی کیا!"

"تم آوارہ عورتوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے! سمجھے!"

"اچھا تو کہیں سے کوئی شریف ہی لا دو!...." عمران نے کہا! پھر بڑے زور سے دہاڑا!

"کیوں بے سلیمان کے بچے تو کیا سن رہا ہے!"

روشی نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا! اتنے میں عمران دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا!۔ سلیمان کا دور دور تک پتہ نہیں تھا!....

روشی بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے چلی گئی!۔

(ختم شد)

عمران سیریز نمبر 11

پتھر کا خون

(مکمل ناول)

O

عمران نے شاید تہیہ کر لیا تھا کہ کیپٹن فیاض کو آگے نکلنے کا موقع نہ دے گا۔ اس کی کار عمران کی کار کے پیچھے تھی اور عمران اپنی کار کے عقب نما آئینے میں فیاض کی کار کے بدلتے ہوئے رخ دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ اپنے کار آگے نکالنے کی کوشش کرتا.... عمران کی کار سامنے آجاتی... شہر سے باہر نکلتے ہی عمران نے یہ حرکت شروع کروی تھی.... تھوڑی ہی دیر میں محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ آپے سے باہر ہو گیا۔

آپے سے باہر ہو جانے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اس کی نئی اسٹینو مس پروین تھی.... فیاض کو گمان بھی نہیں تھا کہ راستے میں کہیں عمران سے مڈبھیڑ ہو جائے گی۔ بس ایک جگہ یک بیک ایک کار اس کی کار کے برابر چلتی ہوئی نظر آئی پھر آگے بڑھ گئی۔ یہ عمران کی ٹوسٹیر تھی اور عمران نہایت سنجیدہ انداز میں اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ نئی اسٹینو عمران سے واقف نہیں تھی۔ فیاض دل ہی دل میں جھلس رہا تھا۔ وہ یہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ نئی اسٹینو کے سامنے عمران سے جھڑپ ہو۔ عمران سے اس کی کور دبتی تھی.... اور گفتگو کرتے وقت عمران یہ بھول جاتا تھا کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے۔

"نہ جانے کون بیہودہ ہے جناب؟" اسٹینو بڑبڑائی اور فیاض ہارن دینے لگا۔ اچانک عمران کی کار کچھ اس پوزیشن میں آگئی کہ اگر فیاض پورے بریک نہ لگاتا تو ٹکراؤ لازمی تھا.... اس کی کار بریکوں کی چڑ چڑاہٹ کے ساتھ رک گئی۔ پروین کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ عمران کی کار بھی تقریباً دس گز کے فاصلے پر رک گئی۔ فیاض دانت پیستا ہوا اپنی کار سے اتر آیا۔ دوسری طرف عمران کھڑا بسور رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑی سعادتمندی سے کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب!" پھر وہ پروین کی طرف دیکھنے لگا جیسے ہی فیاض نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے عمران بول پڑا۔ "اب جانے بھی دیجئے۔ میں معافی مانگ چکا ہوں۔ قصور میرا نہیں اس کار کا ہے۔ پلائی تھی کل رات.... نشہ اس وقت ہوا ہے.... عجیب واقعہ ہوا جناب پچھلی رات میں تنہا پی رہا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ تنہا پینے میں بالکل مزا نہیں آتا.... اس لئے پڑوس سے ایک بکری پکڑ لایا۔ مگر بکری بھی شاید کسی اللہ والے کی تھی۔ کم بخت نے چکھی تک نہیں۔ اب کیا کرتا۔ کسی نہ کسی کو تو شریک کرنا ہی تھا۔ لہٰذا تین چار پگ کار کی ٹنکی میں انڈیل دیئے.... اب اس وقت یہ ظالم نشے میں ہے۔"

"جناب!" پروین نے فیاض سے کہا "یہ حضرت نشے میں معلوم ہوتے ہیں۔ اور نشے کی حالت میں کار ڈرائیو کرنا جرم ہے۔"

"کار نشے میں ہے محترمہ!" عمران نے بڑی سعادتمندی سے کہا۔ "آپ یقین کیجئے۔ میں نے پورے چار بڑے پگ ٹنکی میں انڈیلے تھے۔"

فیاض الجھن میں پڑ گیا۔ نہ وہ عمران سے تو تو میں میں کر سکتا تھا اور نہ یہی ممکن تھا کہ وہ چپ چاپ اپنی کار میں جا بیٹھتا۔ پروین کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس بدتمیز آدمی کے خلاف جلد کسی کارروائی کی متوقع ہو۔

"کیا آپ اپنا ڈرائیونگ لائسنس دکھائیں گے؟" پروین نے کہا۔

"ضرور ضرور...." عمران سر ہلا کر بولا۔

اچانک فیاض کو ایک دوسری تدبیر سوجھ گئی۔ وہ ہنسنے لگا۔ پھر پروین سے بولا "کیا تم انہیں نہیں جانتیں؟.... یہ اپنے ڈائرکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں.... پُر مذاق آدمی ہیں۔"

"اوہ...." پروین عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اس وقت کتھئی پتلون، زرد قمیض اور گلابی ٹائی میں تھا۔

"آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں مسٹر عمران؟" فیاض نے.... بڑی شرافت سے پوچھا۔

"تنہا جا رہا ہوں۔ میرے پاس کوئی تشریف نہیں ہے۔" عمران نے پروین کی طرف دیکھ کر کہا "کیا یہ آپ کی نئی تشریف ہیں' آپ بہت جلد جلد تشریف بدلتے رہتے ہیں.... کیا پرانی تشریف کا تبادلہ کر دیا؟"

پروین برا سا منہ بنا کر کار میں جا بیٹھی اور فیاض آہستہ سے بولا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے؟"

"تم اتنی جلد جلد اسٹینو کیوں بدلتے ہو؟"

"تم سے مطلب؟"

"مطلب تو نہیں ہے.... مگر!"

فیاض اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی اپنی کار میں آ بیٹھا۔ انجن اسٹارٹ کیا اور پھر چل پڑا۔

"یہ ایک بہت بڑا کریک ہے۔" فیاض اپنی اسٹینو سے کہہ رہا تھا۔ خود رحمٰن صاحب اس سے عاجز ہیں اور انہوں نے اسے اپنی کوٹھی سے نکال دیا ہے۔"

"صورت سے بھی بالکل احمق معلوم ہوتے ہیں۔" پروین نے کہا۔

"صرف معلوم ہوتا ہے.... حقیقتاً ہے نہیں!"

"مگر اس وقت یہ ایک خطرناک حرکت کر رہے تھے.... اگر کاریں لڑ جاتیں تو....؟"

فیاض نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ عمران کے متعلق گفتگو ختم کر دینا چاہتا تھا۔

"اس وقت شاید وہ نشے ہی میں تھے۔" پروین نے کچھ دیر بعد کہا۔

"نہیں.... وہ شراب نہیں پیتا۔" فیاض بولا۔

اتنے میں عمران کی کار پھر فیاض کی کار سے آگے نکل گئی اور اب فیاض کی سمجھ میں آیا کہ عمران کا مقصد کیا ہے۔ فیاض دراصل ایک واقعے کی تفتیش کے سلسلے میں سنگبار کے علاقہ کی طرف جا رہا تھا۔

سنگبار کے علاقہ میں ایک حادثہ ہو گیا تھا۔ حادثہ بھی ایسا کہ تفتیش کے بغیر اسے حادثہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔

سنگبار کے علاقہ میں ایک سڑک نکالنے کے لئے چٹانیں بارود سے اڑائی جا رہی تھیں۔ اچانک پتھر کے ایک ڈھیر سے خون بہہ نکلا۔ تازہ تازہ خون.... اوورسیئر گھبرا گیا۔ اس نے مزدوروں کی گنتی کرائی۔ آس پاس کے لوگوں کا معائنہ کیا۔ خطرے کے الارم دینے والوں کو چیک کیا لیکن نہ تو ان شعبوں سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی کم تھا اور نہ کسی چوکی سے یہی اطلاع ملی کہ کوئی اجنبی آدمی ادھر آ نکلا ہے۔ پتھر کے ڈھیر سے خون کی دھاریں پھوٹتی رہیں!

اوورسیئر نے شہر اطلاع بھجوائی۔ اس کے محکمے نے پولیس کو اطلاع دی.... بہر حال یہ بات محکمہ سراغرسانی تک جا پہنچی۔ اور فیاض اس وقت موقعہ واردات کے معائنے ہی کے لئے سنگبار جارہا تھا پولیس وہاں پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ لیکن وہ کیپٹن فیاض کی آمد کی منتظر تھی۔

فیاض سوچنے لگا۔ شاید عمران وہیں جارہا ہے۔ لیکن اس نے تہیہ کر لیا وہ اسے ممنوعہ حدود کے اندر قدم بھی نہیں رکھنے دے گا۔

پروین نے عمران کے متعلق پھر کچھ پوچھنا چاہا۔ اور فیاض برا سا منہ بنا کر بولا "ختم کرو!" پھر اس نے اپنی کار کی رفتار تیز کر دی۔ دونوں کاروں میں باقاعدہ قسم کی دوڑ شروع ہو گئی تھی۔ عمران اسے آگے نکلنے کا موقعہ نہیں دے رہا تھا۔ اس وقت حقیقتاً وہ پاگل ہی معلوم ہو رہا تھا۔ دونوں میں سے کسی کی بھی ذرا سی غلطی تباہی لا سکتی تھی۔ پروین کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"تم ایک سرکاری کام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو!" فیاض چیخ کر بولا

"تمہاری ہر چیز سرکاری ہے.... پرواہ نہ کرو...." عمران کی دور سے آواز آئی۔

"کیا یہ آدمی پاگل ہے؟" پروین بڑبڑائی "ڈائرکٹر جنرل کا لڑکا ہونا کوئی ایسی بات نہیں.... یہ تو جہالت ہے!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔

اس طرح وہ آگے پیچھے سنگبار کے علاقے میں پہنچے۔

یہاں پولیس پہلے ہی سے موجود تھی۔ فیاض کار سے اتر کر اپنی اسٹینو سمیت تار کی باڑھ کے اندر چلا گیا۔ اس اتنے حصے میں جہاں پتھروں میں خون پایا گیا تھا، خار دار تاروں سے حد بندی کر دی گئی تھی۔ اور داخلے کے راستے پر پہرہ تھا۔

دور دور تک اونچی نیچی پہاڑیوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے۔ چٹانیں خشک اور بے آب و گیاہ تھیں۔

فیاض نے اس حصے کا جائزہ لیا۔ جہاں سے خون بہا تھا۔ یہاں دور تک اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ تھا۔ اور یہ بتانا مشکل تھا کہ خون ٹھیک اسی جگہ سے بہا ہے جہاں اس کے بڑے بڑے دھبے نظر آرہے تھے یا وہ کہیں دور سے آیا تھا۔

بہر حال فیاض نے پہلے تو مختلف زاویوں سے موقعہ واردات کے فوٹو لینے کا حکم دیا۔

پھر اسی کے حکم سے دو بڑے بڑے کرینوں کے ذریعہ اکھڑی ہوئی چٹانیں اٹھائی جانے لگیں۔



عمران نے خار دار تاروں کی حدود میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنی ٹوسٹیر میں بیٹھا ایک کتاب پڑھتا رہا۔ یہ کتاب بچوں کی پرورش سے متعلق تھی۔ اور اس کے سرورق پر تحریر تھا۔

"دانش مند ماؤں کے لئے ایک تحفہ!"

اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تک نہیں کہ خار دار تاروں کے اندر کیا ہو رہا ہے.... دوسری طرف فیاض کو بھی حیرت تھی کہ آخر عمران نے اندر آنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ وہ اس کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ ناممکن کو ممکن بنا لینا عمران کے لئے مشکل نہیں وہ اندر پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز ضرور پیدا کر لیتا۔

فیاض کی کار عمران کی کار کے قریب ہی کھڑی تھی۔ فیاض تھوڑی دیر تک تو تاروں کی حدود میں رہا۔ پھر اپنی کار کی طرف لوٹ آیا.... ظاہر ہے کہ ان چٹانوں کو وہاں سے ہٹا لینا گھڑی دو گھڑی کا کام تو تھا نہیں۔

پروین اس کتاب کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی جسے عمران بڑے انہماک کے ساتھ پڑھ رہا تھا۔ عمران نے اب بھی ان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ کتاب کی طرف سے نظر ہٹائی۔ فیاض کچھ دیر تک چپ چاپ کھڑا رہا۔ پھر عمران کے قریب جا کر بولا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"اوہ...." عمران سہمے ہوئے انداز میں چونک پڑا۔ پھر اس طرح مسکرایا جیسے کوئی غلطی کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو۔

"میں یہ کتاب پڑھنے کے لئے ادھر آنکلا تھا" عمران نے سنجیدگی سے کہا "بات دراصل یہ ہے کہ گھر پر اسے پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ لوگ ٹوکتے ہیں اور کچھ اس انداز میں حیرت ظاہر کرتے ہیں جیسے میں یہ کتاب پڑھ کر سچ مچ بچے جننے لگوں گا.... اوہ.... ہاف.... بھئی معاف کرنا.... مجھے خیال نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں! مجھے ایسی گفتگو نہ کرنی چاہئے۔"

"تم سے سنجیدگی کی توقع رکھنا حماقت ہے!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

”سنجیدگی بجائے خود ایک بہت بڑی حماقت ہے۔ تم خواہ کتنی ہی شدت سے سنجیدہ کیوں نہ ہو جاؤ۔ زمین و آسمان اپنی جگہ پر رہیں گے“

”سنو!“ فیاض ہاتھ ہلا کر بولا ”ابھی تک میں رحمان صاحب کا خیال کرتا تھا لیکن اب انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔“

”افسوس!“ عمران ایک طویل سانس لے کر دردناک لہجے میں کہا ”تب تو پھر میں کنوارا ہی مر جاؤں گا۔ میرے خیال سے اس وقت ساڑھے ایک بجا ہوگا۔“

فیاض کچھ بولے بغیر پھر اپنی کار کی طرف چلا گیا۔

”یہ کام جلدی ختم ہونے والا نہیں معلوم ہوتا۔“ اس نے پروین سے کہا۔

”تو کیا یہاں سے وہاں تک ساری چٹانیں ہٹائی جائیں گی۔“ پروین نے پوچھا۔

”کچھ نہیں کہا جا سکتا.... ہو سکتا ہے کہ یہ خون آخری سرے سے بہہ کر آیا ہو....“ فیاض بڑبڑایا.... چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر خاردار تاروں کے اندر چلا گیا.... پروین کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے گیا تھا۔

اس لئے وہ کار میں جا بیٹھی۔

دفعتاً عمران نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور اسے ایک لمبا چکر دے کر ٹھیک فیاض کی کار کی سیدھ میں لے آیا۔ رفتار خاصی تیز تھی۔

پروین کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔ لیکن جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ عمران کی کار فیاض کی کار سے ٹکرائی نہیں بلکہ صرف ایک بالشت کے فاصلے پر رک گئی۔

عمران نے انجن بند کیا اور پھر کتاب کھول لی۔

پروین کی چیخ سن کر فیاض پلٹ آیا۔

”کیا سچ مچ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ فیاض اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔

”افواہ ہے!“ عمران نے لاپروائی سے کہا۔

فیاض نے جھلا کر کچھ کہنا چاہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اسکا منہ ایک جھٹکے کے ساتھ بند ہو گیا۔ زبان دانتوں کے درمیان آ کر زخمی ہو گئی۔

عمران کا سر.... کار کی چھت سے ٹکرایا۔

”پروین اس طرح چیخی جیسے کسی نے اس کے چھرا گھونپ دیا ہو۔

وہ دھماکہ ایسا ہی خوفناک تھا۔ پھر ایک بڑا سا پتھر ان کے قریب ہی آ کر گرا.... چیخیں.... چیخیں.... متواتر چیخیں.... تاروں کی باڑھ کے اندر لوگ چیخ رہے تھے۔ جدھر جس کے سینگ سمائے بھاگا۔ کچھ اب بھی چیخ رہے تھے.... یہ شاید وہ لوگ تھے.... جو پتھروں میں دب کر دم توڑ رہے تھے۔ عمران کود کر اپنی کار سے باہر آیا لیکن اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ دھماکہ نے اس کے اعصاب پر بھی برا اثر ڈالا تھا۔

پھر یہ آدھے گھنٹے کے بعد معلوم ہو سکا کہ تقریباً پندرہ آدمی اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے.... یا تو وہ بری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ یا مر گئے تھے.... کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ دھماکہ کیسا تھا؟.... کیوں ہوا تھا....؟ اس کا ذمہ دار کون تھا؟

زخمیوں کی حالت ابتر تھی۔ پولیس کی ریڈیو کار سے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی۔ لیکن بعض زخمی ایسے بھی تھے جن کے لئے ایمبولنس گاڑی کا انتظار موت ہی کا پیغام ہوتا.... اس لئے پولیس کی گاڑی کے ساتھ فیاض کی کار بھی کام میں آ گئی۔ عمران کی چھوٹی سی کار کسی مصرف کی نہ تھی اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔

فیاض.... عمران اور پروین وہیں موجود رہے۔ زخمی شہر بھیج دیئے گئے اور مردے وہیں پڑے رہے۔

اوورسیئر فیاض کے قریب کھڑا ہکلا رہا تھا ”نن.... نہ جانے .... کیا ہوا.... جناب.... آپ یقین کیجئے.... یہ ناممکن ہے!“

”پھر یہ دھماکہ کیسا تھا؟“ فیاض گرج کر بولا.... ”محض تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے اتنی جانیں گئیں.... یقیناً تمہارے آدمی یہیں کہیں بارود ڈال کر بھول گئے ہیں۔“

”ایسا ممکن نہیں جناب.... جناب.... میری ہی نگرانی میں نہ جانے کتنا کام ہو چکا ہے.... پہلے کبھی یہ کیوں نہیں....؟“

”خیر.... خیر.... بہت جلد حقیقت واضح ہو جائے گی.... کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جہاں مفت خوری نہ ہو رہی ہو!“

”اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں جناب عالی....“ اوورسیئر نے ایک طویل سانس

لے کر کہا۔ "خیر جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔"

عمران نے اسے اشارہ کیا کہ وہ وہاں سے ہٹ جائے۔

"تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے!" فیاض نے اس سے کہا۔

"بہت بہتر جناب!" اوورسیئر نے کہا اور سر جھکائے ایک طرف ہٹ گیا۔

اب کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ تاروں کی باڑھ کے اندر قدم رکھ سکتا۔

"فیاض!" عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا.... "جہاں دھماکہ ہوا ہے.... وہ جگہ شاید ان بے چاروں کے دائرہ عمل سے باہر ہے۔"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے!"

"وہ نقشہ منگواؤ.... جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے...." فیاض بڑبڑایا.... اور اوورسیئر کو اشارے سے بلا کر کہا.... "وہ نقشہ لاؤ جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔"

"بہت بہتر جناب!" وہ جانے کے لئے مڑا۔

فیاض نے ایک کانسٹیبل کو اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔

عمران نے پروین کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر زردی تھی مگر آنکھوں سے کسی خاص جذبے کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

"میری گاڑی میں بیٹھ جایئے۔" عمران نے اس سے کہا لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ پھر فیاض کے ایماء پر وہ عمران کی ٹوسیٹر میں جا بیٹھی۔ اوورسیئر نقشہ لے کر گیا۔ عمران اور فیاض بڑی دیر تک نقشے پر جھکے رہے۔

پھر عمران سر ہلا کر بولا۔ "نہیں! فیاض صاحب! یہ دھماکہ ان کے دائرہ عمل سے قطعی باہر ہوا ہے۔"

وہ چند لمحے ادھر اُدھر نظر دوڑاتا رہا۔ پھر اوورسیئر سے بولا۔ "تمہاری آخری حدود سرخ جھنڈی ہے نا!"

"جی ہاں.... وہی ہے...."

"میرے ساتھ آؤ...." عمران فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھ کر زمین سے اٹھتا ہوا بولا۔

وہ فیاض کو ساتھ لیکر تار کی باڑھ کے اندر داخل ہو گیا.... یہاں پانچ لاشیں ادھر ادھر پڑی ہوئی تھیں۔ مرنے والوں میں دو کانسٹیبل تھے اور تین مزدور....!

"تم یہاں کیوں آئے تھے؟" فیاض نے پوچھا۔

"مجھ جیسے آدمی کے لئے یہ سوال قطعی فضول ہے۔ میں بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ خون کیسا ہے؟ مگر اب تو یہاں خون ہی خون ہے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے کرینوں نے کچھ چٹانیں ہٹائی تھیں۔

"یہ ادھر دیکھو!" عمران بولا "خون یہاں بھی ہے.... یقیناً یہ کہیں دور ہی سے آیا ہے اور یہ دھماکہ ٹھیک اسی جگہ ہوا ہے جہاں اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔"

"تو پھر.... ہاں.... میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اوورسیئر بے قصور معلوم ہوتا ہے.... ظاہر ہے کہ کل کے بعد سے اب تک یہاں کام نہیں شروع ہوا۔ اگر اسی سلسلے کی کوئی سرنگ وہاں اس جگہ تھی تو اسے بھی کل ہی پھٹ جانا چاہئے تھا اور اگر یہ اسی سلسلے کی کوئی سرنگ تھی جو اتفاقاً کل نہیں پھٹ سکی تو آج اس کے لئے تم اوورسیئر کو الزام نہیں دے سکتے۔"

"الزام کو فی الحال الگ ہٹاؤ.... اتنی جانیں ضائع ہو گئیں.... اس کا ذمہ دار کون ہو گا۔"

"کوئی نہیں.... اگر زلزلہ آیا ہوتا.... اگر سیلاب آیا ہوتا.... تب کون ذمہ دار ہوتا.... ان باتوں کو چھوڑو.... اور پھر دھماکے کی نوعیت یقیناً تشویش کن ہے۔" عمران اکھڑی ہوئی چٹانوں کے ڈھیر پر چڑھنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" فیاض نے کہا۔

"بھئی میں تمہاری طرح سرکاری آدمی تو ہوں نہیں کہ میرے بعد سرکار کو کوئی دوسرا آدمی مہیا کرنے کی فکر ہو گی۔"

"نہیں.... تم ادھر نہیں جا سکتے۔" فیاض جھنجھلا گیا۔

"تم بھی آؤ۔" عمران مڑ کر مسکرایا.... "تمہاری اسٹینو پر تمہاری دلیری کی دھاک بیٹھ جائے گی.... ویسے دیر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ دھماکے کی وجہ نہ معلوم ہو سکے!"

مجبوراً فیاض بھی چٹانوں پر چڑھا.... اس کا دل نہیں چاہتا تھا مگر عمران نے لڑکی کا حوالہ

دے کر اس پر طنز کیا تھا۔

وہ بمشکل تمام اس جگہ تک پہنچے جہاں دوسرا دھماکہ ہوا تھا.... یہاں بھی اکھڑی ہوئی چٹانوں کے ڈھیر تھے اور ان کے نیچے ڈھلان تھی.... بہتیری چٹانیں لڑھکتی ہوئی نیچے جا پڑی تھیں۔ اچانک عمران چیخا۔

"ادھر.... خون.... وہ دیکھو...."

ڈھلان سے خون بہہ بہہ کر نیچے جا رہا تھا۔ چٹانوں کے نیچے سے کئی جگہ پتلی پتلی نالیاں سی پھوٹ نکلی تھیں.... اور موٹی موٹی سرخ لکیریں متحرک نظر آ رہی تھیں۔

فیاض کے پیر بری طرح کانپنے لگے۔ عمران چٹانوں سے اتر کر ڈھلان کی طرف جانے لگا۔

"یہ.... کک.... کیا کر رہے ہو؟" فیاض بڑبڑایا۔

"تم بھی آؤ...." عمران ٹھہرے بغیر بولا۔

فیاض بھی ہمت کر کے نیچے اترنے لگا۔ اور وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے خون کی دھاریں نکل رہی تھیں!

"اب تم کیا کہو گے؟" عمران نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا۔

فیاض نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری لیکن کچھ کہنے کی بجائے عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"آج ادھر کون تھا!" عمران نے کہا۔ "پھر یہ خون کس کا ہے؟.... کیسا ہے؟"

عمران نے چٹانوں کے رخنوں سے جھانکنے کی کوشش کی.... لیکن کچھ نہ دیکھ سکا۔

وہ دونوں کافی دیر تک ادھر ادھر سر مارتے رہے۔ پھر عمران واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ اچانک فیاض نے اسے ایک طرف جھپٹتے دیکھا۔

یہ کوئی چمکدار چیز تھی جسے اٹھانے کے لئے عمران جھکا تھا۔ فیاض تیزی سے آگے بڑھا.... وہ کسی دھات کی ایک چمکدار ٹکیہ تھی جس کا کچھ حصہ ایک بڑے پتھر کے نیچے دبا ہوا تھا۔ عمران اسے نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی آخر اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکال کر اس کے قرب و جوار کی مٹی کھودنی شروع کر دی۔

بدقت تمام وہ اسے نکالنے میں کامیاب ہوا۔

ٹکیہ پالش کئے ہوئے فولاد کی تھی جس کا قطر دو انچ ضرور رہا ہوگا۔ یہ ایک طرف سے سادہ تھی اور دوسری طرف ایک چھوٹے سے دائرے کے اندر طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا۔

"یہ کیا ہے؟" فیاض نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا "یہ ایک وزنی دھات ہے۔ ہوا میں اڑ کر یہاں تک آنے سے رہی.... کوئی نہ کوئی لایا ہی ہوگا۔ اور اس کی حالت سے یہ بھی نہیں ظاہر ہوتا کہ یہ زیادہ دنوں تک یہاں پڑی رہی ہے.... اس کی چمک دیکھو!"

"کیا تم اس سے کسی نتیجے پر پہنچ رہے ہو؟" فیاض نے پوچھا۔

"نہیں.... مگر!" عمران سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "جب تک کہ یہ ساری چٹانیں یہاں سے ہٹا نہ لی جائیں.... اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

عمران نے وہ ٹکیہ اپنی جیب میں ڈالنی چاہی۔

"نہیں!" فیاض اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ "تم یہاں سے کوئی چیز نہیں لے جا سکتے۔"

"تمہاری مرضی.... میں اسے قبر میں نہ لے جاتا۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا اور وہ چمکدار ٹکیہ اسے واپس کر دی۔

تھوڑی دیر بعد سنگبار کا ویرانہ گاڑیوں کی آوازوں سے گونجنے لگا.... پولیس کے کئی مسلح دستے وہاں پہنچ گئے تھے۔ جن کے ساتھ ایمبولنس گاڑیاں بھی تھیں۔

عمران پھر اپنی کار کی طرف واپس آ گیا۔

کیونکہ قانونی طور پر اب وہاں اس کیلئے کوئی گنجائش نہیں تھی! پروین بدستور بیٹھی رہی۔

"آپ لوگ اس طرف چلے گئے تھے.... میں ڈر رہی تھی۔" اس نے کہا۔

"ہوں اوں...."

عمران اب اس میں دلچسپی لینے کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن محض اس موقع پر.... ورنہ وہ تو پچھلے دو ماہ سے پروین میں دلچسپی لیتا رہا تھا! اسی دن سے جب فیاض کے آفس میں اسکا تقرر ہوا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا اپنی تمام تر ذہنی قوتوں کے ساتھ.... اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

پروین دوسری طرف کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ عمران نے اسے روکا نہیں.... وہ چند لمحے اسی طرح بیٹھا رہا.... پھر انجن اسٹارٹ کر کے کار کو سڑک پر نکال لایا۔

اچانک اس نے پروین کی آواز سنی.... جو چیختی ہوئی کار کے پیچھے دوڑتی آرہی تھی۔

"ٹھہریئے.... ٹھہریئے.... میرا پرس رہ گیا ہے۔"

عمران نے رفتار تیز کردی۔ اور اب اس نے بائیں ہاتھ سے زپ کھینچی اور اسے گود میں رکھ کر اندر کی چیزوں کا جائزہ لینے لگا.... اس میں تھوڑے سے سکوں کے علاوہ ایک چھوٹا سا آئینہ، اور لپ اسٹک جیسی دوسری آرائشی مصنوعات تھیں۔ مگر ایک اہم چیز! اعشاریہ پانچ کا ایک پستول، عمران نے ایک طویل سانس لی! اور پرس کو پھر بند کرکے وہیں ڈال دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔

کار کی رفتار پھر کم ہوگئی۔

پھر عقب نما آئینے پر نظر پڑتے ہی اسے یقین ہوگیا کہ پیچھے آنے والی کار میں پروین ہی ہوگی۔ اس نے کار کی رفتار کم کردی اور اسے موڑنے لگا۔ دوسری کار تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی....

پروین کار سے اتر رہی تھی۔

"اوہو....!" عمران نے بلند آواز میں کہا.... "میں واپس ہی ہو رہا تھا.... آپ اپنا پرس چھوڑ گئی تھیں میں نے ابھی دیکھا۔"

پروین کار کے قریب آگئی۔

عمران نے پرس اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "فیاض سے ہوشیار رہئے گا.... وہ ہر تیسرے چوتھے ماہ اسٹینو بدل دیتا ہے۔"

"اس مشورے کا شکریہ!" پروین برا سا منہ بنا کر بولی۔ اور پرس لیکر دوسری طرف چلی گئی۔

عمران اس ریوالور کے متعلق نہیں سوچ رہا تھا جو پروین کے پرس میں نظر آیا تھا.... شاید وہ اس کے لئے غیر متوقع نہیں تھا.... ویسے یہ ضروری نہیں تھا کہ کیپٹن فیاض کی اسٹینو بھی قانونی طور پر پستول رکھنے کی مجاز ہو سکتی!



تین دن کے بعد فیاض بوکھلایا ہوا عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا۔

عمران تنہا تھا۔ اور بظاہر بیکار نظر آرہا تھا۔ اس پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے اسے اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر ستا رہی ہو۔

اس نے اس طرح فیاض کا استقبال نہیں کیا جیسے عموماً کیا کرتا تھا۔ اس کے اس غیر متوقع رویہ پر فیاض کو بھی حیرت ہوئی۔

"کیوں کیا بات ہے؟" فیاض کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا "آج کچھ عجیب سے لگ رہے ہو!"

"مجھے تمہارے مستقبل کی فکر ہے...." عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"میں تمہیں اس خون کے متعلق بتانے آیا ہوں.... فیاض نے جیب سے سگریٹ کیس نکالا اور خاموش ہو کر اس میں سے ایک سگریٹ منتخب کرنے لگا۔ وہ خود کو پرسکون ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگرچہ انتشار کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

"تم سے زیادہ شاید میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔" عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"کیا جانتے ہو؟.... اتنا ہی.... جتنا پریس رپورٹر لے اڑے ہیں۔"

"نہیں.... میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان اکھڑی ہوئی چٹانوں کے نیچے سے برآمد ہونے والی لاشوں میں کچھ لاشیں ایسی بھی ہیں جن کی موجودگی محکمہ خارجہ کیلئے باعث تشویش ہو سکتی ہے۔"

"تم کیا جانو!" فیاض اسے گھورنے لگا۔

"تم شاید تین ہزار معاملات میں چار ہزار بار مجھ سے یہی سوال کر چکے ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا "خیر بتاؤ.... تم کیا بتانا چاہتے ہو؟"

"نہیں پہلے تم بتاؤ کہ تمہیں اس کا علم کیونکر ہوا۔ یہ بات چند خاص آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم!" فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا تم مجھے کوئی عام آدمی سمجھتے ہو؟" عمران بگڑ گیا۔

"میں تمہیں آدمی ہی نہیں سمجھتا!" فیاض نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"خیر تم نہ بتاؤ.... میں تمہیں بتاؤں گا.... پتھروں کے نیچے سے پندرہ کچلی ہوئی لاشیں برآمد ہوئی ہیں' ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں تھیں.... اور اکھڑی ہوئی چٹانوں کی اندرونی ساخت کچھ اس قسم کی ہے جیسے وہ تراشی گئی ہوں۔"

"ہاں! ہو سکتا ہے!"

"کیا ہو سکتا ہے؟"

"جو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ تم سمجھتے ہو۔ دہرانے کی ضرورت نہیں!"

"میں سمجھتا ہوں کہ پہاڑیوں کو اندر سے تراش کر کچھ کال کوٹھڑیاں بنائی گئی تھیں اور وہاں کچھ قیدی رکھے گئے تھے۔"

"اتنی موٹی عقل میں بھی رکھتا ہوں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا اس میں بھی کوئی عجیب بات ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو۔"

"کیا یہ بذات خود عجیب نہیں ہے۔"

"میری نظر میں نہیں! کیا پہاڑوں کا اندر سے تراشا جانا کوئی حیرت انگیز چیز ہے۔ آج سے دو ہزار برس پہلے کے لوگ بھی اس فن سے واقف تھے اور وہاں قیدیوں کا ہونا بھی حیرت انگیز نہیں ہے۔ کیا کسی کو قید کر کے کہیں بند کر دینا انسانی دسترس سے باہر ہے!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" فیاض کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

"میں تمہیں اس سلسلے کی سب سے زیادہ حیرت انگیز بات بتانا چاہتا ہوں۔" عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "محکمہ خارجہ کے جس آفیسر کی لاش آج وہاں سے برآمد ہوئی ہے۔ وہ کل چار بجے شام تک اپنے آفس میں دیکھا گیا ہے۔ آج جو لاشیں برآمد ہوئی ہیں وہ کم از کم تین دن پہلے کی ہیں۔ ان کی حالت یہی ظاہر کرتی ہے۔"

"تمہیں جیل میں ہونا چاہئے!" فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔

"اور تمہیں پھانسی کے تختے پر....." عمران کی سنجیدگی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

"یہ بات جو تم نے مجھے بتائی ہے ایک سرکاری راز ہے!"

"اور میں نے یہ راز کسی غیر سرکاری آدمی پر نہیں ظاہر کیا۔"

"تم...." فیاض کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

"بہر حال!" عمران ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "مجھے اب اس قسم کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی.... میں آج کل ادب کی خدمت کر رہا ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو۔" فیاض نے برا سامنہ بنا کر بولا۔

"اگر تمہیں ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو تم نے اتنی اہم معلومات کیسے حاصل کیں؟"

"یہ ان معلومات کی نالائقی ہے.... کہ مجھ جیسے ناکارہ آدمی کے فلیٹ میں چلی آئیں۔"

"عمران مذاق چھوڑو!" فیاض نے کہا۔ "میں سنجیدگی سے اس مسئلے پر تمہارا مشورہ چاہتا ہوں۔"

"میرا مشورہ یہ ہے کہ تم فی الحال اپنی نئی اسٹینو سے ہوشیار رہو۔"

"پھر وہی بے تکی.... تم آخر اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"میں نے تمہیں آگاہ کر دیا۔ آئندہ تم جانو!"

"اگر تم گفتگو نہ کرنا چاہتے ہو تو صاف صاف کہہ دو.... میں چلا جاؤں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا" وہ فولاد کی ٹکیہ تو تمہارے پاس محفوظ ہی ہوگی۔"

"اوہ.... وہ...." فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا.... "ہاں کیوں....؟"

"میں اسے ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟"

"فیاض.... جب میں سنجیدگی سے گفتگو کرنے پر تیار ہوتا ہوں تو تم مسخرہ پن کرنے لگتے ہو.... میں اسے دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں! مجھ سے وجہ نہ پوچھو!"

"وہ.... وہ.... دراصل.... کہیں گم ہو گئی...."

"ہام...." عمران کرسی سے اٹھتا ہوا بولا.... "تو کپتان صاحب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔"

"کیا وہ اس سلسلے میں اتنی اہم تھی!"

"اس سے بھی زیادہ!"

"کیا اہمیت رکھتی تھی؟"

"کچھ بھی نہیں.... اب کچھ بھی نہیں۔ لیکن کیا وہ تمہاری جیب ہی میں پڑے پڑے کھو گئی تھی۔ یا تم نے اسے کسی کو دکھایا بھی تھا؟"

"مجھے کچھ یاد نہیں! میں نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے۔ ظاہر ہے کہ جب میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی تو میں کسی سے اس کا تذکرہ کیا کرتا!"

"مگر نئی اسٹینو؟"

"تم نے پھر اس کا نام لیا۔"

"اس سے تذکرہ کیا تھا یا نہیں...." عمران نے فیاض کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"نہیں!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

عمران نے جلدی ہی کچھ نہیں کہا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "کیا تمہارے آفس میں مختلف ممالک کی سیکرٹ سروس کے شناختی نشانات کے نمونے نہیں ہیں؟"

"ہیں کیوں نہیں؟"

"جاؤ!" عمران نے درویشانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا "انہیں ایک بار غور سے دیکھ ڈالو.... خدا نے چاہا تو اس بار بیٹا ہو گا!"

"ٹھیک سے بات کرو۔" فیاض جھنجھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"سلیمان!" عمران نے ہانک لگائی.... اور دوسرے ہی لمحے میں اس کا نوکر سلیمان کمرے کے اندر تھا۔

"تم بڑے گدھے ہو!" عمران نے اسے گھور کر دیکھا۔ ایک گھنٹے تک.... یہیں اسی جگہ کھڑے رہو.... ایک ٹانگ پر.... تمہاری سزا یہی ہے۔"

سلیمان نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ سزا کس قصور میں مل رہی ہے۔ چپ چاپ ایک ٹانگ پر کھڑا ہو گیا!

"ایک گھنٹے سے پہلے اگر تم نے جنبش بھی کی تو کھال گرادوں گا....!"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اب اسے بھگانا چاہتا ہے۔ اس نے فلٹ ہیٹ اٹھائی اور اس انداز میں "خدا حافظ" کہتا ہوا باہر نکل گیا جیسے "جہنم مین جاؤ!" کہا ہو!

"پیر نیچے گراؤ...." عمران کاشن دینے کے سے انداز میں چیخا سلیمان نے دوسرا پیر فرش پر رکھ دیا!

"آج کون سی تاریخ ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جمعرات ہے!" سلیمان نے جواب دیا۔

"شاباش.... ٹھیک ہے۔"

سلیمان نہایت سنجیدگی سے رخصت ہو گیا۔ اس نے اب بھی عمران سے یہ نہیں پوچھا کہ اسے ایک ٹانگ پر کھڑے رہنے کی سزا کیوں ملی تھی!

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے فون پر جولیانا فٹزواٹر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو...."

"یس سر!"

"کیپٹن فیاض کی اسٹینو کے متعلق تم نے اور کیا معلومات فراہم کیں؟"

"کچھ پتہ نہیں چلا جناب! ان تین دنوں میں اس سے کوئی غیر معمولی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ اور نہ اس کے کسی معمول میں فرق آیا ہے۔ جہاں پہلے رہتی تھی وہیں اب بھی ہے۔ پانچ بجے سے نو بجے رات تک گرینڈ ہوٹل میں بیٹھتی ہے۔ کبھی کیپٹن فیاض ساتھ ہوتا ہے۔ کبھی نہیں ہوتا۔"

"جب فیاض نہیں ہوتا تو کون ہوتا ہے؟"

"کوئی بھی نہیں.... وہ تنہا ہوتی ہے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی ہاں.... میں اسے بہت قریب سے دیکھتی رہی ہوں.... مگر جناب یہ قصہ کیا ہے؟"

"وہ لڑکی مشتبہ ہے میں نے آج سے دو ماہ قبل اسے ایک ایسے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا جس پر بہت دنوں سے میری نظر رہی ہے لیکن اب وہ آدمی بھی آج کل نظر نہیں آرہا ہے۔"

"لڑکی بڑی خوبصورت ہے جناب!" جولیا نے کہا۔

"ہاں! اسی لئے میں سوچ رہا ہوں کہ اس کی نگرانی کے لئے سارجنٹ ناشاد بہتر رہے گا۔"

جولیا کی ہنسی کی آواز آئی۔

ادھر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اچانک ایک دوسرے کمرے میں اس فون کی گھنٹی بجی.... جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں نہیں تھے۔ عمران اس کمرے میں آیا اور ریسیور اٹھا کر سننے لگا۔

"میں تنویر ہوں جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "بھدی داڑھی والا پھر نظر آیا ہے۔"

"کہاں؟" عمران نے پوچھا۔

"وہیں.... جہاں آج سے دو ماہ قبل دیکھا گیا تھا۔"

"مگر وہ مکان تو اس نے چھوڑ دیا تھا۔"

"جی ہاں! وہ اب بھی کرائے پر خالی ہے اور مقفل بھی ہے۔ لیکن اوپری منزل کی ایک

کھڑکی میں.... میں نے اسے دیکھا ہے۔"

"کب دیکھا ہے؟"

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ گذرے ہوں گے۔"

"مکان اس وقت بھی مقفل تھا؟"

"جی ہاں! اور اس پر.... "کرائے کے لئے خالی ہے۔".... کا بورڈ موجود ہے!"

"آج کل کے زمانے میں بھی مکان اتنے دنوں تک خالی پڑے رہتے ہیں؟"

"اس کے متعلق بڑی روایتیں سننے میں آتی ہیں.... مکان آسیب زدہ مشہور ہے!"

"اچھا!.... میں دیکھوں گا!"

"کیوں نہ ہم میں سے کوئی اسے کرائے پر حاصل کر لے....." تنویر نے کہا۔

"نہیں.... !صرف اس کی نگرانی جاری رکھو!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ ابھی دروازہ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ دوسرے فون کی گھنٹی بجی جس کے نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری میں موجود تھے۔

"ہیلو.... !عمران!"

"ہاں.... عمران...."

"میں فیاض ہوں!"

"گلے میں اپنے نام کا سائن بورڈ لٹکالو.... میں جانتا ہوں کہ تم فیاض ہو.... تفضل حسین نہیں ہو سکتے!"

"میں نے نشانات کے نمونے دیکھ ڈالے...." فیاض بولا.... اس کی آواز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ہانپ رہا ہو۔

"بہت اچھا کیا.... کوئی خاص بات؟"

"ہاں.... اور اب مجھے افسوس ہے.... کہ میں تمہاری باتوں کو فضول کیوں سمجھتا رہا!"

"کمرے میں اور کون ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں ہے.... میں تنہا ہوں!"

"تب بھی آہستہ بولو!"

"وہ ٹکیہ.... اس پر دائرے میں طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا.... یہی ایک مغربی ملک کی سیکرٹ سروس کا شناختی نشان ہے!"

"ہے نا!"

"سو فیصدی ہے.... مجھے افسوس ہے عمران!"

"پرواہ نہ کرو!"

"کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکو گے؟"

"نہیں!" عمران نے بڑی صفائی سے کہا۔

"کیوں؟"

"لڑکی والے اسے ناپسند کرتے ہیں.... میں تم سے استدعا کروں گا کہ مجھ سے ملنا جلنا ترک کر دو میں اب نہایت شرافت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں بات طے ہو گئی ہے لیکن لڑکی والے اس پر معترض ہیں کہ میرا پولیس والوں سے ملنا جلنا ہے ان کا خیال ہے کہ میرے لئے خالص گھی کی تجارت موزوں رہے گی!"

"یار عمران!"

"نہیں بس!.... کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کنوارہ ہی مر جاؤں تم خود تو شادی شدہ ہو اور ہر دوسرے ماہ اسٹینو بھی بدل دیتے ہو واہ یار! لعنت ہے تمہاری دوستی پر.... پھٹکار ہے.... بس ختم....!"

اس نے ریسیور رکھ دیا!

O

ٹھیک چھ بجے عمران کی کار گرینڈ ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں پہنچ گئی۔ وہ تنہا تھا۔

حسب معمول جسم پر شوخ رنگوں والا لباس تھا۔ نیلی پتلون۔ زرد قمیض.... گلابی ٹائی اور بے داغ برف سا شفاف کوٹ!

فلٹ ہیٹ گہری نیلی تھی اور اس کے بائیں طرف گلاب کی تین کلیاں اڑسی ہوئی تھیں۔

گرینڈ ہوٹل کے بل کیپٹن نے اگر اسے کار سے اترتے نہ دیکھا ہوتا تو شاید اسے اندر گھسنے بھی نہ دیتا.... پھر بھی اس نے اسے ٹوک ہی دیا۔

"جناب والا! ذرا اس بورڈ پر بھی نظر رکھیں۔" اس نے ایک بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس پر تحریر تھا۔

شام کی تفریح کے لئے ایوننگ سوٹ میں آنا نہ بھولئے!

"لیکن میں بھول گیا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا اور ڈائننگ روم میں داخل ہو گیا.... اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی لیکن پروین کہیں نہ دکھائی دی.... البتہ اس نے جولیانا فٹز واٹر کو دیکھا جو اس کی خبط الحواسی پر مسکرا رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا.... اس کے جوتوں.... کی چرچراہٹ سارے ڈائننگ ہال میں گونج رہی تھی۔ ظاہر ہے کہ دوسرے لوگ اسے گھور رہے ہوں گے۔ جولیا اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر بوکھلا گئی.... کم از کم باسلیقہ عورت تو ایسی سج دھج میں عمران کو برداشت نہیں کر سکتی تھی.... مگر جولیا کرتی ہی کیا....

"آپ کی اجازت سے...." عمران آہستہ سے کہتا ہوا اسی کی میز پر جم گیا۔

"وہ دیکھئے.... میرے ساتھی...." جولیا ہکلائی۔

"جب آپ کا کوئی ساتھی آئے تو مجھے بتا دیجئے گا.... میں اٹھ جاؤں گا لیکن ایسی صورت میں جبکہ میں تنہا ہوں.... نہیں۔ میں تنہا نہیں رہ سکتا۔ آپ دیکھئے نا یہ سب لوگ مجھے کتنی خراب نظروں سے گھور رہے ہیں۔ لعنت ہے ان پر۔ کیا انہوں نے مجھے کوئی خوبصورت عورت سمجھ رکھا ہے۔ خدا غارت کرے ان کو!"

جولیا ہنس پڑی۔ لیکن وہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔ کیونکہ دوسرے لوگ اب اسے بھی گھورنے لگے تھے۔

"میں خود ہی اٹھ جاؤں گی!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"تب آپ کی پوزیشن اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جائے گی۔ لوگ مجھے کوئی غنڈہ سمجھیں گے اور آپ کے متعلق کیا سوچیں گے۔ لیکن اگر آپ چپ چاپ بیٹھی رہیں تو یہی لوگ سمجھیں گے کہ میں ضرور کوئی فلم اسٹار ہوں.... وہ کیا نام ہے اس کا.... شمی کپور...."

جولیا اسے بکواس کرتا چھوڑ کر اٹھ گئی لیکن وہ ہال میں کہیں نہیں رکی۔ اس کا رخ صدر دروازے کی طرف تھا۔

عمران ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بھی چاہتا رہا ہو کہ جولیا یہاں سے چلی جائے۔ اس نے بیرے سے کولڈ کافی طلب کی اور آنکھیں بند کر لیں۔

تقریباً سات بجے تک وہ پروین کی آمد کا منتظر رہا۔ لیکن وہ نہیں آئی۔

ملی ہوئی اطلاعات کے مطابق آج گویا اس کے معمول میں فرق آ گیا تھا سوا سات بجے اس نے میز چھوڑ دی۔

فی الحال پروین کے علاوہ اس کے ہاتھ میں دوسرا کارڈ نہیں تھا۔ وہ اسے اس وقت سے جانتا تھا جب وہ فیاض کی سٹینو نہیں تھی۔ اس نے اسے دراصل ایک ایسے مشتبہ آدمی سے ملتے جلتے دیکھا تھا جس پر عرصہ سے عمران کی نظر رہی تھی وہ بھوری ڈاڑھی والا ایک سفید فام آدمی تھا۔ عمران کا خیال تھا کہ وہ کسی مغربی ملک کا باشندہ ہے لیکن وہ بڑی فصیح اردو بولتا تھا.... جس کا مقصد یہ ہو سکتا تھا کہ وہ خود کو مشرق کا باشندہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

وہ ریکسٹن اسٹریٹ کی ایک بدنام عمارت میں مقیم تھا لوگوں کا خیال تھا کہ وہ عمارت آسیب زدہ ہے۔ عمران نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ لیکن جس دن پروین کو فیاض کے آفس میں ملازمت ملی۔ اسی دن ریکسٹن اسٹریٹ کی اس عمارت میں قفل پڑ گیا۔ اور وہاں پھر.... "کرائے پر خالی ہے...." کا بورڈ نظر آنے لگا۔

پروین اتنی پرکشش تھی کہ آٹھ دس لڑکیوں میں سے اسکا انتخاب کر لیا جانا مشکل نہیں تھا۔ فیاض کی حسن پرستی عمران پر اظہر من الشمس تھی۔ وہ ہر دوسرے تیسرے ماہ اسٹینو بدل دیتا تھا۔ پروین کے متعلق عمران پہلے ہی بہتیری معلومات بہم پہنچا چکا تھا۔ وہ ایک پرائیوٹ فرم میں عرصہ سے ملازم تھی۔ اور اس فرم میں اس کی آمدنی موجودہ تنخواہ سے کہیں زیادہ تھی۔ پھر وہ فرم کی ملازمت ترک کر کے یہاں کیوں چلی آئی تھی۔

عمران گرینڈ ہوٹل سے نکل کر پروین کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا.... یہ حقیقت تھی کہ اب وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ خصوصاً اس طرح کہ اسے کسی قسم کا شبہ ہو جائے۔ ویسے وہ اس پر نظر ضرور رکھنا چاہتا تھا۔

اس نے ابھی تک اس کے متعلق ساری معلومات اپنے ماتحتوں کے ذریعہ فراہم کی تھیں....

آج بھی اگر پروین کے معمول میں فرق نہ آیا ہوتا تو وہ کبھی اس کے گھر کا رخ نہ کرتا۔

اطلاعات کے مطابق وہ بلا ناغہ اپنی شامیں تنہا یا فیاض کے ساتھ گرینڈ ہوٹل میں گزارا کرتی تھی۔ اس نے ریگل لاج کے سامنے کار روک دی۔ اسی عمارت کے سترھویں فلیٹ میں پروین رہتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کیپٹن جعفری سامنے والے فٹ پاتھ پر موجود تھا۔ عمران نے اس کی ڈیوٹی نہیں لگائی تھی لیکن وہ اس کی نظروں سے بچ کر اوپری منزل پر جانا چاہتا تھا وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ پروین کا فلیٹ مقفل تھا۔ وہ اپنی کار میں آ بیٹھا کچھ دور چلا۔ پھر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے نزدیک کار روک دی۔

فون پر اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... دوسری طرف سے بولنے والے سے اس نے صرف اتنا ہی پوچھا کہ فیاض گھر پر موجود ہے یا نہیں؟ جواب اثبات میں ملا.... اور تھوڑی دیر بعد فیاض کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو.... سوپر...."

"کون....؟ عمران...."

"ہاں! میں ہوں.... کیا تم بتا سکتے ہو کہ آج پروین گرینڈ ہوٹل کیوں نہیں گئی؟ اور تم اس وقت گھر پر کیسے ہو؟"

"خدا تمہیں غارت کرے.... پیچھا بھی چھوڑو۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم آج اسے وہاں ضرور لاتے۔ کیونکہ آج وہاں ایک خاص پروگرام تھا۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ!"

"پہلے تم بتاؤ کہ تم پروین کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"تم نے آستین میں ایک سانپ پالا ہے اور تم کسی وقت بھی جہنم رسید ہو سکتے ہو!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو؟"

"محتاط رہو.... فیاض! لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے دو کہ تم اس پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہو۔ بقیہ میں دیکھ لوں گا۔ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو تمہیں کرائے کے رونے والے بھی نہ نصیب ہوں گے۔"

"تم سنجیدہ ہو؟"

"ہاں! میں سنجیدہ ہوں!"

فیاض کچھ نہ بولا.... عمران نے کہا.... "ہیلو!"

"ہاں.... ہاں.... میں کچھ سوچنے لگا تھا!"

"بتاؤ آج تم دونوں گرینڈ ہوٹل کیوں نہیں گئے؟"

"اس کی طبیعت کچھ خراب تھی۔ اس نے کہا کہ وہ آفس سے سیدھی گھر جائے گی۔"

"لیکن اس کا فلیٹ مقفل ہے۔"

"ہوگا!" فیاض نے لاپروائی سے کہا۔ "ممکن ہے وہ تفریح کے موڈ میں نہ رہی ہو.... بہانہ کیا ہو.... ویسے کیا تمہارے پاس اس کے خلاف کوئی واضح قسم کا ثبوت ہے؟"

"نہیں.... فی الحال نہیں ہے.... لیکن جلد ہی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لینے کی توقع رکھتا ہوں۔"

"مجھے یقین ہے کہ تمہارے شبہات کسی غلط فہمی پر مبنی ہیں!" فیاض نے کہا۔

"جس فرم میں وہ پہلے کام کرتی تھی وہاں اسے موجودہ تنخواہ سے ڈیڑھ گنی زیادہ رقم ملتی تھی۔"

"اوہو!" فیاض نے کہا "یہ ایسی اہم بات نہیں ہے۔ اسے دراصل محکمہ سراغرسانی میں ملازمت کا شوق تھا۔ سراغرسانی سے دلچسپی بھی ہے۔ سنگبار والا کیس اس کے لئے بڑا سنسنی خیز ثابت ہوا ہے۔"

"اچھا سوپر فیاض!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر سلسلہ منقطع کر دیا!

O

ٹھیک ایک گھنٹے بعد عمران کی کار محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ سر سلطان پہلے ہوم سیکرٹری تھے اب ان کا تبادلہ محکمہ خارجہ میں کر دیا گیا تھا۔ عمران کے پرانے مداحوں میں سے تھے اور اب عمران براہ راست ان کی ماتحتی میں کام کر رہا تھا۔ مگر اس کا علم سر سلطان ہی کو تھا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر کون ہے۔

اسے سر سلطان کا انتظار زیادہ دیر تک نہیں کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ خود بھی اس سے ملنے کے لئے بری طرح بے چین تھے۔

"کیوں! عمران تم کیا کر رہے ہو؟" انہوں نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"میرے کچھ کرنے سے پہلے ہی بہت کچھ ہو چکا ہے۔" عمران ناخوشگوار لہجے میں بڑبڑایا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"آخر اسکی تشہیر کیوں کی گئی کہ ان چٹانوں کے نیچے سے کرنل زیدی کی لاش برآمد ہوئی تھی؟"

"تشہیر تو نہیں ہوئی۔ ...صرف چند آدمی جانتے ہیں۔"

"اور ان چند آدمیوں میں وہ بھی شامل ہے جو لاش برآمد ہونے سے ایک دن پہلے کرنل زیدی کا پارٹ ادا کرتا رہا ہے۔"

"اوہو! دشواری تو یہ تھی کہ یہاں کوئی اسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ براہ راست فوجی ہیڈ کوارٹر سے میرے محکمے میں آیا تھا۔"

"پھر اس کی لاش کی شناخت کیسے ہوئی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"کل شام تک جو کرنل زیدی کی جگہ پر کام کرتا رہا ہے وہ اس کا ہمشکل تھا۔"

"یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں اس آدمی کو نہیں دیکھ سکا۔ بہرحال پتھروں سے برآمد ہونے والی لاش میں نے دیکھی ہے۔ اس کا چہرہ کچھ ایسا ہی تھا کہ بہت آسانی سے کوئی دوسرا اس کا میک اپ کر سکتا تھا۔"

"مگر وہ دوسری چودہ لاشیں؟"

"بڑا مشکل کام ہے جناب!" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا "پتہ نہیں وہ لوگ کون تھے اور ان کی گرفتاری کا کیا مقصد تھا!"

"عمران!" سر سلطان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے "تم جانتے ہو.... یہ کتنا اہم معاملہ ہے.... معلوم نہیں وہ آدمی کون تھا جو تقریباً ڈیڑھ ہفتے تک محکمہ خارجہ کی ایک اہم جگہ پر کام کرتا رہا پتہ نہیں اس نے حکومت کے کتنے راز معلوم کئے ہوں گے!"

"یقیناً! اب آپ دیکھئے کہ اس کے چارج میں کیا کیا تھا!"

"ویسے تو.... ابھی تک اس کے سپرد کوئی کام کیا ہی نہیں گیا تھا!"

"کیا یہ محض اتفاق ہی تھا۔"

"قطعی اتفاق.... ابھی تک اس معاہدہ کا مسودہ ہی مکمل نہیں ہو سکا تھا جس پر اسے کام

...ا تھا.... مگر یہ تو سوچو کہ اتنے دنوں تک وہ آفس میں رہا۔"

"میں سوچ رہا ہوں جناب.... لیکن اس معاہدے کی کیا نوعیت تھی؟"

"ایک ملک سے ایک نیم فوجی معاہدہ!"

"یقیناً یہ بہت اہم ہے۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اب ہمیں ان چودہ آدمیوں کے متعلق ہی معلومات فراہم کرنی پڑیں گی۔ مگر ان میں سے صرف پانچ ہی ایسی لاشیں ہیں جو قابل شناخت کہی جا سکتی ہیں.... وہ تو بری طرح کچلی گئی ہیں۔"

"کیپٹن فیاض بذاتِ خود تفتیش کر رہا ہے۔" سر سلطان بولے۔

"جی ہاں! مجھے علم ہے۔"

"اس کا کیا خیال ہے؟"

"میں نے اس کا خیال معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کچھ کر رہے ہو یا نہیں؟"

"میں غافل نہیں ہوں جناب".... عمران بولا۔ "اچھا اب اجازت دیجئے!"

"مگر تمہارا رویہ تسلی بخش نہیں ہے۔" سر سلطان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بڑے غیر یقینی حالات ہیں جناب!" عمران نے سر کھجا کر کہا "میں ابھی تک کوئی لائحہ عمل مرتب نہیں کر سکا۔ لیکن توقع ہے کہ جلد ہی میں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر سکوں گا.... اور اگر کچھ نہ کر سکا تو اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہو گی۔"

"کیوں.... مجھ پر کیوں...." سر سلطان نے حیرت سے کہا اور عمران کو گھورنے لگے۔

"آپ ہمیشہ مجھے سنجیدگی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں.... لیکن میں جب بھی سنجیدہ ہوتا ہوں بنے بنائے کام بگڑ جاتے ہیں میں نے ان دنوں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی تھی.... یہی وجہ ہے کہ اب تک مجھ سے کچھ بھی نہیں بن پڑا...."

"بیکار باتیں نہ کرو" سر سلطان مسکرائے

"ادھر قبلہ والد صاحب نے کیپٹن فیاض کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جب بھی عمران گرفت میں آجائے اس کے ساتھ کوئی مروت نہ برتی جائے۔"

"تم جیسا نالائق لڑکا آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔" سر سلطان ہنس پڑے۔

"چلئے آپ بھی یہ فرما رہے ہیں! اب میرے لئے یہی باقی رہ جاتا ہے کہ خودکشی کرلوں۔"

عمران دروازے کی طرف مڑا۔

سرسلطان نے اسے روکا نہیں!

اس کی کار ایک بار پھر یونہی بے مقصد شہر کی سڑکوں کے چکر لگا رہی تھی۔

فی الحال کسی خاص لائن پر کچھ کرنے کے لئے اس کے پاس مواد ہی نہیں تھا۔

ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے اس نے کار روکی! اور جولیانا فٹزواٹر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"یس سر!"

دوسری طرف سے آواز آئی.... وہ اپنے چیف آفیسر کی بھرائی ہوئی آواز بخوبی پہچانتی تھی۔

"جعفری اور تنویر کی طرف سے کوئی اطلاع؟"

"جی ہاں!.... تنویر ہسپتال میں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ ریکسٹن سٹریٹ والے آسیب زدہ مکان کے سامنے.... کھڑے کھڑے.... بیہوش ہو کر گر گیا تھا اب وہ ہسپتال میں ہے!"

"کیا چوٹ بھی آئی ہے؟"

"جی ہاں گرنے کی وجہ سے.... پیشانی زخمی ہو گئی ہے!"

"تم اس سے ملی ہو!"

"جی ہاں!"

"بیہوش کیسے ہوا تھا؟"

"اس کا اسے خود بھی علم نہیں!"

"تو اب اس مکان کی نگرانی نہیں ہو رہی؟"

"جی نہیں.... میں نے اس واقعہ کے بعد کئی بار آپ کو رنگ کیا تھا لیکن آپ نہیں ملے۔"

"جعفری کی کیا رپورٹ ہے؟"

"آخری بار فون پر اس نے کہا تھا کہ پروین واپس نہیں آئی.... فلیٹ بدستور مقفل ہے۔"

"اچھا.... اب اگر اس کا فون آئے تو کہہ دینا کہ اس کی ڈیوٹی ختم ہو گئی.... میں کچھ دیر

بعد تمہیں پھر فون کروں گا.... ہاں!.... تم آج رات مجھے میری قیام گاہ پر نہ پا سکو گی!"



تھوڑی ہی دیر بعد عمران نے تنویر سے فون پر رابطہ قائم کر لیا۔

وہ ہسپتال سے گھر واپس آ گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی بیہوشی کی وجہ نہ بتا سکے گا۔ اسے اس کا علم ہی نہیں کہ وہ کیسے بیہوش ہو گیا۔

ویسے اسے ایک آدمی پر شبہ ضرور ہے جو کچھ دیر اس کے قریب رک کر سگریٹ پیتا رہا تھا۔

تنویر نے بتایا کہ سگریٹ کے دھوئیں کی بو کچھ عجیب قسم کی تھی جو طبیعت پر گراں گزری تھی۔ ہو سکتا ہے کہ بیہوشی دھوئیں کا نتیجہ رہی ہو۔

"اس آدمی کا حلیہ بتا سکو گے؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! چونکہ میں نے اسے ایک راہ گیر سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی اس لئے اس کا حلیہ یاد کر کے بتانا دشوار ہے۔"

"ہوں.... تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دھواں بہت ہی سریع الاثر تھا۔ ورنہ اس کی عجیب سی بو کی وجہ سے تمہیں اس آدمی کا حلیہ ضرور یاد رہتا.... تمہیں دراصل اتنی مہلت ہی نہ ملی ہو گی کہ تم اس کی شکل بغور دیکھ سکتے۔"

"جی ہاں.... جناب!.... یہی بات ہے!"

"اچھا تنویر! اب تم آرام کرو.... پیشانی کا زخم زیادہ گہرا تو نہیں ہے؟"

"جی نہیں معمولی سا ہے!"

عمران سلسلہ منقطع کر کے بوتھ سے باہر نکل آیا۔

اب اس کی کار ریکسٹن سٹریٹ کی طرف جا رہی تھی جہاں وہ آسیب زدہ مکان واقع تھا۔

کار ایک گلی میں کھڑی کر کے اس نے وقت دیکھا۔ گیارہ بج رہے تھے۔ اب وہ ریکسٹن ریٹ کی طرف پیدل چل پڑا۔ شہر کے اس حصے کی رونق بہت کم ہو گئی تھی۔ زیادہ تر دکانیں ہو گئی تھیں۔ کہیں کہیں ایک آدھ کیفے یا ریستوران اب بھی بھرے پڑے نظر آ رہے تھے۔

عمران جوزف روڈ اور وکٹوریہ روڈ کے چوراہے پر ایک بار پھر رکا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔

پھر آگے بڑھ گیا! غالباً وہ وکٹوریہ روڈ کا چکر لگا کر.... ریکسٹن اسٹریٹ میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

آسیب زدہ عمارت کے قریب پہنچ کر وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ ریکسٹن اسٹریٹ سنسان پڑی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے رات آدھی سے زیادہ گذر گئی ہو۔ وہاں کے سناٹے کا عالم دیکھ کر عمران کو فی الفور اپنا پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ وہ سوچ کر آیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ مگر اب یہاں کی حالت دیکھ کر یہ چیز قریب قریب ناممکن معلوم ہونے لگی تھی۔

سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ تنویر یہاں بیہوش کیوں ہوا تھا؟ اس کی بیہوشی اتفاقیہ بھی نہیں کہی جا سکتی تھی۔ کیونکہ وہ صحت مند جسم و دماغ رکھتا تھا اور اس سے پہلے کبھی اسے اس طرح بیہوش ہو جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ پھر اگر وہ بے ہوشی کسی آدمی کی کسی حرکت کا نتیجہ تھی تو وہ آدمی کون ہو سکتا تھا؟ اور اس سے یہ حرکت کیوں سرزد ہوئی تھی؟

ان سوالات کا جواب عمران کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کہ وہ آدمی اسی عمارت کے متعلق ہو سکتا ہے جس کی نگرانی تنویر کر رہا تھا۔

پھر ایسی حالت میں اس عمارت کا رخ کرنا گویا موت کے منہ میں جانا تھا۔ ظاہر ہے اس عمارت سے تعلق رکھنے والے باخبر تھے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ورنہ تنویر بیہوش کیوں ہوتا؟

وہ سنسان راستے پر چلتا رہا۔ نزدیک و دور ایک متنفس کا بھی پتہ نہیں تھا۔ عمران نے یہ بات یہاں پہنچ کر نہیں سوچی تھی۔ یہ سوال پہلے ہی اس کے ذہن میں تھا۔ مگر اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ریکسٹن اسٹریٹ گیارہ بجے ہی سے اس طرح ویران ہو جائے گی۔ اگر اس سڑک پر اس وقت تھوڑی بہت آمدورفت بھی ہوتی تو شاید عمران اپنا کام کر گذرا ہوتا۔ لیکن ایسی صورت میں کوئی دیوار ہی اس کے لئے فتنہ بن سکتی تھی کوئی کھڑکی ہی موت کا پیغام لا سکتی تھی۔ وہ چپ چاپ ریکسٹن اسٹریٹ سے گذر گیا۔ پھر کار تک دوبارہ پہنچنے کے لئے اسے ایک لمبا چکر کاٹنا پڑا۔

کار اسٹارٹ کرتے وقت وہ بالکل خالی الذہن تھا۔ لیکن جیسے ہی کار آگے بڑھی۔ "عمرانیت" جاگ اٹھی۔ اور عمرانیت جب بھی جاگتی تھی کچھ نہ کچھ ہو کر رہتا تھا۔ عمران اسے عمرانیت کہتا تھا "عمرانیت" کا مطلب تھا عمران کا مخصوص انداز فکر و عمل نہیں.... بلکہ صرف عمل.... فکر کا دخل کہاں عمرانیت میں.... یعنی سمجھے بوجھے بغیر کوئی حرکت کر بیٹھنا.... اور.... پھر اس

کے نتائج سے اپنے لئے راستہ بنانا!

عمران نے بڑی تیز رفتاری سے اپنے فلیٹ تک کا راستہ طے کیا۔

ٹھیک پونے بارہ بجے وہ اپنے چہرے کی مرمت کر رہا تھا۔ بارہ بج کر بیس منٹ پر جب اس نے آئینے پر الوداعی نظر ڈالی تو عمران کی بجائے شیطان نظر آ رہا تھا۔

ڈاڑھی بے تحاشا بڑھی ہوئی.... سر کے بال کسی بے مرمت جھاڑی کا منظر پیش کر رہے تھے آنکھیں انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی.... جسم پر قیدیوں کا سا لباس تھا.... چار خانے کا کرتا.... مختصر سا جانگیا.... اور سر پر گول ٹوپی وہ جیل سے بھاگا ہوا قیدی معلوم ہو رہا تھا۔

فلیٹ سے باہر نکلتے وقت اس نے ٹوپی اتار لی اور اپنے جسم پر ایک چادر اس طرح ڈالی کہ قیدیوں والا لباس اس میں چھپ گیا۔ اس کے پیروں میں جوتے نہیں تھے۔ مگر پیروں کی حالت سے یہ نہیں ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں کبھی جوتا بھی پہنا ہو۔ وہ کسی مزدور کے پیر معلوم ہوتے تھے ریگل لاج یہاں سے کافی دور تھی۔ لیکن عمران نے یہ مسافت پیدل ہی طے کی۔ پوری عمارت تاریک پڑی تھی۔ وہ پروین کے فلیٹ کے سامنے رک گیا غالباً اب وہ واپس آ گئی تھی کیونکہ دروازے میں قفل نہیں تھا۔ عمران نے پہلے ہی ٹٹول کر دیکھ لیا تھا۔ دوسرے ہی لمحہ میں اس نے دروازے کے ایک شیشے پر ہاتھ مارا۔ جھناکے کی آواز آئی۔ شیشے کے ٹکڑے دوسری طرف کمرے میں جا گرے۔

عمران نے اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی نیچے گرا دی۔ دروازہ کھل گیا۔

یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ نیچے کی چٹخنی نہیں گرائی گئی تھی.... ورنہ عمران کے فرشتے بھی اتنی آسانی سے دروازہ نہ کھول سکتے!

اندر گھس کر اس نے دروازہ پھر بند کر لیا۔ لیکن اسی وقت دوسرے کمرے کے روشندان کے شیشے روشن ہو گئے۔ عمران اس کمرے کے بند دروازے کی طرف جھپٹا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

دوسرے لمحے میں دروازہ کھلا اور پروین شب خوابی کے لباس میں نظر آئی۔ لیکن اس کے ہاتھ میں پستول تھا.... عمران چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رہا۔ وہ اندھیرے میں تھا جیسے ہی پروین نے دروازے سے باہر قدم نکالا.... عمران نے پستول پر ہاتھ ڈال دیا۔

"خبردار!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "آواز نہ نکلے ورنہ گلا گھونٹ دوں گا۔"

پستول کی نال پروین کی کنپٹی پر تھی.... اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھور رہی تھی.... مگر.... ان آنکھوں میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔

"پہلے تم مر جاؤ گی!.... اس کے بعد وہ مجھے پا سکیں گے۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کون؟" پروین کی تیز قسم کی سرگوشی کمرے میں گونجی!

"پولیس میرے تعاقب میں ہے!"

"اوہو!" پروین نے لاپرواہی سے کہا۔ "تو تم میرے لئے مصیبت بنو گے؟"

"میں اس وقت تک یہاں ٹھہروں گا.... جب تک کہ وہ یہاں سے چلے نہ جائیں!"

"ہوں!" پروین اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی.... "تم اس وقت تک یہاں ٹھہر سکتے ہو! اندر چلو!"

عمران نے پستول اس کی کنپٹی پر سے ہٹا لیا۔ وہ بڑی لاپروائی سے چلتی ہوئی اپنے بستر پر جا بیٹھی اور ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا.... "بیٹھ جاؤ!"

عمران ریوالور کا رخ اس کی طرف کئے ہوئے بیٹھ گیا۔

"ریوالور مجھے واپس کر دو۔"

"نہیں!" عمران غرایا

"فضول ہے.... اگر میں شور بھی مچاؤں تو تم مجھے گولی نہیں مارو گے۔"

"مچا کر دیکھو!"

"ہو سکتا ہے کہ تم بہت چالاک ہو" پروین مسکرائی۔ "لیکن میک اپ کے معاملے میں کچے ہو۔"

عمران بوکھلا گیا.... لیکن بوکھلاہٹ چہرے سے نہیں ظاہر ہونے دی!

"میں یہ بھی جانتی ہوں!" پروین چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی۔ "تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

"جانتی ہو نا.... ہاہا...." عمران نے احمقوں کی طرح قہقہہ لگایا۔

"تم نے اس دن میرے پرس میں پستول دیکھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہی بات ہے بہر حال تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ میں بغیر لائسنس کا پستول کیوں لئے پھرتی ہوں؟"

"قدرتی بات ہے!" عمران مسکرایا۔

"لیکن.... تمہیں یہ معلوم کر کے مایوسی ہو گی کہ میرے پاس اس پستول کا لائسنس ہے۔"

"ضرور ہو گا!" عمران نے اس کی بات تسلیم کر لی۔

"پھر تم یہاں اس بھیس میں کیوں آئے ہو؟"

"محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم کتنی حسین ہو!"

"بس اب جاؤ!" پروین دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولی" ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گی!"

"واہ.... وا.... کیا بات کہی ہے۔ گویا میں نے اتنی محنت اس طرح واپس چلے جانے کے لئے کی ہے۔"

پروین کچھ نہیں بولی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔

"تم حقیقتاً کیا چاہتے ہو؟"

"حقیقتاً میں تمہیں بری طرح چاہتا ہوں" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا.... "وہ.... کیا کہتے ہیں اسے.... کیا نام ہے.... جب تک تم جواب کا محبت.... کا جواب.... بذریعہ جوابی پوسٹ کارڈ.... اررر.... لاحول.... پھر غلط ہو گیا۔"

"مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کرو۔" پروین نے خشک لہجے میں کہا.... "فیاض صاحب مجھے تمہارے متعلق سب کچھ بتا چکے ہیں.... تم بیوقوف بن کر دوسروں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہو!"

عمران نے دل ہی دل میں فیاض کو دو چار گالیاں دے کر انہیں سو سے ضرب دے دی.... تقریباً چار سو گالیوں کا ثواب فیاض کی روح کو بخش کر اس نے پروین سے کہا "اگر تم میری اسٹینو ہوتیں تو میں ساری دنیا کو شارٹ ہینڈ میں تبدیل کر دیتا.... مگر.... یہ تمہاری تقدیر کی خرابی ہے کہ تم فیاض جیسے کوڑھ مغز کے حصے میں آئی ہو!"

"اب میں عنقریب ایک ملازم بھی رکھوں گی۔"

"کیوں!" عمران نے لہک کر پوچھا۔

"تاکہ تم جیسے شریف آدمیوں کو باہر جانے کا راستہ معلوم ہونے میں کوئی دشواری نہ پیش آئے۔"

"کیا تم مجھے اس پستول کا لائسنس دکھا سکتی ہو؟" عمران نے کہا۔

"نہیں!" پروین نے سخت لہجے میں کہا "لیکن.... تم اس کی اطلاع پولیس کو شوق سے دے سکتے ہو!"

"گھر سے یہاں تک پیدل آیا ہوں۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

آج شاید اس کے ستارے ہی خراب تھے۔ صبح سے اب تک کوئی کام نہیں بنا تھا ویسے اسے اتنی بات کا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ پروین توقعات سے بڑھ کر ذہین اور چالاک ہے۔ لیکن وہ اس واقعہ کا سبب اپنے پستول کو سمجھتی ہے۔

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پروین بھی خاموش تھی۔ شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "اچھا! اگر یہ پستول میں نے غیر قانونی طور پر رکھ چھوڑا ہے تو تم میرا کیا کرو گے؟"

"کبھی تمہاری طرف رخ بھی نہ کروں گا...." عمران اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا۔

"کیوں؟"

"جو عورتیں بغیر لائسنس کا ریوالور رکھتی ہوں۔ بھلا وہ کیا جانیں کہ تیر نظر.... اور دردِ جگر کیا چیز ہے۔"

"بکواس مت کرو!" پروین شرمیلے انداز میں مسکرائی۔

"بس میں آخری بار کہہ رہا ہوں.... کہ مجھے اس ریوالور کے بارے میں مطمئن کر دو۔"

پروین تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اٹھی۔

ایک سوٹ کیس کھولا۔

چند لمحے کپڑوں کی تہیں الٹتی رہی.... پھر ایک لفافہ نکال کر عمران کے قریب آئی۔

"یہ رہا لائسنس...." اس نے کہا "میرے باپ کو پہلی جنگِ عظیم میں بہترین فوجی خدمات کے صلے میں چند مراعات ملی تھیں ان میں سے پستول کا لائسنس بھی ہے جو نسلاً بعد نسلاً ایک دوسرے کی طرف منتقل بھی ہو سکتا ہے!"

عمران نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لے کر لائسنس نکالا۔ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر واپس کرتا ہوا بولا۔

"مجھے یقین آ گیا!"

"پھر....؟" پروین نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"پھر.... کیا بتاؤں؟" عمران نے سر جھکا لیا.... میں نے تمہارے پرس میں ریوالور دیکھ کر تمہارے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔"

"اب کیا خیال ہے؟"

"مجھے افسوس ہے!"

"لیکن تمہیں میری اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی تھی اور اس وقت اس بھیس میں آنے کی کیا ضرورت تھی....؟"

"اس جملے میں دو سوال ہیں!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا "پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مجھے تم پر رحم آتا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تمہاری حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں اس پورے جملے کا مطلب نہیں سمجھی۔" پروین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم پر اس لئے رحم آتا ہے کہ تم فیاض سے واقف نہیں۔ دو تین ماہ بعد وہ تمہیں بھی رخصت کر دے گا۔"

"یعنی کہیں اور تبادلہ ہو جائے گا!" پروین نے کہا "کیا حرج ہے.... میں سرکاری ملازمت چاہتی تھی۔"

"لیکن تنخواہ اتنی نہیں ملے گی۔ جتنی فیاض کی ماتحتی میں مل رہی ہے۔"

"کیوں.... نہیں یہ ضروری نہیں۔"

"قطعی ضروری ہے۔ یہی تو تم نہیں سمجھ سکتیں۔ فی الحال تمہیں جو زیادہ الاؤنس مل رہے ہیں ان کا تذکرہ سرکاری کاغذات پر نہیں ملے گا۔ وہ سب کچھ فیاض اپنی جیب سے ادا کرتا ہے۔"

"نہیں!" پروین کے لہجے میں حیرت تھی۔

مگر عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ حیرت حقیقی نہیں بلکہ مصنوعی ہے!

دو چار ماہ وہ تمہیں رکھے گا.... پھر کسی دوسرے شعبے میں جھونک دے گا۔ اور تم وہاں اکتا

کر بھاگ نکلو گی!"

"لیکن تمہیں پچھلی اسٹینو سے ہمدردی کیوں نہیں تھی؟"

"تم کیا جانو کہ نہیں تھی.... ارے میں نے اس کے ساتھ بھی اپنا بہت سا قیمتی وقت برباد کیا تھا۔ مگر اتفاق سے وہ بھی تمہاری طرح ضدی اور ناسمجھ تھی۔"

پروین کچھ سوچنے لگی۔ آہستہ آہستہ اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

پھر شدید ترین غصے کی ساری علامتیں اس کے چہرے پر نظر آنے لگیں اور اس نے دانت پیس کر کہا۔

"اگر یہ حقیقت ہے تو میں مزہ چکھادوں گی فیاض صاحب کو!"

"تم اس کا کیا کرلو گی؟" عمران ہنس پڑا۔

"اس کا جواب تو وقت ہی دے گا.... وہ کوئی اور رہی ہوں گی.... جو چپ چاپ ذبح ہوگئیں۔ میرے ساتھ اس قسم کی حرکتیں کر کے فیاض صاحب خسارے میں رہیں گے۔"

"تم کچھ نہ کرسکو گی! وہ بہت بڑا آدمی ہے!"

"خیر تم مجھے خواہ مخواہ غصہ نہ دلاؤ.... تم دیکھ لو گے کہ میں کیا کرسکتی ہوں۔"

"صبر کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کرسکو گی.... خیر.... اس مسئلہ پر بحث کرنا نہیں چاہتا ایک دن تم خود ہی محسوس کرو گی کہ میں غلطی پر نہیں تھا۔"

"تم بھیس بدل کر کیوں آئے تھے!"

"ہاں اس مسئلے پر تین گھنٹے تقریر کرسکتا ہوں...." عمران نے سنجیدگی سے کہا "سب سے پہلے تم اپنے متعلق کچھ سنو میں نے تمہیں پہلے پہل دیکھا اور نہ جانے کیا.... یعنی کہ.... وہ ہوگیا.... بات دراصل یہ ہے کہ کک.... کہ.... عمران نے شرما کر سر جھکا لیا پھر اپنے منہ پر تھپڑ مارتا ہوا بولا "بکواس.... عمران.... پلیز.... شٹ اپ.... ہاں تو جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم اپنی پہلی ملازمت میں یہاں سے زیادہ پیسے کماتی تھیں تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں سمجھا شاید تمہیں فیاض سے وہ ہوگئی ہے.... کیا کہتے ہیں.... یعنی کہ.... لل لاحول.... ہاں.... پھر میں نے تمہارے پرس میں پستول دیکھا اور میری خلش بڑھ گئی.... میرا خیال تھا کہ تم کسی جرائم پیشہ

گروہ سے تعلق رکھتی ہو اور فیاض کی ماتحتی میں کام کرنا کسی خاص غرض پر مبنی ہے مگر میں بالکل بدھو نکلا.... ہاہا.... کیا خیال ہے؟"

پروین کافی دیر تک اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔

"فرض کرو میں کسی جرائم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتی ہوں.... تو تم کیا کرتے؟"

"آمدنی.... میرا خرچ اسی سے چلتا ہے.... میں بڑے بڑے جرائم پیشہ لوگوں کو بلیک میل کر کے اچھی رقمیں بنالیتا ہوں.... کیا فیاض نے تمہیں میرے متعلق کچھ نہیں بتایا؟"

"یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی فیاض صاحب نے آپ کو چھوٹ دے رکھی ہے؟"

"مجبور ہے بے چارا.... بس یہ سمجھ لو کہ میں اسے بھی بلیک میل کرتا ہوں.... کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ قانون کے محافظوں سے جرائم سرزد نہیں ہوتے۔ فیاض کے چند جرائم سے میں واقف ہوں.... نہ صرف واقف ہوں بلکہ ثبوت بھی بہم پہنچا سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ فیاض صاحب میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔"

"بہت خطرناک آدمی ہو!" پروین آہستہ سے بولی "کسی دن کوئی دل جلا تمہیں گولی مار دے گا۔"

"بڑھاپے سے قبل یہ ناممکن ہے اور اس سال تک کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا.... یہ لو اپنا پستول سنبھالو!"

عمران نے پستول اس کی طرف اچھال دیا اور پھر مسکرا کر بولا "اسے مجھ پر خالی کردو اگر ایک بھی گولی میرے جسم کے کسی حصے پر پڑ جائے تو پانچ ہزار کا چیک اسی وقت مجھ سے لے لو!"

پروین ہنسنے لگی اور پھر بولی.... "تم جانتے ہو کہ میں یہ نہ کرسکوں گی۔"

"تم قطعی کرسکتی ہو!" عمران نے سنجیدگی سے کہا.... "میں جیل سے بھاگے ہوئے کسی قیدی کے میک اپ میں ہوں۔ تم میری موت کے بعد بہ آسانی یہ بیان دے کر گلو خلاصی حاصل کرسکتی ہو کہ میں نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔"

پروین نے اس کا یہ جملہ سچ مچ حیرت سے سنا.... اس بار حیرت ظاہر کرنے کا انداز مصنوعی نہیں تھا!

"چلو شروع ہو جاؤ!"

پروین پھر ہنس پڑی اور کہا۔

"فرض کرو.... تم پر ایک بھی گولی نہ پڑی۔ لیکن فائروں کی آواز سن کر پڑوسی آ گئے.... پھر تم کیا کرو گے.... ایک مفرور قیدی کی حیثیت میں تمہاری حجامت نہ بن جائے گی؟"

"تم واقعی بہت ذہین ہو...." عمران نے حیرت سے کہا...."میں نے اس کے متعلق سوچا ہی نہیں تھا.... اچھا خیر.... میں تمہیں دوسرا حربہ دیتا ہوں!"

عمران نے اپنے کرتے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک عجیب وضع کا ریوالور نکالا اور اسے پروین کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "یہ بے آواز ریوالور ہے.... اس میں چھ گولیاں ہیں ڈرو نہیں.... فائر کرو بے تکلف!"

پروین ریوالور کو ہاتھ میں لے کر الٹنے پلٹنے لگی۔ لیکن انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ عمران کی تجویز پر عمل کرے گی۔

"کیا اس کا لائسنس ہے تمہارے پاس....؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں.... مجھے لائسنس کون دے گا!"

"اس کے باوجود بھی تم خود کو ایک شریف شہری سمجھتے ہو؟"

"جو لوگ مجھے نہیں جانتے.... وہ یہی سمجھتے ہیں۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"اچھا اب خیریت اسی میں ہے کہ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ!"

"تو تم مجھ پر فائر نہیں کرو گی؟"

"نہیں!"

"بڑی ڈرپوک ہو!.... جب ہمت کا یہ عالم ہے تو پھر پرس میں پستول لئے پھرنے سے کیا فائدہ؟"

"دیکھو گے میری ہمت؟"

"کیا دکھاؤ گی؟".... عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اچھا تو تیار ہو جاؤ.... میں فائر کروں گی.... مگر ٹھہرو! پہلے اس کا امتحان کر لوں۔"

اس نے مینٹل پیس پر رکھے ہوئے گلدان کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ گلدان کے پرخچے اڑ گئے۔

"تیار....!" اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا

"بالکل تیار...." عمران کسی بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

پروین نے پے در پے پانچ فائر کئے۔ عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ اس کے پیر زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔

پانچ مختلف جگہوں پر دیوار کا پلاسٹر اڑ گیا تھا۔

"اب کیا خیال ہے؟" عمران سعادت مندی سے اپنا سر کھجاتا ہوا بولا۔

"خدا کی قسم!.... میں.... کیا کہوں؟" پروین بری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس کے برخلاف اتنی اچھل کود کے بعد بھی عمران کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

"تم کیا.... اچھے اچھے کچھ نہیں کہہ سکتے ہاں!"

پروین اپنے بستر پر بیٹھ گئی.... چند لمحے عمران کو گھورتی رہی۔ پھر بولی "ان صلاحیتوں کے باوجود بھی تم کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر سکتے۔ باپ کا نام بدنام کرتے پھرتے ہو!"

"لعنت ہے تم پر...." عمران جھلا گیا...."تم بھی شریف آدمیوں کی سی بکواس کرنے لگیں اگر آئندہ میرے سامنے باپ کا حوالہ دیا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا.... ہاں!"

"اچھا.... تمہارے ساتھ کوئی اینگلو برمیز لڑکی بھی رہتی ہے؟"

"اب نہیں رہتی.... اس میں بھی شرافت کے تھوڑے بہت جراثیم پائے جاتے ہیں.... اس لئے میں اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا.... شروع میں سمجھا تھا کہ میرے کام کی ہے!"

"تم نے فیاض کے لئے بھی تو اکثر کیس نپٹائے ہیں۔"

"بہت دنوں سے ایسی کوئی غلطی نہیں کی.... اور نہ آئندہ کرنے کا ارادہ ہے۔"

"مجھے سراغ رسانی سے بڑی دلچسپی ہے۔" پروین نے کہا "یہی وجہ ہے کہ میں اس ملازمت کے پیچھے دوڑی تھی۔"

"غالباً یہ دلچسپی جاسوسی ناولوں کی رہینِ منت ہے.... کیوں....؟"

"نہیں میں نے اس فن پر ٹیکنیکل کتابیں پڑھی ہیں۔"

"اچھا۔ اب میں جاؤں؟" عمران نے اٹھنے کا ارادہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! اب تم جتنی دیر چاہو.... بیٹھ سکتے ہو!"

"وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ؟" عمران نے مضمحل آواز میں کہا...."میں جس کام کے لئے آیا تھا وہ نہیں ہو سکا۔ میں سمجھا تھا کہ تم اپنے مطلب کی ہو لیکن تم بھی شریف ہی نکلیں۔"

"فرض کرو میں شریف نہیں پھر....؟"

"نہیں فرض کروں گا....اتنی دیر تک فرض کرتے رہنے سے مجھے کیا فائدہ پہنچا ہے؟"

"بیٹھو!.... بیٹھو.... کیا تم مجھے یہ فن سکھا دو گے؟"

"کون سا فن؟"

"یہی گولیوں سے اس طرح بچنا..." پروین بولی... "میں نے اسکے متعلق صرف سنا تھا۔"

"کہاں سنا تھا؟.... یہ فن عام نہیں ہے؟"

"ایک بین الاقوامی مجرم سنگ ہی اس کا ماہر تھا۔"

"بس تو یقین کرو کہ سنگ ہی کے بعد عمران ہی رہ جاتا ہے.... تیسرا کوئی شاید ہی نکلے.... یہ فن میں نے اسی دوغلے چینی سے سیکھا تھا۔"

"کب؟.... کہاں؟"

"لندن میں.... وہاں میری مڈ بھیڑ ایک مشہور قاتل اور ڈاکو مکلارنس سے ہو گئی تھی.... سنگ ہی بھی ان دنوں لندن میں مقیم تھا۔ میں نے سنگ ہی اور مکلارنس کو آپس میں لڑا کر اپنا الو سیدھا کر لیا۔"

"کیوں جھک مار رہے ہو.... سنگ ہی وہ آدمی تھا جس نے کرنل فریدی جیسے آدمی کو تھکا مارا تھا۔"

"میں وہ آدمی ہوں جس نے سنگ ہی جیسے مکار آدمی سے ایسا مشکل فن حاصل کر لیا تھا ویسے کرنل فریدی سے بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتی ہو۔"

"یقیناً کرنل فریدی کی ذہانت کو کون پہنچ سکتا ہے۔"

"ارے جاؤ!.... ادھر دیکھو! میرا نام عمران ہے! میرے ہتھے اگر کبھی چڑھے یہ حضرت.... تو انہیں آرام کرنے کے لئے کم از کم چھ ماہ کی چھٹی لینی پڑے گی۔"

"کیا تم کرنل فریدی سے زیادہ ہو....؟ پروین نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"کم یا زیادہ کے متعلق میں نہیں جانتا.... لیکن مجھے اپنی حماقتوں پر اتنا اعتماد ہے کہ کرنل فریدی کی.... ساری ذہانت.... دھری رہ جائے.... سنگ ہی کو بھی.... میں.... چغد ہی سمجھتا ہوں.... جس نے کرنل فریدی کو نچا کر رکھ دیا تھا۔"

"بڑا غرور ہے تمہیں اپنی صلاحیتوں پر!"

"اب مجھے بور نہ کرو.... میں جا رہا ہوں...." عمران اٹھتا ہوا بولا.... "لاؤ! میرا ریوالور!"

"ریوالور ضبط!" پروین مسکرائی۔

"مصیبت میں پھنس جاؤ گی.... اس کا لائسنس تمہارے لائسنس سے مختلف ہو گا۔"

"تمہارے پاس کون سا لائسنس ہے؟"

"مگر میں کوئی شریف آدمی نہیں ہوں۔"

پروین نے ریوالور اس کی طرف بڑھا دیا اور آہستہ سے بولی۔

"ہم وقتاً فوقتاً ملتے رہیں گے۔"

"اس طرح ملنے ملانے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہوتا۔" عمران نے کہا۔ اور اپنی چادر سمیٹ کر تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

O

دوسری صبح عمران نے سب سے پہلے جولیانا فٹز واٹر کو فون کر کے پروین کی کڑی نگرانی کیلئے تاکید کی۔

"پچھلی رات مجھ سے ایک غلطی ہو گئی جناب!" جولیا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا ہوا؟"

"آپ نے کہا تھا کہ میں کیپٹن جعفری کو ریگل لاج سے ہٹا لوں.... لیکن میں بھول گئی۔ ویسے میرا خیال ہے کیپٹن جعفری کی رپورٹ آپ کیلئے یقیناً کار آمد ہو گی۔"

"کیا رپورٹ ہے؟"

"پروین نے پونے بارہ بجے اپنے فلیٹ کا قفل کھولا تھا۔ وہ تنہا نہیں تھی اس کے ساتھ ایک لمبے قد کا آدمی بھی تھا.... جس کی شکل نہیں دیکھی جاسکی۔ پروگرام کے مطابق ایک بجے سارجنٹ ناشاد نے کیپٹن جعفری کی جگہ لے لی۔ سارجنٹ ناشاد کا بیان ہے کہ تقریباً دو بجے ایک مجہول سا آدمی پروین کے فلیٹ کے دروازے کا شیشہ توڑ کر اندر داخل ہوا۔ اور ایک گھنٹے بعد جب وہ فلیٹ سے باہر نکلا تو اندر کا کمرہ روشن نظر آرہا تھا۔"

"لمبے آدمی کے متعلق کیا رپورٹ ہے جو پروین کے ساتھ آیا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"اس نے ساری رات فلیٹ میں گذاری تھی اور ٹھیک پانچ بجے وہاں سے نکلا تھا۔"

"ناشاد نے اس کا تعاقب کیا تھا؟"

"تعاقب تو کسی کا بھی نہیں کیا گیا.... آپ کے احکامات صرف نگرانی کے لئے تھے۔"

"اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہئے...." عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی ہاں.... ناشاد سے غلطی ہوئی مگر وہ تنہا تھا وہاں سے دو آدمی نکلے تھے۔"

"خیر.... فی الحال کچھ نہیں وہاں کم از کم تین آدمی لگاؤ...."

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا.... وہ اس لمبے آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ جعفری اور ناشاد کی رپورٹوں کا یہ مطلب تھا کہ وہ لمبا آدمی اس وقت بھی فلیٹ ہی میں موجود تھا جب اس نے پروین کو اپنے کرتب دکھائے تھے۔ اور اس کے خلاف اپنی تگ و دو کی وجہ یہ قرار دی تھی کہ اس نے اس کے پرس میں پستول دیکھ لیا تھا۔

وہ لمبے آدمی کے متعلق سوچتا رہا۔ جس کی شکل نہ جعفری دیکھ پایا تھا اور نہ سارجنٹ ناشاد.... مگر وہ آدمی بھوری ڈاڑھی والا نہیں ہو سکتا تھا.... وہی مشتبہ آدمی جس کے ساتھ پروین کو دیکھ کر عمران اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

وہ سوچتا رہا مگر کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا کہ وہ کیپٹن فیاض ہے۔

پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"عمران! فوراً ریگل لاج پہنچو! پروین قتل کر دی گئی.... تمہارا آنا ضروری ہے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔"

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ عمران نے بہت برا سا منہ بنایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے قدم قدم پر شکست ہو رہی تھی۔

اس نے بڑی تیزی سے لباس تبدیل کیا۔ نیچے آکر گیراج سے کار نکال اور ریگل لاج کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے بھر وہ عجیب طرح کی الجھن میں مبتلا رہا۔ اس میں اس کی چھٹی حس کو بھی دخل تھا۔ ریگل لاج کے سامنے پہنچ کر اس نے کار روک دی لیکن وہاں اسے کسی غیر فطری بات کا احساس ہوا۔ اور وہ بات اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ ریگل لاج کے قرب و جوار کے حالات معمول پر تھے۔ کہیں بھی اسے کوئی پولیس مین نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے واپسی کے لئے کار موڑی ہی تھی کہ سامنے سے فیاض کی کار آتی دکھائی دی.... اسکے پیچھے پولیس کار تھی۔

عمران کو اپنی کار روک دینی پڑی۔ اس نے سوچا۔ یقیناً وہ کسی جال میں پھنسنے والا ہے۔ کیونکہ فیاض نے فون ہی پر کہا تھا کہ وہ ریگل لاج میں موجود ہے.... فیاض کار سے اتر کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا "کیا بات ہے؟"

"بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "مجھ سے کہا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں اور خود اب تشریف لا رہے ہیں۔"

"میں نے؟.... تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ ویسے ابھی ابھی کسی نامعلوم آدمی نے فون پر مجھ سے کہا تھا کہ پروین اپنے فلیٹ میں قتل کر دی گئی!"

"لیکن مجھ سے کیپٹن فیاض نے کہا تھا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں۔ پروین قتل کر دی گئی ہے فوراً آؤ!"

"تم اس فلیٹ میں گئے تھے؟" فیاض نے اسے گھور کر پوچھا۔

"نہیں! میں نے جب یہاں پولیس کی گاڑی نہیں دیکھی تو سمجھا شاید کسی نے مذاق کیا ہے.... واپس جا رہا تھا کہ تم آگئے!"

"اچھا تم یہیں ٹھہرو.... میں اوپر جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک تمہیں یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔"

فیاض نے پچھلی کار والے انسپکٹر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔

عمران اپنی کار موڑ ہی چکا تھا۔ جیسے ہی فیاض نظروں سے اوجھل ہوا۔ وہ نکل بھاگا۔ دوسری کار میں بیٹھے ہوئے کانسٹیبلوں نے ان کی گفتگو نہیں سنی تھی ورنہ شاید عمران اتنی آسانی سے گلو خلاصی حاصل نہ کر سکتا۔

وہ اندھا دھند اپنی کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

اس نے بھاگ نکلنے کا فیصلہ بڑی جلدی میں کیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ پروین قتل کر دی گئی ہے۔ اسی لئے وہ بھاگ نکلا۔ وہ جانتا تھا کہ جس نے بھی اسے قتل کیا ہے.... وہ اس سلسلے میں اسے پھنسانا چاہتا ہے۔ ورنہ فیاض کی طرف سے فون کیوں کیا جاتا۔ اور فیاض کو کسی گمنام آدمی کی طرف سے فون کیوں موصول ہوتا! عمران سوچ رہا تھا کہ وہ یقیناً پھنس جائے گا۔ کیونکہ وہاں کی ایک کرسی پر اس کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ پروین کے پستول پر بھی اس کی انگلیوں کے نشانات محفوظ ہوں۔ یقیناً محفوظ ہوں گے۔ کیونکہ انہی نشانات کی بناء پر کسی نامعلوم آدمی نے اسے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ پروین کے فلیٹ کے نشانات یقیناً پولیس کو چکرا دینے والے ہوں گے۔ کیونکہ گولیوں کے چھ نشانات دیواروں پر بھی نظر آئیں گے....

لیکن اسے پھر پروین کا پستول یاد آ گیا۔ وہ سوچنے لگا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہی پستول سے قتل کی گئی ہو اور اسی پستول پر خود اس کی انگلیوں کے نشانات پائے جائیں گے۔

عمران بے تحاشا کار چلا رہا تھا۔ اس وقت اس کی حیثیت بالکل مجرموں کی سی تھی! کیونکہ وہ بحیثیت ایکس ٹو منظر عام پر نہیں آ سکتا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے جلدی میں وہ فون تار سے الگ کیا جس کے نمبر ڈائرکٹری میں نہیں تھے۔ وہ ٹرانسمیٹر اٹھایا جس کے ذریعہ وہ اکثر اپنے ماتحتوں سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے انہیں اس صندوق میں ڈالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ وہ صندوق کو اٹھائے ہوئے نیچے آیا۔

تین یا چار منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کار پھر سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن جلدی ہی

س کا رخ ویرانے کی طرف ہو گیا!



فیاض ٹھیک سات بجے شام کو عمران کے باپ رحمان صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔

نوکر اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اطلاع دینے کے لئے اندر چلا گیا۔

رحمان صاحب جلد ہی آ گئے۔ فیاض نے انہیں دیکھ کر اٹھنا چاہا۔

"بیٹھو.... بیٹھو.... کیا خبر ہے؟" رحمان صاحب نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا عرض کروں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے!"

"کیا بات ہے؟"

"مقتولہ کے کمرے میں ایک کرسی پر عمران کی انگلیوں کے کئی نشانات ملے ہیں۔ نہ صرف رسی پر.... بلکہ ایک نشان مقتولہ کے پستول پر بھی ہے۔ اسی پستول پر جس سے وہ قتل کی گئی ہے.... پستول پروین ہی کا تھا۔ وہ اس کا لائسنس رکھتی تھی۔ مجھے پہلے سے بھی اس کا علم تھا کہ ں کے پاس ایک پستول ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں؟"

"میں کیا بتاؤں.... جو تم مناسب سمجھو.... اگر عمران گرفت میں آتا ہے تو میں اس کی فارش نہیں کروں گا۔"

"مگر جناب میرے اور اس کے تعلقات.... میں کیسے گوارا کروں گا۔ بہتر ہے کہ آپ ری طور پر میرا تبادلہ کر دیں۔"

"اس تجویز پر میں تمہیں معطل کر سکتا ہوں!" رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔ "تم رض کی ادائیگی سے پیچھے ہٹ رہے ہو.... اگر عمران مجرم ہے تو وہ نہ تو رحمان کا بیٹا ہو سکتا ہے رنہ تمہارا دوست.... سمجھے!"

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور رحمان صاحب نے اٹھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یہاں کیپٹن فیاض ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کون؟ عمران! تم کہاں سے بول رہے ہو؟"

"میں اس کی اطلاع ڈائرکٹر جنرل صاحب کو ہرگز نہیں دے سکتا.... ریسیور فیاض کو دے دیجئے!"

"یہاں فیاض نہیں ہے۔" رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔

"پھر بھلا بتائیے کہ میں کیوں نہ جھوٹ بولوں؟" عمران کے لہجے میں بڑی سعادت مندی تھی۔

"شٹ اپ.... سئور.... بیہودے...." رحمان صاحب نے چیخ کر کہا اور ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو....!" فیاض گلا صاف کرتا ہوا بولا۔

"فیاض!" عمران نے دوسری طرف سے کہا "یہ قتل تین اور پانچ بجے کے درمیان ہوا ہے اور اس وقت میں اپنے فلیٹ میں بے خبر سو رہا تھا یعنی کہ گدھے بیچ کر.... آج کل گھوڑے تو ملتے نہیں!"

"تم کہاں سے بول رہے ہو؟"

"کل بتاؤں گا۔ لیکن آخر تم فلیٹ میں کسی تیسرے آدمی کی موجودگی کے امکانات پر غور کیوں نہیں کرتے؟ میری انگلیوں کے نشانات کو بھول جاؤ۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ پستول کے دستے پر میری انگلیوں کے نشانات ملے ہوں گے۔ مگر یہ تو سوچو کہ غیر معمولی حالات میں مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہو سکتی ہے.... کیوں؟"

"مگر تمہاری انگلیوں کے نشانات کیوں؟"

"میں دو بجے سے تین بجے تک اس کے فلیٹ میں رہا ہوں اور اسے زندہ چھوڑ کر آیا تھا۔"

"تم وہاں گئے کیوں تھے؟"

"اسے قتل کرانے.... اگر میں وہاں نہ جاتا تو وہ قتل نہ کی جاتی۔"

"یعنی؟"

"وہ جن لوگوں کے لئے کام کر رہی تھی۔ انہیں شاید اس کا علم ہو گیا ہے کہ میں اس کی اصلیت معلوم کر لینے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"تم نے اسے نہیں قتل کیا؟" فیاض بولا۔

"گھاس کھا گئے ہو تم شاید!" عمران نے دوسری طرف سے کہا "بھلا میں اسے کیوں قتل

کرنے لگا۔"

اچانک رحمان صاحب بڑبڑائے "اسے باتوں میں الجھائے رکھو.... میں دوسری فون پر ایکسچینج سے معلوم کرتا ہوں کہ یہ کہاں سے بول رہا ہے۔"

رحمان صاحب کمرے سے چلے گئے۔ عمران دوسری طرف سے کہہ رہا تھا ایک لمبا آدمی تمہارا اصل شکار ہے جو داہنا پیر زمین پر رکھتے وقت بائیں پیر سے زیادہ زور دیتا ہے۔ اس وجہ سے چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ محسوس ہوتی ہے۔"

"وہ کہاں ملے گا؟"

"تمہارے بڑے بھائی کی سسرال میں!" عمران جھلا کر بولا۔

"پیارے عمران ذرا ڈھنگ کی بات کرو!"

"آہا.... بہت بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔ کیا والد صاحب قبلہ کمرے سے تشریف لے گئے.... آہا! میں بھی کتنا احمق ہوں.... وہ یقیناً تشریف لے گئے ہوں گے۔ ایکسچینج سے معلوم کریں گے کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں۔ سنو! فیاض ڈارلنگ بلکہ سوئیٹ ہارٹ میں پبلک بوتھ نمبر ۲۷ سے بول رہا ہوں۔ اب چلا شب بخیر! والد صاحب سے کہہ دینا کہ ان کی صلاحیتیں مجھ میں منتقل ہونے کے بعد کچھ ذرا انگڑی ہو گئی ہیں.... ہاں.... ٹاٹا...."

"ارے سنو تو سہی.... وہ.... میں.... تم...." فیاض ہکلاتا ہی رہ گیا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ٹھیک اسی وقت رحمان صاحب نے کمرے میں داخل ہو کر کہا "پبلک بوتھ نمبر ۲۷" پھر فون کی طرف دیکھ کر بولے۔ "یہ کیا.... میں نے تم سے کہا تھا کہ اسے روکے رکھنا۔"

"جناب عالی! میں کیا عرض کروں؟"

"عرض کیا کرو گے خاک.... تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکا اور اتنی ذمہ دار پوسٹ ہولڈ کرتے ہو.... تمہیں شرم آنی چاہئے۔"

"وہ مجھ سے کہیں زیادہ ذہین ہے۔" فیاض نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"بے کار بکواس!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ رحمان صاحب خفا ہوتے رہے۔ ''کیا تم اس عہدے کے لائق ہو؟ بتاؤ.... بولتے کیوں نہیں؟''

''میں نے روکنے کی کوشش کی تھی۔ باتوں میں الجھا لیا تھا لیکن بے خیالی میں تھوڑا بے تکلف ہو گیا۔ بس اسی پر وہ کھٹک گیا کہنے لگا کیا والد صاحب کمرے سے تشریف لے گئے؟ تم بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔ ضرور تشریف لے گئے ہوں گے تا کہ ایکسچینج سے معلوم کر سکیں کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں۔ پھر اس نے بتایا کہ وہ پبلک بوتھ نمبر ۲۷ سے بول رہا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے.... اتنی ذرا سی بات پر وہ کھٹک گیا۔''

رحمان صاحب کچھ نہیں بولے۔ چند لمحے خاموشی رہی۔

پھر انہوں نے کہا ''میں کچھ نہیں جانتا.... تین دن کے اندر اندر اسے حاضر کرو۔''

''میں انتہائی کوشش کروں گا جناب!''

''تمہیں اور کچھ کہنا ہے؟''

''جی نہیں!'' فیاض اٹھتا ہوا بولا ''اب اجازت دیجئے!''

O

میک اپ کے باوجود بھی آدمی اپنی آنکھوں کی بناوٹ اور چلنے کے انداز سے پہچانا جا سکتا ہے۔ لہٰذا عمران کو آنکھوں کی خاص فکر تھی۔ اس کے لئے اس نے تاریک شیشوں کی عینک استعمال کی تھی۔ رہ گئی چال.... اس کا بدل دینا عمران کا بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جسم کے کن حصوں پر کتنی طاقت صرف کرنے سے چال بدل جاتی ہے۔ لہٰذا چال سے اسے پہچان لینا آسان کام نہیں تھا۔

اسے اس لمبے آدمی کی فکر تھی جو چلتے وقت داہنا پیر زیادہ زور سے زمین پر رکھتا تھا.... جس کی وجہ سے چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ کا احساس ہوتا تھا۔ سارجنٹ ناشاد کی رپورٹ کے مطابق ایسا ہی ایک آدمی پروین کے فلیٹ سے نکلا تھا اور اس آدمی کے متعلق بھی یہی رپورٹ

تھی.... جو کرنل زیدی کی جگہ محکمہ خارجہ کے دفتر میں کام کرتا رہا تھا.... خود کرنل زیدی کے متعلق عمران نے ہیڈ کوارٹر سے بہتیری معلومات حاصل کر لی تھیں۔ کرنل زیدی لمبے قد کا آدمی ضرور تھا۔ لیکن اس کی چال میں لنگڑاہٹ نہیں تھی عمران نے سوچا کیوں نہ ریکسٹن اسٹریٹ کے آسیب زدہ مکان میں قسمت آزمائی کی جائے۔ لیکن پھر اسے تنویر کی بیہوشی کا واقعہ یاد آ گیا۔ اور اسے یہ خیال ترک کرنا پڑا کہ وہ اب بھی ریکسٹن اسٹریٹ والے مکان میں ان لوگوں کا کچھ سراغ پا سکے گا۔

پھر وہ کیا کرے؟

یہ ایک مشکل سوال تھا۔ فی الحال کوئی مشتبہ آدمی بھی اس کی نظر میں نہیں تھا! ایسے حالات میں منطقی شعور پر بھروسہ کرنا فضول ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا عمران نے نتائج اخذ کرنے کے لئے منطق کو بیکار ہی سمجھا.... اور اسی مقصد کے حصول کے لئے تخیل کا سہارا ڈھونڈنے لگا.... لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ اس سے بھی کام نہ چلے گا۔

اس کے آٹھوں ماتحت بھی اس دراز قد آدمی کی تلاش میں تھے مگر ابھی تک انہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

دراز قد آدمی کے خلاف اب تک دو جرم ثابت ہو چکے تھے ایک تو یہ کہ وہ کرنل زیدی کے روپ میں محکمہ خارجہ کے دفتر میں کام کرتا رہا تھا اور دوسرا یہ کہ پروین کا قاتل وہی تھا۔ یہ محض عقلی گدا نہیں تھا بلکہ فنگر پرنٹ کے ماہرین اس کی تصدیق کر چکے تھے! پروین کے فلیٹ کے باتھ روم کے دروازے کے ہینڈل پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشان اور محکمہ خارجہ کے دفتر کی چند کرسیوں کے ہتھوں پر ملے ہوئے نشانات میں کوئی فرق نہیں تھا۔

عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے جولیا نافٹز واٹر کو فون کیا آجکل وہ اسی طرح اس سے دن بھر کی رپورٹ حاصل کیا کرتا تھا۔ جولیا دوسری طرف سے کہہ رہی تھی ''ہمیں ایک ایسے لمبے آدمی کا سراغ مل گیا ہے جو چلتے وقت داہنے پیر پر زور دیتا ہے اور چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ وہ کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے اور اسی کوٹھی کے ایک حصے میں اس کا قیام بھی ہے۔ یہ کرنل نادر ایک ریٹائرڈ فوجی ہے۔ پچھلے پانچ سال سے ایکسپورٹ اور

امپورٹ کرتا ہے۔ ٹیوی اسٹریٹ میں اس کا آفس ہے۔ اور کوٹھی.... صفدر روڈ پر ہے.... پندرہ صفدر روڈ!"

"سب سے پہلے اسے کس نے دیکھا؟" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن خاور نے۔"

"پھر تم نے بھی اسے دیکھا؟"

"جی ہاں میں نے بھی خاور ہی کی اطلاع پر اسے دیکھا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ وہ مطلوبہ آدمی سے سو فیصدی مشابہ ہے۔"

"نادر کے آفس میں وہ کیا کام کرتا ہے؟"

"ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا.... ویسے اس کے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے!"

"تنویر سے کیا کام لے رہی ہو؟"

"کچھ بھی نہیں وہ آرام کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجرموں کی نظر میں آگیا ہے۔ لہٰذا میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں اب اس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔"

"تم واقعی بہت ذہین ہو جولیا۔" عمران نے کہا۔

"شکریہ! لیکن اب میں ان تعریفوں سے خوش نہیں ہوتی۔"

"کیوں؟"

"اب مجھے اسی حالت میں خوشی ہوگی جب آپ میرے قریب بیٹھ کر میری ذہانت کی تعریف کریں گے۔"

"ایسا شاید کبھی نہ ہو سکے۔"

"اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں خود ہی آپ کو ڈھونڈ نکالوں۔"

"کھلی ہوئی اجازت ہے۔" عمران نے کہا۔

"شکریہ! میں کوشش کروں گی۔"

"ابھی نہیں! یہ فرصت کی باتیں ہیں۔ فی الحال ہمیں کام کرنا ہے۔"

"ساتھ ہی کام بھی ہوتا رہے گا جناب! میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس لمبے آدمی کو دیکھ لیجئے۔ ممکن ہے ہم سے غلطی ہوئی ہو۔"

"خوب!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا...."اس طرح تم مجھے ڈھونڈ نکالو گی۔ یعنی جو شخص بھی کرنل نادر کے آفس یا اس کی کوٹھی کے گرد منڈلاتا ہوا نظر آجائے.... وہ سو فیصدی ایکس ٹو ہوگا.... کیوں؟.... یہی تدبیر سوچی ہے نا تم نے؟"

جولیا ہنسنے لگی اور عمران نے کہا۔

"کہیں اس بوڑھے کو ایکس ٹو نہ سمجھ لینا جو اس وقت بھی کرنل نادر کے آفس کے قریب ہی موجود ہے۔"

"کیا.... کوئی ایسا آدمی وہاں موجود ہے؟"

"ہاں.... وہ کمبخت بہت چالاک ہے.... اتنا چالاک کہ تم سے پہلے ہی اس لمبے آدمی کے چکر میں پڑ گیا۔"

"وہ کون ہے؟"

"عمران۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"عمران وہاں پہنچ گیا۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں! اگر تم چاہو تو اسے پریشان کر سکتی ہو۔ کیونکہ فیاض نے اس کی گرفتاری کا وارنٹ نکلوا لیا ہے۔"

"جی ہاں! میں نے بھی سنا ہے.... شاید پروین کے فلیٹ میں اس کی انگلیوں کے نشانات بھی ملے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہے کہ یہ ہر معاملے میں بالکل ہماری ہی لائن پر دوڑتا ہے۔"

"لیکن وہ دوڑتا ہی رہ جاتا ہے اور میں فائدہ اٹھا لیتا ہوں۔ اس کا وجود فیاض کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے.... میرے لئے نہیں۔"

"اچھا میں دیکھوں گی۔"

"لیکن اس کا خیال رہے کہ عمران کی گرفتاری ہمارے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوگی اسے فیاض کی دسترس سے دور ہی رہنا چاہئے۔"

"مگر عمران پروین کے فلیٹ میں کیسے داخل ہوا تھا کہ اپنے آدمی اسے نہیں دیکھ سکے۔"

"آہا.... کیا تمہیں وہ مجہول آدمی یاد نہیں جو دروازے کا شیشہ توڑ کر فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔"

"کیا وہ عمران تھا؟...." جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! وہ عمران تھا۔"

"پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قتل میں اسی کا ہاتھ رہا ہے۔"

"خدا جانے.... میں ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اسے ضرور یاد رکھو کہ عمران کی گرفتاری سے ہم نقصان میں بھی رہ سکتے ہیں۔"

"تو کیا ہم پوشیدہ طور پر اس کی بھی حفاظت کریں۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں! مگر اس طرح کہ اسے اس کا علم نہ ہونے پائے۔ وہ بے چارا نادانستہ طور پر ایکس ٹو کے لئے بڑی محنت کر رہا ہے۔" عمران نے کہا "اچھا اب میں تقریباً آٹھ گھنٹے بعد تمہیں پھر فون کروں گا! ٹھہرو.... ٹھہرو.... سنو! ایک تدبیر سمجھ میں آ رہی ہے۔ اس طرح سارا کام بہ آسانی ہو جائے گا.... تم عمران کو دھمکاؤ کہ اس نے تمہارے ساتھ مل کر کام نہ کیا تو تم اسے گرفتار کرا دو گی۔ وہ اس پر مجبور ہو جائے.... سمجھیں....؟"

"جی ہاں! سمجھ گئی.... لیکن اس کی پہچان کیا ہے؟"

"سفید اور گھنی ڈاڑھی.... آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک، ناک کے نچلے حصے پر گہری سرخی اور خفیف سا خم.... وہ تمہیں کرنل نادر کے آفس کے سامنے والے ریستوران میں ملے گا.... اچھا.... بس!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔



عمران جولیا کے پہنچنے سے پہلے ہی اس ریستوران میں پہنچ گیا۔ وضع قطع سے وہ کوئی بوڑھا ڈاڑھی والا یوریشین معلوم ہوتا تھا۔ اس کے آرڈر کی چائے آئی ہی تھی کہ جولیا آ پہنچی۔ وہ تیر کی طرح عمران کی طرف آئی۔

"اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو!" اس نے جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ عمران دمہ کے مریض کی طرح ہانپتا ہوا بولا "بیٹھ جاؤ.... بیٹھ جاؤ.... اگر تمہیں دمے کی بیماری سے نفرت نہ ہو۔"

جولیا بیٹھتی ہوئی اس کی طرف جھک کر بولی۔ "قطعی نہیں! ایسی صورت میں نفرت کی ہی نہیں جا سکتی جب کسی جوان آدمی کو دمہ ہو جائے۔"

"لڑکی! تم میرے بڑھاپے کا مذاق اڑا رہی ہو۔ تم سے خدا سمجھے اور خدا کرے تم ابھی بوڑھی ہو جاؤ۔"

"ہاں میں بوڑھی ہو سکتی ہوں لیکن مجھے دمہ ہرگز نہیں ہوگا۔ میرے پھیپھڑوں میں اتنا دم ہی نہیں ہے کہ میں زبردستی ہانپ سکوں۔"

"تم شاید پاگل ہو گئی ہو...." عمران نے جھلا کر کہا.... "کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟"

"اچھی طرح۔ اگر میں تمہاری ڈاڑھی نوچ لوں تو کیسی رہے؟"

"تم مردہ نظر آؤ.... اور میں پھانسی کے تختے پر۔"

"بوڑھے ڈارلنگ! جولیا ہنس کر بولی "اسی فٹ پاتھ پر ایک ڈیوٹی کانسٹیبل ٹہل رہا ہے۔ کہو تو میں اسے بھی تمہاری چائے میں شریک کر لوں؟"

"تم کیا بک رہی ہو لڑکی؟"

"ہوں...." جولیا اسے گھورتی ہوئی بولی "تم کیپٹن فیاض کو دھوکا دے سکتے ہو مجھے نہیں!"

"ارے باپ رے...." عمران اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

اور جولیا ہنس پڑی۔

پھر اس نے کہا۔ "کہو تو بلاؤں ڈیوٹی کانسٹیبل کو؟"

"ہم.... ہپ.... مجھے سوچنے دو۔"

"اچھی طرح سوچ لو۔ تمہیں یہاں اپنی موجودگی کی وجہ بھی بتانی پڑے گی اور یہ بھی بتانا پڑے گا کہ پروین کے فلیٹ میں شیشہ توڑ کر کیوں داخل ہوئے تھے؟"

"ہائیں تم یہ بھی جانتی ہو؟" عمران بوکھلا کر بولا! "میں تو دفن ہو گیا۔"

"نہیں۔ ابھی تو صرف دم اکھڑا ہے۔ کفن دفن میرے ذمہ ہوگا۔" جولیا مسکرائی

"تم تو آج اس عورت کی طرح باتیں کر رہی ہو۔ جس نے ہاتھی کی موت پر چیونٹی کو مبارک باد دی تھی۔"

"اس لمبے آدمی کا نام کیا ہے جو کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے؟"

"ہوائے!" عمران چیخا "ایک گلاس پانی.... ٹھنڈا والا...." اور پھر وہ بری طرح کھانسنے لگا۔

"اس سے کام نہیں چلے گا۔" جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہاری بچت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرو۔"

"تمہارے سامنے تو ویسے ہی میرا کام تمام ہو جاتا ہے.... میں کام کیا کرونگا.... آہا.... کیا نام ہے جولیا نافٹز واٹر۔"

"بکواس شروع کر دی تم نے.... بولو منظور ہے.... یا.... کیپٹن فیاض کو فون کروں؟"

"کیا قصہ ہے.... آخر یہ سیکرٹ سروس والے آج کل مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہیں؟"

"میری بات کا جواب دو۔"

"خیال برا نہیں ہے...." عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "آج کل میں اکیلا بھی بور ہو گیا ہوں چلو منظور ہے.... مگر ایک شرط پر...."

"کیا شرط ہے؟"

"تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔ میں کسی کے احکامات کا پابند نہیں ہوں گا۔"

جولیا فوراً ہی کچھ نہیں بولی۔ کافی غور و فکر کے بعد اس نے کہا۔ "چلو منظور ہے۔" ویسے وہ سوچ رہی تھی کہیں یہ بات ایکس ٹو کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

"میرے کہنے پر عمل کرو گی۔" عمران نے کہا۔

"ہاں.... کتنی بار کہوں۔"

"اچھا.... تو کرو.... میرے کہنے پر عمل کرو۔"

"کیا کروں؟"

"اپنے گالوں پر زور زور سے تھپڑ مارو۔"

"ہشت...."

"پھر میں تم لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ دونوں آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ عمران نے دوبارہ کہا۔ "میرے کہنے پر عمل کرو۔"

"بے تکے مذاق مجھے پسند نہیں ہیں۔"

"تم نہیں مارو گی تو میں ہی رسید کر دوں گا۔"

"شٹ اپ!"

لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اس کے گال پر ایک تھپڑ رسید کر کے چیخا۔ "تجھے کرنل نادر کے دفتر میں ملازمت کرنی ہی پڑے گی۔"

جولیا ہکا بکا رہ گئی۔ اس کا ہاتھ چوٹ کھائے ہوئے گال پر تھا۔ اور آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

عمران پھر گرجا "تجھے کرنل نادر کے دفتر میں نوکری کرنی ہی پڑے گی۔"

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" ایک آدمی قریب ہی کی میز سے اٹھتا ہوا بولا

عمران کسی چڑچڑے بوڑھے کی طرح اس پر الٹ پڑا "تم سے مطلب؟" میں نے اپنی لڑکی کو تھپڑ مارا ہے۔ تم کون ہوتے ہو دخل دینے والے؟"

جولیا خاموش بیٹھی رہی۔

"مگر جناب! یہ ظلم ہے.... ناشائستگی ہے!" اس نے عمران سے کہا۔

"یہ ناشائستگی تم سے نہیں سرزد ہوئی.... اپنا کام کرو...." عمران ہاتھ جھٹک کر بولا۔ پھر جولیا سے کہا "اٹھو.... ابھی چلو.... ورنہ میں تم کو یہیں دفن کر دوں گا۔"

اب سارا معاملہ جولیا کی سمجھ میں آگیا۔ لیکن یہ طریقہ بڑا واہیات تھا۔ وہ دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دیتی رہی۔

"تم نے نہیں سنا؟" عمران دانت پیس کر بولا۔

"میں اس کے دفتر میں ملازمت نہیں کروں گی۔ وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔"

"اچھا تو جہاں تمہارا دل چاہے مرر ہو.... میری چھت کے نیچے واپس نہ آنا.... سمجھیں؟.... میں بڑھاپے میں بھی اپنا پیٹ پالنے کے لئے محنت کر سکتا ہوں.... میری نظروں

سے دور ہو جاؤ۔"

"ڈیڈی.... تم پاگل ہوگئے ہو..... یہاں اس طرح مجمع عام میں توہین کر رہے ہو۔ اب میں تم پر تھوکنے بھی نہ آؤں گی!" جولیا اٹھنے لگی۔

لیکن اس آدمی نے آگے بڑھ کر کہا

"محترمہ! ذرا سنئے تو سہی!.... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ کرنل نادر برے آدمی ہیں؟"

"پھر تم نے دخل دیا۔" عمران جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"مجبوراً دخل دینا پڑا۔ کیونکہ میں ایک اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بری رائے نہیں برداشت کر سکتا۔"

"ارے تو تم ٹھیکیدار ہو سارے زمانے کے؟" عمران نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

کمرے کے سارے ہی لوگ ان کی طرف متوجہ تھے!

"نہیں.... کرنل نادر سے میرا تعلق ہے.... اس لئے میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔"

"کیا تعلق ہے؟"

"میں ان کی فرم کا اسسٹنٹ منیجر ہوں!"

"اوہو!" عمران یکلخت کھڑا ہو کر اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "معاف کیجئے گا جناب! کرنل نادر کے لئے میں ذاتی طور پر کوئی برا خیال نہیں رکھتا.... یہ ابھی بچی ہے.... ناسمجھ ہے.... کسی نے کہہ دیا ہوگا۔ کرنل نادر برے آدمی ہیں۔ آپ تشریف رکھئے نا.... جی ہاں.... یہاں اسی کرسی پر.... مجھے افسوس ہے جناب اپنے رویے پر.... مجھے معلوم ہوا تھا کہ کرنل نادر کے دفتر میں ایک ٹائپسٹ کی جگہ خالی ہے اے جولی.... بیٹھ جاؤ.... میں تمہیں حکم دیتا ہوں!"

جولیا اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت کافی حسین معلوم ہو رہی تھی۔

عمران کافی دیر تک بکواس کرتا رہا۔

اس آدمی نے کہا کہ فی الحال دفتر میں کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ لیکن وہ جولیا کے لئے جگہ

پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔

پھر وہ عمران کو وہیں بیٹھے رہنے کی تاکید کر کے جولیا کو اپنے ساتھ دفتر لے گیا۔ جولیا کی واپسی آدھے گھنٹے بعد ہوئی.... مگر وہ تنہا نہیں تھی.... اس کے ساتھ نہ صرف وہ اسسٹنٹ منیجر تھا بلکہ ایک دراز قد آدمی اور بھی تھا جس کے چلنے کا انداز دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لی۔

"مبارک ہو جناب!" اسسٹنٹ منیجر نے عمران سے کہا۔ "یہ کل سے کام پر آئیں گی۔"

"شکریہ! بہت بہت شکریہ!" اس نے گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا.... اس کی آواز رقت آمیز ہو گئی تھی.... "میں عمر بھر آپ کا احسان یاد رکھوں گا۔"

ساتھ ہی عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ دراز قد آدمی اسے بری طرح گھور رہا ہے....

"کیوں جناب! کیا آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے؟" دراز قد آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا.... "آج تو دھوپ بھی نہیں ہے.... لیکن آپ سیاہ عینک میں نظر آرہے ہیں۔"

"سیاہ عینک!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں ہمیشہ تاریک شیشوں کی عینک استعمال کرتا ہوں حتیٰ کہ رات کو بھی آپ مجھے اس عینک کے بغیر نہیں دیکھیں گے.... دراصل میری آنکھیں بڑی نفرت انگیز ہیں۔ اگر آپ دیکھیں تو آپ کو یقیناً گھن آئے گی۔"

عمران نے عینک اتار دی۔

اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ اور کیچڑ سے بھری ہوئی تھیں۔

"ڈیڈی پلیز...." جولیا نے ناک سکوڑ کر کہا.... "خدا کے لئے عینک لگائیے!"

عمران نے پھر آنکھوں پر عینک جمالی۔

جولیا کا دل اس وقت بری طرح دھڑکنے لگا تھا جب دراز قد آدمی نے عینک پر اعتراض کیا تھا۔ مگر عمران کی چالاکی پر وہ عش عش کرنے لگی۔ دراز قد آدمی اسے انتہائی درجہ خطرناک معلوم ہو رہا تھا۔

واپسی پر جولیا عمران پر بری طرح برس پڑی!" میں اس تھپڑ کا بدلہ لے لوں گی.... سمجھے!"

"کبھی اطمینان سے لے لینا.... اب تو میں مستقل طور پر تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہارا باپ بن کر رہوں گا۔ ویسے تم کچھ بھی سمجھو!

میں تمہیں اپنے فلیٹ میں نہیں رکھوں گی۔"

"میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں جاؤ.... آہا ٹھہرو.... وہاں تم نے اپنا پتہ تو نہیں بتایا؟"

"نہیں! پتہ مجھے کل حاضری کے رجسٹر میں لکھنا پڑے گا۔"

"کرنل نادر موجود تھا؟"

"ہاں اسی نے اسپیڈ کا امتحان بھی لیا تھا.... مگر وہ سچ مچ خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"عورتوں کے لئے؟" عمران نے پوچھا۔

"تم بالکل گدھے ہو۔" جولیا نے کہا" اور اس وقت ایک حماقت کر بیٹھے ہو! عورتوں کے معاملے میں وہ اس قدر بدنام ہے کہ کوئی عورت اس کے آفس کا رخ بھی نہیں کرتی.... کیا اسے یا اس کے آدمیوں کو اس پر شبہ نہ ہوگا۔ غالباً وہ لمبا آدمی اسی لئے ریستوران میں آیا تھا کہ تمہیں بھی دیکھ لے۔"

"جولیا... او.... بیٹی جولیا.... میں نے آج تک عقلمندی کا کوئی کام ہی نہیں کیا.... اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں نہیں جاسکتیں۔"

"کیا ہے تمہارے ذہن میں؟ صاف صاف کہو۔"

"یہ لوگ ہمارے متعلق انکوائری ضرور کریں گے۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ اسی وقت سے ہمارا تعاقب شروع ہوگیا ہوگا۔ لہٰذا ہمیں اسی مکان میں قیام کرنا چاہیے جہاں تم آٹھوں اکثر اکٹھے ہوتے ہو اور ویسے وہ بند پڑا رہتا ہے۔"

"تم کیا جانو!" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"گدھا سب کچھ جانتا ہے مگر عموماً خاموش رہتا ہے۔ ویسے جب کبھی رینکنا شروع کرتا ہے تو لوگوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں.... خیر.... پرواہ نہیں اس مکان کی ایک ایک کنجی آٹھوں کے پاس رہتی ہے۔ تمہاری کنجی اس وقت بھی تمہارے پرس میں موجود ہوگی۔"

"مجھے حیرت ہے کہ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو؟"

"میرا نام عمران ہے.... کیپٹن فیاض نہیں۔"

"تم اسی لمبے آدمی کے چکر میں تھے؟"

"ہاں!"

"تو پھر اسے گرفتار کیوں نہیں کرادیتے... مجھے نادر کے دفتر میں ٹائپسٹ کیوں بنا رہے ہو؟"

"ارے.... اس کے خلاف ثبوت بھی تو مہیا کرنے ہوں گے۔"

"ثبوت پہلے ہی سے موجود ہے.... پروین کے فلیٹ میں کچھ ایسے نشانات بھی ملے تھے جو نہ پروین کی انگلیوں کے تھے اور نہ تمہاری انگلیوں کے.... ہوسکتا ہے کہ وہ اسی کی انگلیوں کے نشانات رہے ہوں۔"

"ہاں! اسی لئے تو تمہیں اس کے آفس میں جگہ دلوائی ہے کہ تم کسی طرح سے اس کی انگلیوں کے نشانات حاصل کرلو۔ پھر ان کا دوسرے نشانات سے موازنہ کر کے کوئی کارروائی کی جائے!"

"تم مجھے بہلانے کی کوشش کر رہے ہو.... کوئی چکر اور بھی ہے۔"

"موت کا چکر پڑھا ہے تم نے بڑا شاندار ناول تھا۔"

"بات نہ اڑاؤ!"

"چھوڑو بھی ہم آج سے ایک بالکل نئی زندگی کا آغاز کر رہے ہیں اب کے جاڑوں کے لئے تم میرا سوئیٹر کس ڈیزائن کا بنو گی؟ بوڑھے باپ کو دستانوں کی ضرورت بھی پیش آئے گی۔"

"مجھے یہ طریقہ بالکل پسند نہیں۔"

"اور یہ پسند ہے کہ کیپٹن فیاض مجھے پکڑ کر جیل میں ٹھونس دے۔"

"مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ اگر ایسا ہو جائے.... تم اسی قابل ہو۔"

"بوڑھے باپ کی بددعائیں نہ لو.... سمجھیں...."

"سب سمجھتی ہوں.... مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

"بس آخری تمنا یہ ہے کہ کسی شریف آدمی سے تمہاری شادی کر کے بقیہ زندگی ہالی وڈ ل گذار دوں۔"

"شٹ اپ!"

"باپ سے بدتمیزی نہیں کرتے.... ہاں.... بری بات ہے۔"

"میں یہیں سڑک پر تمہاری ڈاڑھی نوچ لوں گی۔"

"اور قیامت کے دن روسیاہ اٹھو گی۔"

"تم خود اٹھو گے روسیاہ۔"

"میرے والد صاحب ڈاڑھی نہیں رکھتے اس لئے میں محفوظ ہوں۔"

"تو تم اب میرے ساتھ کہاں جا رہے ہو۔" جولیا جھلا گئی۔

"وہیں جہاں کے لئے پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تمہیں گورداسپور اور مجھے ٹنڈوالہ یار پہنچا دے گا۔"

"بکواس نہ کرو.... تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

"جب ایک بیٹی باپ سے اس طرح گفتگو کرے تو سمجھ لو کہ کوئی آسمانی قہر نزدیک ہے۔ کنفیوشس نے یہی کہا تھا.... اگر کنفیوشس نہ کہتا تب بھی کم از کم بیٹی یہ تو ضرور محسوس کرتی کہ ایک آدمی تعاقب کر رہا ہے.... پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا "بس چپ چاپ چلتی رہو! آگے بس اسٹینڈ پر رک کر ہم کسی بس میں بیٹھ جائیں گے۔ خبردار اس کے خلاف نہ ہو ورنہ نتیجہ کی تم ذمہ دار ہو گی۔"

جولیا کو عمران کا یہ لہجہ بڑا ڈراؤنا معلوم ہوا۔ وہ چپ چاپ چلتی رہی کبھی کبھی وہ عمران سے سچ مچ خوف محسوس کرنے لگتی تھی۔

وہ ایک بس میں بیٹھ کر اس سڑک پر آئے جس کی گلی میں وہ مکان واقع تھا.... گلی صاف ستھری اور کشادہ تھی اور یہاں زیادہ تر متوسط طبقہ کے لوگ آباد تھے۔

جولیا نے پرس سے کنجی نکال کر قفل کھولا اور وہ دونوں اندر آئے۔

"آہا!" عمران نے کہا.... "یہاں فون بھی موجود ہے.... تب تو پھر کام بن گیا۔"

"کیا کام بن گیا؟"

"اب تم اپنے ساتھیوں میں سے دو چالاک ترین آدمی منتخب کرو جو یہاں آ کر اس آدمی کی

نگرانی کریں۔"

"کیا سچ مچ کوئی ہمارا تعاقب کر رہا تھا؟"

"پتہ نہیں کس گدھے نے تمہیں اس محکمے کے لئے منتخب کیا ہے!"

"شٹ اپ!" جولیا جھنجھلا گئی "اگر کوئی آدمی تعاقب کرتا بھی رہا ہے تو اس کے ذمہ دار تم ہو۔ تمہیں اس طرح مجھے کرنل نادر کے دفتر میں بھیجنا ہی نہ چاہئے تھا۔"

"ہاہا.... یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ہی اسے اپنے تعاقب پر مجبور کیا ہے۔"

"اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے۔"

"چلو فی الحال اسے حماقت ہی سمجھ لو۔ جو میں کہوں کرتی جاؤ۔ تم اس کا وعدہ کر چکی ہو۔ ورنہ مجھے کسی بھی مدد کی ضرورت نہیں تھی سمجھیں؟"

"جب تک تم مجھے پوری اسکیم سے باخبر نہ کرو گے۔ میں کچھ نہیں کروں گی۔"

"اگر میں راستے سے ہٹ جاؤں تو تم اس گھر سے باہر قدم نکالنے کی بھی ہمت نہ کر سکو گی۔"

جولیا کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر وہ کھڑکی کے قریب گئی اور جھانک کر باہر دیکھا۔ گلی کے موڑ پر ایک آدمی کچھ اس انداز سے کھڑا نظر آیا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔

عمران نے ایک کرسی میں گر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔

جولیا فون کی طرف واپس آئی۔ لیکن پھر ڈائیل کرتے کرتے رک گئی دو منٹ خاموش کھڑی رہی۔ پھر کھڑکی کی طرف آ کر ایک بار پھر باہر جھانکنے لگی۔

وہ آدمی اب گلی کے اندر داخل ہو کر سامنے والے مکانات کی لائن کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ان کے نمبروں سے کسی مخصوص مکان کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہو۔

جولیا بڑی تیزی سے فون کی طرف پلٹی اور کیپٹن خاور کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔

کیپٹن خاور سے اس نے وہ سب کچھ کہا جو کچھ دیر پہلے عمران کہہ چکا تھا۔ لیکن اسے یہ نہیں بتایا کہ مکان میں اسکے ساتھ اور کون ہے۔ خاور نے جواب میں کہا کہ وہ اور کیپٹن جعفری جلدی ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔

جیسے ہی وہ ریسیور رکھ کر مڑی۔ عمران اس کی طرف چیونگم کا پیکٹ بڑھاتا ہوا بولا....

"ہو سکتا ہے کہ ہمیں رات کے کھانے کی بجائے چیونگم ہی پر قناعت کرنی پڑے۔"

جولیا کچھ نہیں بولی۔ وہ غور سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا بتاؤں!.... یہاں تو گراموفون بھی نہیں ہے ورنہ رمبا.... یا.... والز ناچتا.... ویسے اپنی طرف ایک ہوتا ہے۔ تگنی کا ناچ جس میں نہ آرکسٹرا کی ضرورت ہے.... اور نہ رقص کرنے کے لباس کی.... ہم!.... کچھ نہیں.... فی الحال میں صرف صبر کرنا چاہتا ہوں۔"

"اگر رات یہیں بسر کرنی پڑی تو....؟"

"بسر کرلیں گے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"تمہارے سر پر بسر کرلیں گے.... یہاں بستر نہیں ہیں۔"

"فرض کرلیں گے کہ ہم اپنی قبروں میں آرام کر رہے ہیں۔"

"یعنی زمین پر لیٹیں گے؟ بستر کے بغیر....؟"

"میرا دماغ مت چاٹو.... ورنہ تمہیں قتل کر کے فرار ہو جاؤں گا.... ہاں.... میرا غصہ بڑا خراب ہے۔"

جولیا بڑبڑاتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

دوسری صبح جولیا کو کرنل نادر کے دفتر جانا پڑا۔ وہ اور عمران ساتھ ہی ساتھ گھر سے باہر نکلے۔ لیکن قریب و دور انہیں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں دکھائی دیا جس کے متعلق شبہ کیا جاسکتا کہ وہ ان کی نگرانی کر رہا ہے۔

سڑک پر کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک بس میں بیٹھ گئی۔ اور عمران دوسری سڑک پر مڑ گیا۔ ویسے جولیا مضطرب ضرور تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

پچھلی رات اس نے ایک بار ایکس ٹو کو فون کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ بلکہ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ لائن انگیج ہے یا کلیئر.... کسی قسم کی آواز نہیں معلوم ہوئی.... صرف ہوا کی سائیں سائیں سنتی رہی تھی جو ماؤتھ پیس کے سوراخوں سے گھس کر

کان تک پہنچ رہی تھی۔

اس نے اس کا تذکرہ عمران سے بھی کیا تھا اور عمران نے اس پر کہا تھا ہو سکتا ہے کہ نگرانی کرنے والوں نے تار کاٹ دیئے ہوں۔ لیکن جولیا کٹے ہوئے تار دیکھنے کے لئے باہر نہیں نکلی تھی۔

دفتر پہنچ کر اس نے حاضری کے رجسٹر میں اپنا نام جولیا ہیورتھ لکھا.... عمران نے اسے یہی نام بتایا تھا۔ کیونکہ وہ خود ڈکسٹر ہیورتھ تھا۔ جولیا نے پچھلی رات ڈکسٹر کو ڈسٹر بنا کر عمران کا خوب مذاق اڑایا تھا۔

اسسٹنٹ منیجر نے اسے کچھ فائل دیئے جن میں اسے تقریباً نصف درجن نقلیں تیار کرنی تھیں۔ کام بہت معمولی سا تھا جو ایک گھنٹے کے بعد ختم ہو گیا اس نے اسسٹنٹ منیجر سے مزید کام کے لئے کہا۔

"اوہ.... مس ہیورتھ.... بس.... اب فی الحال آپ کو بیکار بیٹھنا پڑے گا" منیجر مسکرایا.... "وہ تو میں نے زبردستی آپ کے لئے جگہ خالی کرائی ہے۔ محض اس لئے کہ آپ کرنل نادر کو قریب سے دیکھ سکیں۔ میں اتنے اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بھی بری رائے برداشت نہیں کر سکتا.... یہ ضرور ہے کہ ہمارے یہاں کبھی کوئی لڑکی مستقل طور پر نہیں رکتی۔ لیکن اس کی وجہ وہ نہیں ہے جو عام طور پر بیان کی جاتی ہے بلکہ لڑکیاں اکتا جاتی ہیں۔ یہاں کے شریف آدمی ان سے فلرٹ نہیں کرتے۔ انہیں یہاں روکھی پھیکی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ یہاں صرف تنخواہ سے کام ہوتا ہے۔ کوئی فلرٹ کرنے والا ان کے لئے تحفے نہیں خریدتا۔ کرنل نادر ایک بااصول آدمی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر ان کے آفس میں کوئی لڑکی کام کرتی ہے تو اسے لڑکی نہ سمجھا جائے۔ جنس مقابل کی حیثیت سے اس کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کیا جائے جس کی بناء پر آفس کے اوقات میں اسے اپنی جنس کا احساس ہو سکے!"

اتنی لمبی چوڑی تقریر کے جواب میں جولیا نے صرف اتنا کہا "مجھے اپنی غلط فہمی پر افسوس ہے۔"

اسسٹنٹ منیجر پھر شروع ہو گیا۔

"کرنل نادر اپنے آدمیوں سے برابری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اکثر کلرکوں کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ان کے گھروں تک پہنچا آتے ہیں۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ پچھلے چھ ماہ

سے ایک کلرک کی بیوی دق میں مبتلا ہے۔ کرنل نادر اپنی جیب سے اس کا علاج کرا رہے ہیں کہاں ملے گا ایسا باس اس زمانے میں.... اور میں کیا کیا بتاؤں مس ہیور تھ!.... کرنل نادر ایک عظیم آدمی ہیں۔"

جولیا سب کچھ تسلیم کرتی گئی۔ لیکن کسی مرد کے متعلق عورتوں کی چھٹی حس فوراً اعلان کر دیتی ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔

جولیا نے پہلی ہی نظر میں کرنل نادر کے بارے میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی تھی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی محسوس کیا تھا کہ اس کی شخصیت میں اپنی بات منوانے کی صلاحیت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

آفس ختم ہونے پر ساڑھے چار بجے وہ باہر نکلی۔ کرنل نادر اپنی کار کی طرف جا رہا تھا.... جولیا کو دیکھ کر رک گیا۔

"گھر جا رہی ہو؟" اس نے بڑی شفقت سے پوچھا۔

"جی ہاں!"

"چلو۔ میں اپنی گاڑی میں پہنچا دوں۔"

"ارے نہیں.... آپ کو تکلیف ہوگی۔" جولیا گھبرا گئی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ پہلے ہی دن وہ اتنی بے تکلفی سے پیش آئے گا۔

"نہیں کوئی بات نہیں۔" کرنل نادر نے اس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسا کر اسے کار کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اس دوسری بے تکلفی پر جولیا بالکل ہی نروس ہو گئی۔ کرنل نادر کی شخصیت میں نہ جانے کون سی قوت تھی جس کے تحت جولیا جیسی دلیر عورتوں کی زبانیں بھی گنگ ہو جاتی تھیں۔

جولیا چپ چاپ اگلی سیٹ پر جا بیٹھی۔ اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ کہاں جا رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ کون ہے....

تقریباً پندرہ منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ پھر اسے احساس ہوا کہ وہ ایک بڑی حماقت کر بیٹھی ہے۔ اسے اپنی کمزوری پر غصہ آ گیا ہے۔

قبل اس کے وہ کچھ کہتی۔ کرنل بولا "کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں مگر.... میں ادھر.... میرا مکان زیدی لین میں ہے.... زیرو روڈ پر...."

"اوہو! تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں سمجھا شاید صحیح جا رہا ہوں خیر کوئی بات نہیں۔ ہم آگے سے مڑ جائیں گے۔"

اس وقت وہ ماڈل ٹاؤن میں تھے.... اسے شہر کا آباد اور غیر آباد حصہ کہا جا سکتا تھا۔ آباد کے ساتھ ہی غیر آباد یوں کہا جا سکتا تھا کہ عمارتیں ایک دوسری سے کافی فاصلے پر تھیں اور یہاں بڑے بڑے لوگ آباد تھے۔ اس لئے یہاں دن کو بھی الو بولتے تھے جولیا اس کے کار موڑنے کی منتظر رہی۔ لیکن کار ماڈل ٹاؤن سے بھی گذر گئی.... اور اب وہ ایک ویرانے میں جا رہی تھی۔

اچانک جولیا کو اپنا پرس یاد آیا جو اس کی گود میں نہیں تھا۔

"کیا تمہیں اپنے پرس کی تلاش ہے؟" کرنل نادر نے پوچھا۔

"ہاں!" جولیا کے حلق سے بھرائی ہوئی سی آواز نکلی۔

"وہ میری رانوں کے نیچے ہے۔ تمہارے ہاتھ میں وہ پرس اچھا نہیں لگے گا جس میں اعشاریہ دو پانچ کا کوئی پستول بھی موجود ہو۔"

"تم مجھ کہاں لے جا رہے ہو؟"

"میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کتنا برا آدمی ہوں تم نے میرے متعلق یہی خیال ظاہر کیا تھا.... کیوں؟.... نہیں.... چپ چاپ بیٹھی رہو.... کار کی رفتار بہت تیز ہے.... تم اتر نہیں سکتیں اور نہ مجھ پر حملہ کر سکتی ہو.... کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے میرا ہاتھ بہک جائے اور ہم دونوں کسی درخت سے ٹکرا کر فنا ہو جائیں!"

جولیا پر ایک بار پھر بدحواسی طاری ہو گئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا دور ایک سیاہ سی وین آتی دکھائی دے رہی تھی۔

جولیا نے شدید ذہنی ہیجان کے باوجود بھی یہی سوچا کہ اس میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا۔

کرنل نادر کی نظر ونڈ شیلڈ پر تھی۔

تقریباً دس منٹ بعد اس نے کار روکی .... جولیا نے دروازہ کھول کر اترنا چاہا.... لیکن کرنل نادر نے اس کا بازو پکڑ لیا اور جولیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا بازو ٹوٹ ہی جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ پیچھے آنے والی وین میں اس کا کوئی نہ کوئی مدد گار ضرور ہے۔ اس لئے اس نے اپنی آواز میں خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"میرا بازو چھوڑو۔ میں تم سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں۔"

جواب میں کرنل نادر نے ایک زہریلا سا قہقہہ لگا کر کہا "اترو!"

"نہیں اتروں گی!"

"تمہاری مرضی...." کرنل نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور سیٹ ہی پر بیٹھا رہا... اتنے میں وہ وین بھی قریب آگئی۔ سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی وین تھی۔ لیکن اسٹیرنگ کے پیچھے عمران یا جولیا کے کسی دوسرے مدد گار کی بجائے وہی دراز قد آدمی موجود تھا جس کے لئے اسے کرنل نادر کے دفتر میں ملازمت کرنی پڑی تھی۔

وہ نیچے اترا اور کرنل نادر کی کار کا دروازہ کھول کر بڑی بیدردی سے جولیا کو نیچے کھینچ لیا۔

"اُدھر لے چلو... جھاڑیوں میں!" کرنل نادر ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بولا اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

جولیا چیخ چیخ کر انہیں گالیاں دینے لگی۔ دفعتاً دراز قد آدمی نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی اور دانت پیس کر بولا "گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا۔" پھر اس نے نیچے جھک کر اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ جولیا دونوں ہاتھوں سے اس کے سر کے بال نوچتی رہی۔ منہ پر تھپڑ لگاتی رہی لیکن وہ اسے اسی طرح اٹھائے چلتا رہا۔ پھر ایک جگہ کرنل نادر کے کہنے پر اسے زمین پر پٹخ دیا۔ جولیا کے سخت چوٹ آئی اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ لوگ ذرہ برابر بھی رحم نہ کریں گے۔ وہ خاموش ہو گئی اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک بڑے سے چاقو کی نوک اس کے سینے سے آلگی جس کا دستہ کرنل نادر کے ہاتھ میں تھا۔ کرنل نادر دراز قد آدمی سے کہہ رہا تھا۔ "تم دونوں گاڑیاں ادھر ہی لے آؤ۔ ان کا سڑک پر ہونا ٹھیک نہیں ہے۔"

دراز قد آدمی سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

"اب بتاؤ کہ تم حقیقتاً کون ہو؟" کرنل نادر نے جولیا سے کہا "میں بہت سفاک آدمی ہوں تمہیں سچ بولنے پر مجبور کرنے کے لئے سب کچھ کر گذروں گا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ لیکن پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی خاموشی چاقو کی نوک گوشت ہی میں اتار دے گی۔

"میں ایک.... ایک.... غریب لڑکی ہوں۔" اس نے دردناک آواز بنانے کی کوشش کی۔

"غریب لڑکیاں اپنے پرس میں ریوالور نہیں لئے پھرتیں۔"

جولیا پھر خاموش ہو گئی۔ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ اونچے درختوں پر نمناک سی نارنجی رنگ کی دھوپ کپکپا رہی تھی۔

"بولو!" نادر نے کہا اور چاقو کی نوک پر دباؤ بڑھ گیا۔

"جو کچھ بتانا تھا بتا چکی.... اب تم جو کچھ کہو کہہ دوں۔ پتہ نہیں تم کیا چاہتے ہو!" جولیا نے دل مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں دراز قد آدمی کرنل نادر کی کار وہاں لے آیا اور اسے چھوڑ کر دوبارہ سڑک کی طرف چلا گیا۔ سڑک اور اس جگہ کے درمیان اونچی نیچی جھاڑیاں حائل تھیں۔ کار کو لانے کے لئے اسے ایک نالے میں اترنا پڑا تھا۔

"اچھا!" کرنل نادر نے چاقو کی نوک اس کے سینے سے ہٹاتے ہوئے کہا "وہی تم سے سمجھے گا۔ میں اس سے زیادہ سفاک نہیں ہوں.... تم بہت خوبصورت ہو مجھے تم پر رحم آتا ہے۔ وہ پہلے تمہارے دونوں کان کاٹے گا۔ پھر ناک پھر انگلیاں.... حتیٰ کی تم بتاؤ گی یا مر جاؤ گی۔ جس وین میں وہ آیا ہے اس میں زمین کھودنے کا سامان بھی موجود ہے۔ پھر تم خود سمجھ سکتی ہو کہ تمہاری لاش بھی کسی کو نہ ملے گی۔" جولیا کانپ گئی وہ زمین پر پڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ وہ خود میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی کہ زمین سے اٹھ سکتی۔

دراز قد آدمی وین بھی وہیں لے آیا اس بار اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی جولیا کی روح فنا ہو گئی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک نظر آرہا تھا۔

"اسے سنبھالو!" کرنل نادر نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" اس نے سرد لہجے میں کہا" عورتوں کے معاملہ میں تم بزدلی کی حد تک کمزور ہو!"

وہ جولیا کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے جھاڑیوں سے سر نکال کر کہا" ذرا خیال رہے اس کی ہڈیاں ٹوٹنے نہ پائیں۔ میں اس کا ڈھانچہ اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

عمران جھاڑیوں سے نکل آیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے اور ان کے رخ ان دونوں کی طرف تھے۔ اس وقت عمران اپنی صحیح شکل وصورت میں تھا جولیا اسے دیکھتے ہی اچھل کر کھڑی ہوگئی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔

اچانک لمبے آدمی نے کسی بندر کی طرح عمران پر چھلانگ لگائی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر ڈھیر ہوگیا۔ کیونکہ پستول کی نال سے پانی کی دھاریں نکل کر اس کے چہرے پر پڑی تھیں۔ یہی برتاؤ اس نے کرنل نادر کے ساتھ بھی کیا۔ دونوں اپنے چہروں پر ہاتھ رکھے بری طرح دہاڑ رہے تھے۔ عمران نے لمبے آدمی کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی اور وہ پھر منہ کے بل زمین پر گرا۔

"ارے دیکھتی کیا ہو شروع ہو جاؤ!" عمران نے جولیا سے کہا لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ عمران نے کرنل نادر کے بھی لات رسید کی اور وہ بھی اسے گالیاں دیتا ہوا منہ کے بل جا گرا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ دونوں بھوت بن گئے۔ ان کے چہروں پر مٹی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور وہ درد سے چیخ رہے تھے۔ اندھوں کی طرح چیخ چیخ کر ہوا سے لڑ رہے تھے۔ ایک بار دراز قد آدمی ان کی آواز پر اس کی طرف مکا تان کر دوڑا اور عمران نے کرنل نادر کو اس پر دھکیل دیا۔ دراز قد آدمی کا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے کرنل نادر کی ناک پر پڑا اور کرنل نادر نے دہاڑ کر اس کی گردن پکڑ لی۔

"میں ہوں نادر!.... میں ہوں...." دراز قد آدمی چیخا اور جولیا بے ساختہ ہنس پڑی۔

عمران نے بھی احمقوں کی طرح ہنسنا شروع کر دیا۔

پھر ایک طوفانِ بدتمیزی برپا ہوگیا۔ عمران انہیں آواز دیتا وہ آواز پر جھپٹتے اور عمران آگے بڑھ کر ٹانگ مار دیتا اور وہ گالیاں بکتے ہوئے نیچے چلے آئے۔

ایک بار جولیا نے اسی طرح عمران کو گرا دیا۔

"ہائیں.... یہ کیا....؟" عمران بسور کر بولا۔

"تمہاری بدولت مجھے اتنی پریشانی ہوئی ہے اور اب اس حماقت کا مقصد سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"ابھی سمجھ جاؤ گی۔" عمران سر ہلا کر بولا اور وہ دونوں مخالف سمتوں سے اس کی آواز پر دوڑے اور آپس میں ٹکرا کر رہ گئے۔ دونوں کی زبانوں سے گالیاں نکلیں اور کرنل نادر نے چیخ کر کہا۔"میں ہوں...." ان دونوں کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔ وہ کبھی کبھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے لیکن پھر اس طرح بند کر لیتے جیسے وہاں ناقابلِ برداشت قسم کی روشنی ہو۔

اس بار دراز قد آدمی کرنل کے چیخنے کے باوجود بھی اس کی مرمت کرتا رہا

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ تمہاری ہوس پرستی نے یہ وقت دکھایا۔ میں تمہیں منع کر رہا تھا کہ لڑکی کو ادھر نہ لاؤ۔"

پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو کاٹنے اور بھنبھوڑنے لگے۔

"اب ختم بھی کرو.... یہ قصہ!" جولیا نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھہرو! انہیں اچھی طرح لڑ لینے دو جب ان میں سکت نہ رہ جائے گی تو باندھ لوں گا۔ میں کم سے کم تکلیف اٹھانے کا عادی ہوں۔ ڈھول دھپے سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا.... تم خود سوچو اگر میں ایسے طریقے اختیار نہ کروں تو میرا کام کیسے چلے.... نہ میں صاحبِ اختیار ہوں اور نہ میرے ہاتھ میں قانون.... فیاض ہوتا تو پوری گارد کے ساتھ چڑھ دوڑتا.... لیکن میرا دعویٰ ہے کہ اس کے باوجود بھی یہ دونوں نکل جاتے!"

O

تھوڑی دیر بعد دونوں کرنل نادر کی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور کار شہر کی طرف

جارہی تھی۔ دراز قد آدمی اور کرنل نادر پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے اور عمران نے ان کے منہ میں حلق تک رومال ٹھونس دیئے تھے۔ دراز قد آدمی کی وین وہیں جنگل میں چھوڑ دی گئی تھی۔

"یہ ایک بڑا لمبا چکر تھا۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "یہ لوگ ایک جنگ باز ملک کے ایجنٹ ہیں۔ عرصہ سے ان کی خفیہ سرگرمیاں یہاں جاری تھیں۔ انہوں نے سنگبار کی بعض پہاڑیوں میں اپنے خفیہ تہہ خانے بنا رکھے تھے۔ وہاں ان کے قیدی رکھے جاتے تھے۔ اور یہ قیدی اہم ترین سرکاری آفیسرز ہوتے تھے۔ وہ ان سے سرکاری راز حاصل کرنے کے لئے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور بعض اوقات ان کے آدمی ان گمشدہ آفیسروں کے عہدے تک سنبھال لیتے۔ اب اپنے محکمے کے کرنل زیدی ہی کی مثال لے لو!"

"کیا تمہیں ان سب باتوں کا علم ہے۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں مجھے ان کا علم ہے اور ساتھ ہی اس بات پر افسوس بھی ہے کہ یہاں اس شہر میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کی صلاحیتوں کو میں نہیں پہنچ سکتا۔ معلوم نہیں وہ کون ہے.... کہاں ہے۔ لیکن وہ بڑے خطرناک لمحات میں میری مدد کرتا ہے اس سے ہمیشہ فون ہی پر گفتگو ہوتی ہے۔ اسی نے مجھے بتایا تھا کہ تم کرنل نادر کے آفس کے سامنے ملو گی.... اسی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں کرنل نادر کے آفس میں کام کرنے پر مجبور کروں.... کیا تم مجھے بتا سکو گی کہ وہ کون ہے۔ یا تم آٹھوں کے درمیان کوئی نواں آدمی بھی موجود ہے۔"

"نہیں!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی۔" اس نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تھا اور سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹو کتنی خوبصورتی سے اپنا کام نکالتا ہے۔

"خیر۔" عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا "کبھی نہ کبھی تو یہ معلوم ہو کر ہی رہے گا کہ وہ کون ہے.... عمران سے بچ کر کہاں جائے گا۔"

جولیا اس پر کچھ نہیں بولی اور عمران نے کہا "ہاں تو شاید انہیں یہ یقین تھا کہ سنگبار کی زیر تعمیر سڑک کے سلسلے میں ان کے قید خانوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا لیکن ان کے اندازے کے خلاف ان کا ایک قید خانہ منہدم ہو گیا۔ اس کے نیچے کئی آدمی کچلے گئے اور ان کا خون چٹانوں میں

بہہ نکلا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ راز ظاہر ہو جائے گا تو دوسرا قید خانہ انہوں نے خود ہی ڈائنامائیٹ سے اڑا دیا۔ اسی قید خانے کے پتھروں کے نیچے سے کرنل زیدی کی بھی لاش نکلی تھی۔"

"لیکن وہ انہیں وہاں رکھتے ہی کیوں تھے۔ ختم کیوں نہیں کر دیتے تھے۔" جولیا نے پوچھا۔

"اوہ.... ہو سکتا ہے کہ بہتیروں کو ختم بھی کر دیتے رہے ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ محض ان لوگوں کو زندہ رکھتے تھے جن سے کوئی اہم راز معلوم ہو جانے کا امکان نظر آتا تھا۔"

"مگر تم ان کے خلاف ثبوت کیسے مہیا کرو گے؟"

"میں آج دن بھر جھک نہیں مارتا رہا ہوں۔ میں نے ان کے کئی خفیہ اڈوں کا پتہ لگایا ہے۔ جہاں سے کرنل نادر کے خلاف کافی مواد مل جائے گا۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ میں ان کے سرغنہ کو پہلے ہی پکڑ چکا ہوں.... بھوری ڈاڑھی والا ایک غیر ملکی جو بڑی فصیح اردو کسی اہل زبان کی طرح بولتا تھا۔"

"وہ تمہیں کہاں ملا؟" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"انہیں خفیہ اڈوں میں سے ایک میں.... پہلے وہ ریکسٹن اسٹریٹ کے آسیب زدہ مکان میں رہتا تھا۔ بہرحال اگر یہ سارے ثبوت نہ ہوتے تب بھی میرا کام تو بن گیا تھا۔ ثبوت کے لئے یہ دراز قد آدمی کافی ہوتا۔ جس کی انگلیوں کے نشانات پروین کے فلیٹ میں ملے تھے اور اس کے علاوہ اس کی انگلیوں کے نشانات کرنل زیدی کی میز اور کرسی پر بھی ملے تھے۔ پروین بھی اس گروہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اسے صرف اس لئے قتل کر دیا گیا کہ وہ میری نظر میں آگئی تھی.... ہاں ٹھہرو!"

لینڈ کسٹم پوسٹ کی عمارت آگئی تھی۔

"مجھے بہت شدت سے پیاس لگی ہے۔ میں پانی پی کر آتا ہوں۔"

عمران کار روک کر نیچے اتر گیا۔ وہ دراصل یہاں سے کیپٹن جعفری کو بحیثیت ایکس ٹو فون کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اسے اطلاع دی کہ عمران جولیا سمیت دو مجرموں کو لا رہا ہے۔ وہ اپنے آدمیوں سمیت ماڈل ٹاؤن کے باہر پہنچ جائے۔

اندھیرا پوری طرح پھیل گیا۔ عمران واپس آیا۔ کار اسٹارٹ کی۔ پھر انجن بند کر کے کچھ بڑبڑاتا ہوا نیچے اتر گیا۔ وہ خواہ مخواہ دیر کرنے کے لئے بونٹ اٹھا کر انجن دیکھنے لگا۔ مقصد دراصل یہ تھا کہ اتنی دیر میں جولیا کے دوسرے ساتھی ماڈل ٹاؤن کے قریب پہنچ جائیں اور وہ ڈرامائی انداز میں اس ڈرامے کا ڈراپ سین کر دیں۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھتا ہوا جولیا سے بولا "کیا تم نے کوئی حرکت کی تھی انجن کے ساتھ ؟"

"نہیں تو! مگر یہ بتاؤ کہ تم یک بیک ان جھاڑیوں میں کیسے جا پہنچے تھے ؟"

"مجھے یہ دراز قد آدمی اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔"

"کیا مطلب ؟"

"ارے میں اسی وین کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا۔"

"اور تم اتنی دیر تک خاموش رہے تھے۔" جولیا دانت پیس کر بولی۔ "اس وقت بھی کچھ نہیں بولے۔ جب وہ سور کا بچہ مجھے اٹھا کر جھاڑیوں میں لے گیا تھا۔"

"آہا۔ مجھے لطف آ رہا تھا.... تم نے خوب خوب طمانچے لگائے تھے اسکے۔"

"کبھی نہ کبھی اس کا بدلہ ضرور لوں گی۔"

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا۔ اچانک اسے کار کی رفتار کم کر دینی پڑی سامنے سات آدمی راستہ روکے کھڑے تھے۔ عمران ہارن پر ہارن دیتا رہا۔ لیکن وہ اپنی جگہوں سے ہلے تک نہیں۔ اس نے کار روک دی۔ اور پھر سارجنٹ ناشاد کی آواز آئی۔ اتر آؤ بھتیجے چپ چاپ.... خیریت اسی میں ہے۔"

"دیکھا تم نے!" عمران کسی لڑاکا عورت کے انداز میں جولیا کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "یہ لوگ آگئے میری محنت برباد کرنے.... خدا انہیں غارت کرے۔"

"بھتیجے! تم نے سنا نہیں؟" سارجنٹ ناشاد نے پھر للکارا۔ اور دوسرے ہی لمحے میں کسی نے دروازہ کھول کر عمران کو نیچے کھینچ لیا۔

"ارے! تم بیٹھی دیکھ رہی ہو تمہیں بھیڑیا لے جائے۔" عمران نے جولیا کو مخاطب کیا۔ مگر وہ کچھ بولی نہیں۔ ویسے اسے بھی ان لوگوں کی یہ حرکت گراں گذری تھی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ

جو کچھ بھی ہو رہا ہے ایکس ٹو کے حکم سے ہو رہا ہے اس بے چاری کو کیا علم کہ ایکس ٹو اس وقت بھی اس کے قریب کھڑا ان سب کو اچھی طرح الو بنا رہا ہے۔

جیسے ہی کار حرکت میں آئی عمران نے چیخ کر کہا۔ "خدا کرے تم سبھوں کی.... بیویاں مر جائیں.... اور جولیا کو زندگی بھر.... وہ نہ نصیب ہو.... شوہر.... شوہر....!"

O

دوسری صبح عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اپنے ملازم سلیمان کو ڈیکارٹس کا انٹرایکشن ازم سمجھا رہا تھا۔ آخر بکواس کرتے کرتے رک کر پوچھا "کیا سمجھا؟"

"سمجھ گیا صاحب!"

"کیا سمجھ گیا؟"

"انٹر کلاس پینٹل گلینڈ پر ہوتا ہے۔"

"انٹرایکشن ازم۔" عمران دہاڑا.... "پنٹیل گلینڈ.... ابے تو کبھی بڑا آدمی نہیں بن سکتا۔ ہمیشہ جوتیاں سٹکائے گا۔ ہپ، دیکھو، کون ہے باہر۔ دروازہ کھولو!"

بند دروازے پر بڑی دیر سے کوئی دستک دے رہا تھا۔ سلیمان نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے کیپٹن فیاض نظر آیا اور عمران نے چیخ کر کہا۔ "ابے او سلیمان کے بچے یہ تو نے کیا کیا؟"

فیاض اندر آگیا۔ وہ قہر آلود نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔ سلیمان چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا۔

"کچھ بھی ہو۔" فیاض غرایا "تمہارے ہتھکڑیاں ضرور لگاؤں گا۔ تم نے مجھے بھی ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا تم مجرموں کو براہ راست میرے حوالے نہیں کر سکتے تھے۔ میرے پاس تمہارا وارنٹ ہے اور چونکہ پروین کے ریوالور پر تمہاری انگلیوں کے نشانات ملے تھے اس لئے تم عدالت ہی میں اپنی صفائی پیش کر سکو گے۔"

"میں یہیں اپنی صفائی پیش کر سکتا ہوں۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں صبح اٹھ کر نہایا ہوں۔ دانت صاف کئے ہیں ہمدرد منجن سے۔ ہاتھ کی صفائی تم بارہا دکھا چکے ہو۔ ویسے میں

تمہیں اس طبقے کا آدمی نہیں سمجھتا جسکا رزق پیٹ کی صفائی پر منحصر ہے۔ اتنی صفائیاں دے چکا۔ اب اگر تم اتنی ذرا سی بات کیلئے عدالت میں کھینچو تو خدا کرے تمہاری بیوی بیوہ ہو جائے۔"

"تم شاید مذاق سمجھتے ہو۔" فیاض جیب میں ہاتھ ڈال کر وارنٹ نکالتا ہوا بولا "یہ ہے وارنٹ اور دوسری جیب میں ہتھکڑیوں کا جوڑا ہے۔ میں مجبور ہوں یہ تمہارے والد کا حکم ہے کہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔"

"ارے یار میں ان کا بیٹا ہوں۔ رشوت میں نہیں ملا تھا۔" عمران نے بھی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ ہم دونوں اپنے کاغذ بدل کر انہیں غور سے پڑھیں۔"

فیاض کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ اسے مجرم محکمہ خارجہ کے توسط سے ملے تھے اور محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان تھے۔ ایسی حالت میں اسے پہلے ہی سے خدشہ تھا کہ شاید وہ عمران پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ وہ جانتا تھا کہ سر سلطان کی نظروں میں عمران کی کتنی وقعت ہے۔ ویسے یہ بات تو اس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ عمران بھی محکمہ خارجہ کے کسی شعبے کا اعلیٰ آفیسر ہو سکتا ہے۔ اس نے عمران کے ہاتھ سے اپنے حاصل کئے ہوئے وارنٹ کی منسوخی کا حکمنامہ لے کر دیکھا اور اس کے ہونٹ بھی خشک ہو گئے۔

"میں نہیں مانتا۔" فیاض نے کھسیانے انداز میں کہا "ابھی معلوم کئے لیتا ہوں پھر دیکھوں گا تمہیں!"

"اس بار ذرا سرمہ لگا کر دیکھنا۔ تاکہ میں وہیں کا وہیں مر کر رہ جاؤں۔ ارے باپ رے! ذرا سوچو تو.... تمہاری آنکھوں میں سرمہ.... ہے.... ہے....!"

فیاض نے ٹیلیفون اپنی طرف کھینچ کر کسی کو فون کیا اور جب گفتگو شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ اسی مجسٹریٹ سے ہمکلام ہے جس نے عمران کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا تھا لیکن شاید دوسری طرف سے ملے ہوئے جوابات مایوس کن تھے کیونکہ ذرا سی ہی دیر میں فیاض کے چہرے پر مردنی چھا گئی اور آنکھوں سے بے بسی جھلکنے لگی تھی۔ ریسیور رکھ کر اس نے جیب سے رومال نکالا۔ اور پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔

"کوکا کولا.... منگاؤں تمہارے لئے؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"آج ہی میں استعفیٰ دے رہا ہوں۔" فیاض دہاڑا۔

"اس طرح تم اپنی آئندہ نسلوں پر رحم کرو گے۔ خدا تمہاری مغفرت کرے استعفیٰ دینے کے بعد سیدھے یہیں آنا سوپر فیاض! میں تمہیں دوسرا دھندہ بتاؤں گا۔"

"بکواس مت کرو۔" فیاض نے دانت پیس کر کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف جولیا نافٹز واٹر تھی اس نے عمران کے ٹیلیفون کے وہ نمبر ڈائیل کئے تھے جو ٹیلیفون ڈائرکٹری میں موجود تھے۔

"ہیلو عمران!"

"عمران کا جنازہ تیار ہے آکر شرکت کرو۔" وہ رو دینے والی آواز میں بولا "تم لوگ بڑے احسان فراموش ہو۔ تمہارے لئے میں نے اتنی محنت کی اور تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔"

"میں کیا کرتی.... دوسروں نے...."

"الو بناتی ہو مجھے.... مجھے یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ اسے لکھ لو کہ میں فیاض ہی کی طرح عنقریب اس کا بھی بیڑہ غرق کردوں گا۔"

"پتہ نہیں تم کسی آدمی کا تذکرہ کر رہے ہو۔ میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی! مگر تمہارے وارنٹ کا کیا ہوا؟"

"تم سے مطلب؟.... تم نے تو اپنا الو سیدھا کر لیا۔"

"نہیں.... بتاؤ کیا ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں!.... دروازہ بند کئے بیٹھا ہوں۔ پتہ نہیں کب گرفتار کر لیا جاؤں!"....

عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

﴿ختم شد﴾